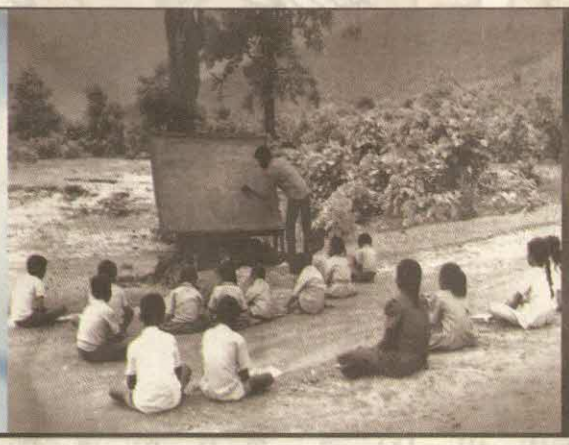

قومی درسیات کا خاکہ

2005

1464 16.10.08

قومی درسیات کا خاکہ

2005

विद्यया ऽमृतमश्नुते

एन सी ई आर टी
NCERT

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ
NATIONAL COUNCIL OF EDUCATIONAL RESEARCH AND TRAINING

پیش لفظ

ہمارے بچوں کو کیا اور کیسے پڑھایا جائے اس طرف عوام کی توجہ مبذول کرانے کے لیے نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ کی جانب سے ایک غیر معمولی غور وفکر کا عمل شروع کیا گیا ہے۔ خوش قسمتی سے مجھے بھی اس میں شرکت کا موقع ملا ہے۔ تجاویز اور توقعات کے اس وسیع دائرے میں کئی اہم شخصیات کے ساتھ بہت قریب رہ کر میں نے قومی درسیات کی اس دستاویز کے تیار کرنے کے سلسلے میں کام کیا ہے۔ ان تمام شخصیات کے نامِ گرامی اس دستاویز میں شامل کیے گئے ہیں۔

اس دستاویز میں بہت سارے تجزیے اور کئی مشورے بھی شامل ہیں۔ ان سب کے ساتھ ساتھ بارہا یہ یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ مادری زبان اظہار کا نہایت اہم ذریعہ ہوتی ہے اور یہ کہ بچوں کو ان کے اپنے علم کی تشکیل کرنے کے قابل بنانے میں معاشرتی، معاشی اور نسلی پس منظر کا ایک مخصوص مقام ہوتا ہے۔ میڈیا اور تعلیمی ٹیکنالوجی کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن استاد کا کردار مرکزی بنا رہتا ہے۔ رنگارنگی پر زور ہے لیکن انھیں مسائل کی صورت میں نہیں دیکھا گیا ہے۔ اس بات کو ہمیشہ تسلیم کیا گیا ہے کہ معاشرے کے بارے میں تعلیم ایک اثاثہ ہوتی ہے اور اسے ساتھ لے کر چلنے سے رسمی درسیات اور زیادہ مالامال ہوجائے گی۔ تکثیریت کی مدح کی گئی ہے اور سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ایک کشادہ ڈھانچے کے اندر مختلف زاویوں کے ہونے سے تخلیقی صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔

اس دستاویز میں بچوں کے درسیات کے بوجھ کے سوال کو بار بار اٹھایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ایسا لگتا ہے کہ ہم کسی گہری کھائی میں گرے پڑے ہیں۔ کم وقت کے لیے کام آنے والی معلومات کے انبار کو ہم نے فہم کے بدلے اپنا لیا ہے۔ اسے بدلنا ہوگا۔ خصوصاً اس وقت جب کہ وہ سب کچھ جو یاد کیا جاسکتا ہے پھٹ پڑنے کو تیار ہو۔ ہمیں اپنے بچوں کو فہم کا چسکا لگنے دینا چاہیے۔ جس سے انھیں سیکھنے میں مدد ملے اور جب وہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں اور خیالات کی دنیا اور زندگی کے لین دین میں قدم رکھیں تو علم کا تبادلہ اپنے مطابق کر پائیں۔ علم کا ایسا چسکا ہمارے بچوں کے موجودہ وقت کو مکمل طور پر تخلیقی اور پرلطف بنا سکے گا۔ وہ معلومات کی کثرت کے بوجھ سے مجروح نہ ہوں، جس کی ضرورت صرف کچھ مدت کے لیے اس مزاحمتی دوڑ (Hurdle-race) سے پہلے پڑتی ہے جسے ہم امتحان کہتے ہیں۔ خود اپنے اوپر عائد کی گئی اس خرابیٔ قسمت سے باہر آنے کی تدابیر اس دستاویز میں پیش کی گئی ہیں۔ اس میدان میں تھوڑی سی کامیابی ملنے سے اس بات کا پتہ چل سکے گا کہ ہم نے سیکھنے کی استعداد کو سمجھنا شروع کر دیا ہے اور ہمیں اس کا بھی احساس ہوگیا ہے کہ بچوں کے حافظے کو ان معلومات سے نبرد آزما ہونا بے سود ہے جنھیں دراصل صفحات پر سیاہ نشانات یا کمپیوٹر ڈسک پر 'بٹس' کی مانند ہی رہنے دینا چاہیے۔

تعلیم کوئی مادی شے نہیں ہے جسے استاد یا ڈاک کے ذریعے کہیں بھی پہنچا دیا جائے۔ بارآور اور توانا تعلیم کی جڑیں ہمیشہ ہی سے بچّے کی مادی اور تہذیبی زمین میں پیوست ہوتی ہیں اور انھیں والدین، اساتذہ، ہم جماعت اور طبقات کے باہمی عمل سے غذا ملتی ہے۔ اس فریضے کے حوالے سے اساتذہ کے کردار اور ان کی فضیلت کو اہمیت دینے اور مستحکم بنانے کی

Quomi Darsiyat Ka Khaka 2005
(National Curriculum Framework 2005)

ISBN 978-81-7450-836-2

انگریزی ایڈیشن
دسمبر 2005 آگھن 1927

نظرثانی شدہ ایڈیشن
جولائی 2007 آشاڑہ 1929

اُردو ایڈیشن
اگست 2008 شراون 1930

PD1T SPA

© نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، 2005

جُملہ حقوق محفوظ

- ناشر کی پہلے سے اجازت حاصل کیے بغیر، اس کتاب کے کسی بھی حصے کو دوبارہ پیش کرنا، یادداشت کے ذریعے بازیافت کے سسٹم میں اس کو محفوظ کرنا یا برقیاتی، میکانیکی، فوٹو کاپینگ، ریکارڈنگ کے کسی بھی وسیلے سے اس کی ترسیل کرنا منع ہے۔
- اس کتاب کو اس شرط کے ساتھ فروخت کیا جارہا ہے کہ اسے ناشر کی اجازت کے بغیر، اس شکل کے علاوہ جس میں کہ یہ چھاپی گئی ہے یعنی، اس کی موجودہ جلد بندی اور سرورق میں تبدیلی کرکے، تجارت کے طور پر نہ تو مستعار دیا جاسکتا ہے، نہ دوبارہ فروخت کیا جاسکتا ہے، نہ کرایہ پر دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی تلف کیا جاسکتا ہے۔
- کتاب کے صفحہ پر جو قیمت درج ہے وہ اس کتاب کی صحیح قیمت ہے۔ کوئی بھی نظرثانی شدہ قیمت چاہے وہ ربر کی مہر کے ذریعے یا چھپی یا کسی اور ذریعے ظاہر کی جائے تو وہ غلط متصور ہوگی اور ناقابل قبول ہوگی۔

این سی ای آر ٹی کے پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ کے دفاتر

این سی ای آر ٹی کیمپس
سری اروندو مارگ
نئی دہلی - 110016

108,100 فٹ روڈ ہوسڈے کیرے ہیلی
ایکسٹینشن بناشنکری III اسٹیج
بنگلور - 560085

نوجیون ٹرسٹ بھون
ڈاک گھر، نوجیون
احمد آباد - 380014

سی ڈبلیو سی کیمپس
بمقابل ڈھانکل بس اسٹاپ
پانی ہاٹی، کولکتہ - 700114

سی ڈبلیو سی کامپلیکس
مالی گاؤں
گواہاٹی - 781021

اشاعتی ٹیم

ھیڈپبلی کیشن ڈپارٹمنٹ : پٹّی راجا کمار
چیف پروڈکشن آفیسر : شیوکمار
چیف ایڈیٹر : شویتا اُپل
چیف بزنس منیجر : گوتم گانگولی
ایڈیٹر : سیّد پرویز احمد
اسسٹنٹ پروڈکشن آفیسر : عبدالنعیم

سرورق اور تزئین کا ڈیزائن
شویتا راوَ

سکریٹری، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، شری اروندو مارگ، نئی دہلی 110016 نے سرسوتی آفسیٹ پرنٹرز A-95، سیکٹر-5، نوئیڈا-201301 میں چھپوا کر پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ سے شائع کیا۔

اُردو ترجمہ کی نظر ثانی

قومی درسیات کا خاکہ 2005 کے ترجمے کی ذمہ داری سینٹرل انسٹی ٹیوٹ آف انڈین لینگویجز کے سپرد کی گئی تھی۔ بہر حال، جب یہ ترجمہ ایڈیٹنگ کے لیے پبلی کیشن ڈویژن، این سی ای آر ٹی کو بھیجا گیا۔ تب جناب سید پرویز احمد (ایڈیٹر) نے اس بات کا اظہار خیال کیا کہ ترجمہ قابل تسلیم معیار کے مطابق نہیں ہے۔ لہٰذا اس پر ماہرین تعلیم کے ذریعے نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ ڈائریکٹر، این سی ای آر ٹی کی منظوری کے ساتھ نظر ثانی کے لیے میٹنگ منعقد کرائی گئیں۔ اور ان چار نظر ثانی میٹنگوں میں جن ممبران نے شرکت کی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

23 سے 26 جولائی 2007	7 سے 10 اگست 2007	21 سے 24 نومبر 2007	4 سے 8 دسمبر 2007
محمد نعمان خاں	محمد نعمان خاں	محمد نعمان خاں	محمد نعمان خاں
ریڈر	ریڈر	ریڈر	ریڈر
ڈی اوایل،	ڈی اوایل،	ڈی اوایل،	ڈی اوایل،
این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
محمد معظم الدین	محمد معظم الدین	محمد معظم الدین	محمد معظم الدین
سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار
ڈی اوایل،	ڈی اوایل،	ڈی اوایل،	ڈی اوایل،
این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
چمن آرا خان	محمد فاروق انصاری	محمد فاروق انصاری	محمد فاروق انصاری
سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار
ڈی اوایل،	ڈی اوایل،	ڈی اوایل،	ڈی اوایل،
این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
دیوان حنان خان	چمن آرا خان	چمن آرا خان	چمن آرا خان
سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار
ڈی اوایل،	ڈی اوایل،	ڈی اوایل،	ڈی اوایل،
این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
طلعت عزیز	دیوان حنان خان	دیوان حنان خان	دیوان حنان خان
پروفیسر آئی اے ایس ای	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار
جامعہ ملیہ اسلامیہ	ڈی اوایل،	ڈی اوایل،	ڈی اوایل،
نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

قومی درسیات کے خاکے۔ 2005 کا آئین کے آٹھویں شیڈول میں شامل سبھی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ ہم ڈاکٹر ڈی، برکا تا کی (اسامی)، جناب دیواشیش سین گپتا (بنگلہ)، ڈاکٹر انل بوڈ (بوڈو)، پروفیسر وینا گپتا (ڈوگری)، جناب کشیپ منکوڈی (گجراتی)، محترمہ پرگتی سکسینہ اور جناب پربھات رنجن (ہندی)، جناب ایس ایس یدوراجن (کنڑ)، ڈاکٹر سومناتھ رینا (کشمیری)، جناب دامودر گھانیکر (کونکنی)، ڈاکٹر نیتا جھا (میتھلی)، جناب کے کے کرشن کمار (ملیالم)، جناب ٹی سرجیت سنگھ تھوکچوم (منی پوری)، ڈاکٹر دتا دیسائی (مراٹھی)، ڈاکٹر کھگین سرما (نیپالی)، ڈاکٹر مدن موہن پردھان (اڑیہ)، جناب رنجیت سنگھ رنگیلا (پنجابی)، جناب دتا بھوشن پولکن (سنسکرت)، جناب سبودھ ہنسدا (سنتھالی)، ڈاکٹر کے پی لیکھوانی (سندھی)، جناب اے والی ناگیم (تمل)، جناب وی بالا سبرامینیم (تیلگو) اور ڈاکٹر نظیر حسین (اردو) کے ممنون ہیں۔ اس دستاویز کا خاکہ اور موجودہ شکل ترتیب دینے کے لیے محترمہ شویتا راؤ کا، سرورق اور صفحہ نمبر 89 پر دی گئی تصاویر کے لیے جناب رابن بنرجی کا اور سی آئی ای ٹی کے جناب آر۔ سی۔ داس کا بھی تصاویر کے لیے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم این سی ای آر ٹی کی ویب سائٹ پر قومی درسیات کے خاکے کو بھیجنے کے لیے ڈی سی ای ٹی اے اور موجودہ شکل میں چھاپنے کے لیے پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ کے مشکور ہیں۔ ہم جناب آر کے لکشمن کے دو کارٹونوں (صفحہ نمبر 12 اور 88) کے لیے تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

یہ فہرست کسی بھی طور پر مکمل نہیں ہے اور ہم ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے کسی نہ کسی شکل میں اس دستاویز کی تیاری میں مدد کی۔

اردو میں اس دستاویز کی کتاب کی شکل میں تیاری کے لیے ہم کاپی ایڈیٹر ڈاکٹر عبدالرشید اعظمی اور ڈاکٹر ارشاد نیر، پروف ریڈر عظیم الدین صدیقی، پروف ریڈر شبنم ناز، ڈی ٹی پی آپریٹر محمد وزیر عالم مصباحی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اُردو ترجمہ کی نظر ثانی

قومی درسیات کا خاکہ 2005 کے ترجمے کی ذمہ داری سینٹرل انسٹی ٹیوٹ آف انڈین لینگویجز کے سپرد کی گئی تھی۔ بہر حال، جب یہ ترجمہ ایڈیٹنگ کے لیے پبلی کیشن ڈویژن، این سی ای آر ٹی کو بھیجا گیا۔ تب جناب سید پرویز احمد (ایڈیٹر) نے اس بات کا اظہار خیال کیا کہ ترجمہ قابل تسلیم معیار کے مطابق نہیں ہے۔ لہٰذا اس پر ماہرین تعلیم کے ذریعے نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ ڈائریکٹر، این سی ای آر ٹی کی منظوری کے ساتھ نظر ثانی کے لیے میٹنگ منعقد کرائی گئیں۔ اور ان چار نظر ثانی میٹنگوں میں جن ممبران نے شرکت کی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

23 سے 26 جولائی 2007	7 سے 10 اگست 2007	21 سے 24 نومبر 2007	4 سے 8 دسمبر 2007
محمد نعمان خاں	محمد نعمان خاں	محمد نعمان خاں	محمد نعمان خاں
ریڈر	ریڈر	ریڈر	ریڈر
ڈی او ایل،	ڈی او ایل،	ڈی او ایل،	ڈی او ایل،
این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
محمد معظم الدین	محمد معظم الدین	محمد معظم الدین	محمد معظم الدین
سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار
ڈی او ایل،	ڈی او ایل،	ڈی او ایل،	ڈی او ایل،
این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
چمن آرا خان	محمد فاروق انصاری	محمد فاروق انصاری	محمد فاروق انصاری
سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار
ڈی او ایل،	ڈی او ایل،	ڈی او ایل،	ڈی او ایل،
این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
دیوان حنان خان	چمن آرا خان	چمن آرا خان	چمن آرا خان
سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار
ڈی او ایل،	ڈی او ایل،	ڈی او ایل،	ڈی او ایل،
این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
طلعت عزیز	دیوان حنان خان	دیوان حنان خان	دیوان حنان خان
پروفیسر آئی اے ایس ای	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار	سینئر لیکچرار
جامعہ ملیہ اسلامیہ	ڈی او ایل،	ڈی او ایل،	ڈی او ایل،
نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی	این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

قومی درسیات کے خاکے۔ 2005 کا آئین کے آٹھویں شیڈول میں شامل سبھی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ ہم ڈاکٹر ڈی، برکا تا کی (اسامی)، جناب دیواشیش سین گپتا (بنگلہ)، ڈاکٹر انل بوڈ (بوڈو)، پروفیسر وینا گپتا (ڈوگری)، جناب کشیپ منکوڈی (گجراتی)، محترمہ پرگتی سکسینہ اور جناب پربھات رنجن (ہندی)، جناب ایس ایس یدوراجن (کنڑ)، ڈاکٹر سومناتھ رینا (کشمیری)، جناب دامودر گھانیکر (کونکنی)، ڈاکٹر نیتا جھا (میتھلی)، جناب کے کے کرشن کمار (ملیالم)، جناب ٹی سرجیت سنگھ تھوکچوم (منی پوری)، ڈاکٹر دتا دیسائی (مراٹھی)، ڈاکٹر کھگین سرما (نیپالی)، ڈاکٹر مدن موہن پردھان (اڑیہ)، جناب رنجیت سنگھ رنگیلا (پنجابی)، جناب دتا بھوشن پولکن (سنسکرت)، جناب سبودھ ہنسدا (سنتھالی)، ڈاکٹر کے پی لیکھوانی (سندھی)، جناب اے والی ناگیم (تمل)، جناب وی بالا سبرامینم (تیلگو) اور ڈاکٹر نظیر حسین (اردو) کے ممنون ہیں۔ اس دستاویز کا خاکہ اور موجودہ شکل ترتیب دینے کے لیے محترمہ شویتا راؤ کا، سرورق اور صفحہ نمبر 89 پر دی گئی تصاویر کے لیے جناب رابن بنرجی کا اور سی آئی ای ٹی کے جناب آر۔ سی۔ داس کا بھی تصاویر کے لیے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم این سی ای آر ٹی کی ویب سائٹ پر قومی درسیات کے خاکے کو بھیجنے کے لیے ڈی سی ای ٹی اے اور موجودہ شکل میں چھاپنے کے لیے پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ کے مشکور ہیں۔ ہم جناب آر کے لکشمن کے دو کارٹونوں (صفحہ نمبر 12 اور 88) کے لیے تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

یہ فہرست کسی بھی طور پر مکمل نہیں ہے اور ہم ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے کسی نہ کسی شکل میں اس دستاویز کی تیاری میں مدد کی۔

اردو میں اس دستاویز کی کتاب کی شکل میں تیاری کے لیے ہم کاپی ایڈیٹر ڈاکٹر عبدالرشید اعظمی اور ڈاکٹر ارشاد نیر، پروف ریڈر عظیم الدین صدیقی، پروف ریڈر شبنم ناز، ڈی ٹی پی آپریٹر محمد وزیر عالم مصباحی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

تلخیص عاملہ

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ کی عاملہ کمیٹی نے 14 اور 19 جولائی 2004 کی نشستوں میں قومی درسیات کے خاکہ پر نظر ثانی کرنے کا فیصلہ عزت مآب وزیر ترقی انسانی وسائل کی طرف سے لوک سبھا میں دیے گئے اس بیان کی روشنی میں کیا ہے جس میں یہ کہا گیا تھا کہ کونسل اس پر نظر ثانی کے کام کو انجام دے گی۔ اس کے بعد وزارت ترقی انسانی وسائل کے ایجوکیشن سیکریٹری نے کونسل کے ڈائریکٹر کو 1993 کی بغیر بوجھ آموزش کی رپورٹ کی روشنی میں قومی درسیات کا خاکہ برائے اسکولی تعلیم (NCFSE – 2000) کی نظر ثانی کی ضرورت بتاتے ہوئے ایک خط لکھا تھا۔ ان فیصلوں کے سیاق میں پروفیسر یش پال کی زیر صدارت ایک قومی کارپرداز کمیٹی اور 21 قومی فوکس گروپ بنائے گئے۔ ان کمیٹیوں میں اعلیٰ تعلیمی اداروں این سی ای آر ٹی کی اپنی فیکلٹی، اسکولوں کے اساتذہ اور غیر سرکاری تنظیموں کے نمائندے شامل تھے۔ ملک کے ہر حصے میں اس سے متعلق مشاورتی اجلاس منعقد کیے گئے۔ اس کے علاوہ میسور، اجمیر، بھوپال، بھونیشور اور شیلانگ میں این سی ای آر ٹی کے ریجنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن میں پانچ بڑے علاقائی سیمینار منعقد کرائے گئے۔ سبھی صوبوں کے سکریٹری، سبھی ایس سی ای آر ٹی اور امتحانات سے متعلق سبھی بورڈ سے صلاح و مشورے کیے گئے۔ دیہی اسکولوں کے اساتذہ سے مشورے حاصل کرنے کی غرض سے ایک قومی کانفرنس منعقد کی گئی۔ قومی اور علاقائی اخبارات میں اشتہارات دیے گئے جس کے ذریعے رائے عامہ طلب کی گئی اور بڑی تعداد میں لوگوں کے جوابات بھی موصول ہوئے۔

ترمیم شدہ قومی درسیات کا خاکہ کا آغاز رابندر ناتھ ٹیگور کے مضمون تہذیب اور ترقی کے ایک اقتباس سے ہوتا ہے۔ جس میں شاعر ہمیں یاد دلاتا ہے کہ 'تخلیقی روح' اور 'فراخدلانہ خوشی' بچپن کی کلید ہیں اور ناسمجھ بالغ دنیا دونوں ہی تباہ کیے جاسکتے ہیں۔ ابتدائی باب میں آزادی کے بعد کی گئی درسیات میں اصلاح کی کوششوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ قومی تعلیمی پالیسی (این۔ پی۔ ای۔ 1986) میں یہ تجویز شامل تھی کہ قومی درسیات کے خاکہ کو تعلیم کے قومی نظام کے ارتقا کا ایک وسیلہ ہونا چاہیے۔ جو ملک کے آئین میں قومی تعمیر کے وژن کو اپنی بنیاد بنائے۔ پروگرام آف ایکشن 1992 نے معنویت، لچک پذیری اور معیار کے عناصر پر زور دیتے ہوئے اس کے دائرے کو مزید وسعت دی۔

سماجی انصاف اور مساوات کی قدروں پر مبنی سیکولر، مساوات اور تکثیریت والے سماج کے طور پر ہندوستان کی آئینی بصیرت سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اس دستاویز میں تعلیم کے کچھ واضح مقاصد کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان میں غور و فکر اور عمل کی آزادی، دوسروں کی فلاح و بہبود اور جذبات کے تئیں حساس ہونا، نئی صورت حال کا لچیلے اور تخلیقی طریقے سے سامنا کرنا، جمہوری طریق عمل میں شمولیت کی خواہش اور معاشی طریق عمل اور سماجی تبدیلی میں حصہ داری کے لیے کام کرنے کی اہلیت شامل ہیں۔ اگر انسانی زندگی کے جمہوری طریقوں کو مضبوط کرنا ہے تو اسے اسکول جانے والی پہلی نسل کی موجودگی کا خیال رکھنا ہی ہوگا جس کا اسکول میں بنے رہنا اس آئینی ترمیم کی موجودگی میں لازمی ہوگیا ہے جس نے ابتدائی تعلیم کو ہر بچے کا بنیادی حق بنادیا ہے۔ اس آئینی ترمیم سے ہمارے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم تمام

شعیب عبداللہ
ریڈر آئی اے ایس ای
جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

سید پرویز احمد
ایڈیٹر
پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ
این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

طلعت عزیز
پروفیسر آئی اے ایس ای
جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

شعیب عبداللہ
ریڈر آئی اے ایس ای
جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

سید پرویز احمد
ایڈیٹر
پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ
این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

فرحت احساس
جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

نظام الٰہی
سینئر لیکچرار
ایس سی ای آر ٹی،
دہلی

محمد ضمیر
پرنسپل
ڈی آئی ای ٹی،
بی این این، شاہدرہ، دہلی

سہیل احمد فاروقی
لیکچرار
جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

یعقوب یاور
ریڈر
وسنتا کالج فار ویمن
وارانسی

سید پرویز احمد
ایڈیٹر
پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ
این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

ڈی جی اے خان
پروفیسر بنارس ہندو یونیورسٹی
وارانسی

نظام الٰہی
سینئر لیکچرار
ایس سی ای آر ٹی،
دہلی

محمد ضمیر
پرنسپل
ڈی آئی ای ٹی،
بی این این، شاہدرہ، دہلی

فرحت احساس
جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

سید پرویز احمد
ایڈیٹر
پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ
این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

بیچ حد بندیاں اس قدر نرم کردی جائیں کہ بچہ مجموعی علم کا مزہ چکھ سکے اور کسی چیز کو سمجھنے سے ملنے والی خوشی اسے حاصل ہو سکے۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہ نصابی کتب اور دوسرے مواد کی تکثیریت جو مقامی علم اور روایتی ہُنر کو بھی شامل کر سکے اور ایک محرک اسکولی ماحول بھی ہونا چاہیے جو بچوں کے گھر اور طبقاتی ماحول کو یقینی بنائے۔ زبان کے تعلق سے یہ مشورے دیے گئے ہیں کہ سہ لسانی فارمولے کو عمل میں لانے کی ایک نئی کوشش کی جانی چاہیے جس میں قبائلی زبانوں سمیت بچوں کی مادری زبانوں کو بہترین ذریعۂ تعلیم کے طور پر منظوری دینے پر زور ہے۔ ہندوستانی سماج کے کثیر لسانی کردار کو ہر بچے میں بشمول انگریزی کی کثیر لسانی لیاقت بڑھانے والے ذریعہ کے طور پر دیکھنا چاہیے۔ یہ تبھی ممکن ہے جب تعلیم مادری زبان میں ہو اور زبان کی تدریس ایک مستحکم طریقہ کار کی بنیاد پر کی جائے۔ سُننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا۔ درسیات کے سارے میدانوں میں بچّوں کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور انھیں درسیات کی منصوبہ بندی کی بنیاد ہونا چاہیے۔ ابتدائی درجات کے پورے دور میں پڑھنے پر زور دینا ضروری ہے، جس سے ہر بچّے کو اسکولی تعلیم کی ٹھوس بنیاد فراہم ہو سکے۔

ریاضی کی تدریس کو چاہیے کہ وہ بچوں کے سوچنے اور اسباب وعلل ڈھونڈنے کے وسائل میں اضافہ کرے تاکہ وہ تصور اور تجربہ سے کام لیتے ہوئے مسائل کو سلجھا سکیں اور انھیں حل کر سکیں۔ مقاصد کا یہ وسیع طیف اپنے سیاق وسباق اور متعلقہ ریاضی پڑھا کر طے کیا جا سکتا ہے جو بچّوں کے تجربات پر مشتمل ہو۔ ریاضی میں کامیابی کو ہر بچّے کے حق کے طور پر دیکھے جانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے اس کے دائرے کو مزید وسعت دینے کی ضرورت ہوگی اور اسے دوسرے مضامین سے جوڑنا لازمی ہوگا۔ ہر اسکول کو کمپیوٹر ہارڈ ویئر، سافٹ ویئر اور ربط مہیا کرانے جیسے بنیادی چیلنج کا سامنا کرنے کی ضرورت ہے۔

سائنس کی تعلیم میں اس طرح کی تبدیلی کی جانی چاہیے کہ یہ ہر بچّے کو اس کے روزانہ کے تجربات کی جانچ کرنے اور ان کا تجزیہ کرنے میں اہل بنا سکے۔ ماحول کے متعلق خبرداری اور فکر کو ہر مضمون میں زور دیے جانے کی ضرورت ہے۔ اس میں چاردیواری کے باہر کیے جانے والے پراجیکٹ سمیت دوسری بڑی سطح پر کی جانے والی سرگرمیاں شامل ہوں گی۔ اس طرح کے پروجکٹوں کی مدد سے کچھ ایسی معلومات اور فہم پیدا کی جا سکتی ہے جس کی بنیاد پر ہندوستانی ماحول کو لے کر ایک عام طور پر آسان اور شفّاف اعداد وشمار تیار کیے جا سکیں جو بے حد فائدہ مند تعلیمی وسیلہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ اگر اچھی طرح سے تیاری کی جائے تو طلبا کے ذریعے چلائے جا رہے کئی پروجکیٹ حد درجہ فائدہ مند عملی وسیلے کے طور پر سامنے آ سکتے ہیں۔ ''بچّوں کی سائنس کانگریس'' کی طرز پر ایک سماجی تحریک کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ اس سے ملک گیر سطح پر ایجادات کی تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جا سکے گی۔ آخر میں اسے تمام جنوبی ایشیا تک پھیلایا جا سکے گا۔

سوشل سائنس کے سلسلے میں زیرِ نظر درسیات کی دستاویز میں علم کے الگ الگ زمروں کی شناخت کو منظور کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے لیے تاکید کی گئی ہے کہ اہم موضوعات کے سلسلے میں ایک متحد نظریہ ہی اپنایا جائے مثال کے طور پر پانی۔ حاشیے میں دھکیلے گئے گروہوں کے تناظر میں سوشل سائنس کا مطالعہ تجویز کرتے ہوئے نظریے میں پوری تبدیلی کی سفارش کی گئی ہے۔ سوشل سائنس کے تمام شعبوں میں جنس کے سلسلے میں انصاف، درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے مسائل کو لے کر اور اقلیتی حسّاسیت کے تعلّق سے بیداری ہونی چاہیے۔ شہریت کو علم سیاست کے طور پر ڈھالنا چاہیے اور بچوں کے ماضی کا تصور اور اس کی شہری شناخت کی تشکیل میں تاریخ کے اثر کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔

بچوں کو ذات، مذہب، جنس اور مختلف معذوریوں سے قطع نظر صحت، غذائیت اور اسکولی ماحول مہیا کرائیں جو ان کے حصول تعلیم میں معاون ہو۔

یہ حقیقت ہے کہ تعلیم بچوں کے لیے ایک بوجھ بن گئی ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارے تعلیمی مقاصد اور اس کے معیار میں آج کجی آ گئی ہے۔ اس کو درست کرنے کے لیے مجوزہ قومی درسیات کا خاکہ کے اس دستاویز نے درسیات کی تیاری کے پانچ رہنما اصولوں کی تجویز رکھی ہے:

(i) علم کو اسکول کی باہری زندگی سے جوڑنا؛

(ii) یہ یقینی بنانا کہ سیکھنے کے عمل میں رٹنے کے طریقۂ کار کی حوصلہ شکنی ہو؛

(iii) درسیات میں اس طرح سے فراوانی لانا کہ وہ نصابی کتابوں سے اور آگے جا سکے؛

(iv) امتحانات کو مزید لچکدار بناتے ہوئے انھیں کمرۂ جماعت کی زندگی سے جوڑنا؛

(v) ایک ایسی پہچان کی نشو ونما جو جمہوری نظام کے تحت قومی فکروں سے لبریز ہو؛

پرائمری درجات میں ہماری تمام تدریسی کوششیں ابتدائی طفولیت تحفظ اور تعلیم (ECCE) کی پیشہ ورانہ منصوبہ بندی اور اس کی اہم توسیع پر بہت حد تک منحصر ہوتی ہے۔ دراصل پرائمری اسکولی نصاب اور نصابی کتب کی کوئی بھی نظر ثانی ابتدائی طفولیت تحفظ اور تعلیم کے معروف اصولوں کی روشنی میں ہی کی جانی چاہیے۔ دوسرے باب میں علم کی اساس اور بچوں میں خود سیکھنے کی تدابیر سے بحث کی گئی ہے جو تیسرے باب میں درسیات کے مختلف میدانوں کے لیے دی گئیں سفارشات کے لیے نظریاتی اساس فراہم کرتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ درسیات کا اطلاق کر کے بچہ علم کی تعمیر کرتا ہے لہٰذا نصاب اور درسی کتاب ایسی ہونی چاہیے جو کہ اساتذہ کو بچوں کی فطرت اور ماحول کے مطابق کمرۂ جماعت کے تجربے ترتیب دینے کا اہل بنائے اور اس طرح، بھی بچوں کو مواقع فراہم کریں۔ تدریس کا مقصد بچّے کے علم سیکھنے کی فطری چاہت اور تدابیر میں اضافہ کرنے والا ہونا چاہیے۔ علم کو اطلاع سے الگ کر کے دیکھنے کی ضرورت ہے اور تدریس کے کام کو حقائق کو گھُٹی میں ڈالنے کے لیے کی جانے والی مشق کی شکل میں دیکھنے کے بجائے ایک پیشہ ورانہ سرگرمی کے طور پر دیکھنا چاہیے۔

سرگرمی ہی بچے کی تمام تر کوششوں کی اصل ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ اپنی آس پاس کی دنیا کی حسیت پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا ہر وسیلے کا استعمال اس طرح کیا جانا چاہیے کہ بچّے خود کا اظہار کرنے میں، چیزوں کا استعمال کرنے میں اور اپنے قدرتی اور معاشرتی ماحول کی چھان بین کرنے میں صحت مند طور پر نشو ونما پانے کے قابل ہو سکیں۔ اگر بچّوں کے کلاس روم کے تجربات کو اس طرح ترتیب دینا ہے کہ جس سے انھیں علم کی تعمیر کرنے کی اجازت مل سکے تو ہمارے اسکولی نظام میں اصلاحات کی کافی ضرورت ہے (پانچواں باب)، اور ضرورت ہے کہ اسکول کے مضامین یا درسیات کے دائرہ کاروں کا ازسرنو تصور پیش کیا جائے (تیسرا باب) اور اسکول کے اخلاق کے معیار میں بہتری لانے کے لیے وسائل تلاش کیے جائیں (چوتھا باب)۔

اسکولی درسیات کے چار نمایاں دائرہ کار یعنی زبان، ریاضی، سائنس اور سوشل سائنس میں معنی خیز تبدیلیوں کی سفارشات کی گئی ہیں۔ ایسا اس مقصد سے کیا گیا ہے کہ تعلیم حال اور مستقبل کی ضرورتوں کو پورا کر سکے اور بچوں کو اس تناؤ سے آزاد کرایا جا سکے جس سے وہ آج کل نبرد آزما ہیں۔ یہ قومی درسیات کا خاکہ اس بات کی سفارش کرتا ہے کہ مضامین کے

ہے۔اور بچوں کو محدود دائرے میں رکھے جانے کی حوصلہ شکنی کرتی ہے جس سے بچوں کے لیے خصوصاً دیہی علاقوں کے بچّوں کے مواقع محدود ہو جاتے ہیں۔

منظّم طریقے سے کی گئی اصلاحات کے تعلق سے یہ دستاویز پنچایتی راج اداروں کو زیادہ مضبوط بنانے پر زور دیتی ہے۔ جو معیار اور جواب دہی بڑھانے کے ذریعے کے طور پر طبقاتی اشتراک کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے اور زیادہ منظّم رخ اپنا کر کیا جا سکتا ہے۔ اسکول کی سطح پر تعلیمی منصوبہ بندی اور رہبری ضروری ہے جس سے معیار کی سطح بلند کی جا سکے۔ ماحولیات سے وابستہ اسکول پر قائم متعدد پروجیکٹوں وغیرہ سے پنچایتی راج کے اداروں کے لیے ایسا علمی خزانہ تیار ہو سکتا ہے جس کی بنیاد پر مقامی ماحولیات کی بہتر طریقے سے دیکھ بھال کر کے انھیں از سر نو قائم کر سکتے ہیں۔ بلاک اور کلسٹر سطح پر حکمت عملی کا امتیاز ضروری ہے۔ جیسا کہ چٹو پادھیائے کمیشن نے 1984 میں تجویز کیا ہے کہ پیشہ ور اصولوں میں ضُعف لانے اور حالیہ رجحان کو روکنے کے لیے استاد کی تربیت میں بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ قبل ملازمت تربیتی پروگراموں کو زیادہ گہرائی سے اور طویل عرصے پر محیط بنانے کی ضرورت ہے، جس سے بچّوں کا بغور مشاہدہ کرنے اور اسکولوں میں انٹرن شپ کے ذریعے تدریسی اصولوں کو مشق سے جوڑنے کے پورے مواقع مل سکیں۔

درسیات کی اصلاح کے لیے سب سے ضروری قدم ہوگا امتحانات میں اصلاح۔ جس سے بچّوں اور ان کے والدین پر بڑھتے نفسیاتی دباؤ کے مسائل کا کوئی حل نکالا جا سکے خصوصاً دسویں اور بارھویں جماعت میں۔ اس کے لیے خاص اقدام کی ضرورت ہے جس میں سوال ناموں کی صورت یا فارمٹ بدلنا بھی شامل ہے جس سے قوت دلیل اور تخلیقی صلاحیتوں کو جانچنے کی بنیاد بنایا جائے نہ کہ رٹنے کی صلاحیت کو۔ شفافیت اور داخلی جانچ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے امتحانات کو جماعت کی سرگرمیوں سے جوڑنے کی ضرورت ہے۔ موجودہ سسٹم میں پاس اور فیل کے زمروں میں تقسیم کرنے کے عمل کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ایسی حکمت عملی تلاش کی جائے جو بچّوں کی الگ الگ سطح کی کامیابیوں کا متبادل ہو۔ اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ماقبل بورڈ امتحانات کے فاضل زور کی بھی حوصلہ شکنی کی ضرورت ہے۔

آخر میں یہ دستاویز اسکولی نظام اور دوسرے سول سوسائٹی گروپوں کے درمیان شراکت کی سفارش کرتی ہے جن میں غیر سرکاری تنظیمیں اور اساتذہ کی تنظیمیں بھی شامل ہیں۔ پہلے سے موجود اختراعی تجربات کو اصل دھارا کی شکل دینے کی ضرورت ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ یو ای ای یعنی ایلیمنٹری تعلیم کی کُلّیت میں پوشیدہ چیلنجوں کے تئیں آگاہی صوبے اور بچّوں کے لیے کام کر رہی ساری ایجنسیوں کے درمیان ایک وسیع شراکت کا موضوع بن جائے۔

یہ دستاویز چار اہم شعبوں کی طرف توجہ دلاتی ہے — کام، فن اور روایتی دستکاریاں، صحت اور جسمانی تعلیم اور امن۔ کام کے سلسلے میں کچھ بنیادی اقدام تجویز کیے گئے ہیں جو تعلیم کو پرائمری سطح آگے اوپر تک اس سے جوڑتے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ کام علم کو تجربے میں بدل دیتا ہے اور اہم ذاتی و معاشرتی اقدار پیدا کرتا ہے جیسے خود کفالت، تخلیقی صلاحیت اور امداد باہمی۔ یہ علم اور تخلیق کی نئی شکلوں کو ترتیب دینے کی ترغیب دیتا ہے۔ اعلیٰ سطح تعلیم کے لیے باہر کے وسائل کو حسب دستور منظوری دینے کی حکمت عملی کی سفارش کی گئی ہے۔ جس سے ان بچّوں کو فائدہ پہنچ سکے جو براہ راست ذریعۂ معاش سے متعلق تعلیم کا انتخاب کرتے ہیں۔ اسکول سے باہر کی اس قسم کی ایجنسیوں کو باقاعدہ منظوری کی ضرورت ہے۔ جس سے وہ بچّوں کو کام کی جگہ دے سکیں، جہاں بچّے اوزاروں اور دوسرے وسائل کی مدد سے کام کریں۔ دستکاریوں کے نقشے بنانے کی سفارش کی گئی ہے، جس سے ان علاقوں کی پہچان کی جاسکے جہاں بچوں کو علاقائی کاریگروں کے سہارے دستکاریوں میں تربیت مہیا کرائی جاسکے۔

فن کو ہر سطح پر مضمون کی شکل میں شامل کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ جس میں موسیقی، رقص، بصری فن اور تھیٹر شامل ہیں۔ تدریس کی جگہ متعامل طریقۂ کار پر زور ہونا چاہیے کیونکہ تعلیم فن کا مقصد جمالیاتی اور شخصی آگہی کی حوصلہ افزائی کرنا اور مختلف شکلوں میں خود کے اظہار کی صلاحیت کو بڑھاوا دینا ہے۔ ہندوستان کی روایتی فن کاری کی اہمیت کو اس کے معاشی اور جمالیاتی اقدار کی بنیاد پر اسکولی تعلیم کا حصہ بنایا جانا چاہیے۔

اسکولوں میں بچّے کی کامیابی اس کی غذا اور جسمانی سرگرمی کے منظّم پروگرام پر منحصر ہے۔ لہٰذا دوپہر کے کھانے کے پروگرام کو زیادہ کارگر بنانے کے لیے ضروری وسائل اور اسکولی وقت کا دیا جانا ضروری ہے۔ صحت اور جسمانی تعلیم کے پروگرام کے لیے ماقبل اسکولی سطح سے لے کر اوپر تک لڑکوں کی مانند لڑکیوں پر بھی اتنی ہی توجہ دی جانی چاہیے۔

پوری دنیا میں بڑھتی ناروا داری اور اختلافات حل کرنے کی شکل میں تشدد کی جانب بڑھتے رجحان کو نظر میں رکھتے ہوئے اس بات کی سفارش کی گئی ہے کہ امن کو قومی تعمیر کی شرطِ لازم اور سماجی مزاج کی شکل میں مجموعی قدر کے طور پر اپنایا جائے جس کی آج بے حد ضرورت ہے۔ ایک جمہوری اور انصاف پسند معاشرے میں بچّوں کو اچھا شہری بنانے کے لیے امن کی تعلیم کے امکانات کو مختلف سرگرمیوں کے ذریعے ہر سطح پر اور ہر مضمون میں موضوعات کے دانشمندانہ انتخاب کے ذریعے تشکیل دیا جاسکتا ہے۔ اساتذہ کی تربیت کی درسیات میں امن کی تعلیم کو مطالعے کے ایک اہم جُز کے طور پر شامل کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔

اسکولی مزاج کو درسیات کے ایک پہلو کی طرح دیکھا گیا ہے کیونکہ یہ بچّوں کو تعلیم کے مقاصد اور سیکھنے کی اس حکمت عملی کے لیے تیار کرتی ہے جو اسکول میں کامیابی کے لیے ضروری ہے۔ ایک وسیلے کے طور پر اسکول کے اوقات کو لچیلے ڈھنگ سے ترتیب دیے جانے کی ضرورت ہے۔ مقامی سطح پر مرتب کیے گئے لچکدار اسکولی کیلنڈر اور ٹائم ٹیبل کی سفارش کی گئی ہے کہ پروجیکٹ کے کام اور وہ قدرتی اور روایتی مقامات جو ہماری میراث ہیں کی سیر جیسی الگ الگ سرگرمیوں کے لیے الگ الگ اوقات مقرر کرنے کی اجازت دے سکے۔ اس بات کی کوشش کرنی ہوگی کہ بچّوں کے لیے سیکھنے کا مزید مواد خاص کر مقامی زبانوں میں کتب اور حوالہ جاتی مواد، اسکول اور استاد کے لیے حوالہ جاتی کتب خانے اور نشر و اشاعت کی جگہ آپسی متعامل ٹیکنالوجی فراہم ہو۔ یہ دستاویز سینئر سیکنڈری سطح پر اختیارات میں تکثیریت اور کھلے پن کی اہمیت پر زور دیتی

13. محترمہ ہرش کماری ہیڈ مسٹرس
سی۔آئی۔ای، ایکس پیری منٹل بیسک اسکول
شعبۂ تعلیم، دہلی یونیورسٹی دہلی 110007

14. شری ترلوچن داس گرگ (پرنسپل)
کیندریہ ودیالیہ نمبر۔1
بھٹنڈا۔151001 پنجاب

15. پروفیسر اروند کمار (سینٹر ڈائریکٹر)
ہومی بھابھا سینٹر فار سائنس ایجوکیشن
وی۔این۔پراؤ مارگ۔مانکھرڈ،
ممبئی۔ 400088، مہاراشٹر

16. پروفیسر گوپال گورو
سینٹر فار پولٹکل اسٹڈیز
اسکول آف سوشل سائنس
جواہرلال نہرو یونیورسٹی
نئی دہلی۔ 110067

17. ڈاکٹر رامچندر گُہا
22۔اے، برنٹن روڈ
بنگلور 560025، کرناٹک

18. ڈاکٹر بی۔اے۔ڈابلا (پروفیسر اور صدر)
ڈپارٹمنٹ آف سوشیالوجی اینڈ سوشل ورک
کشمیر یونیورسٹی سرینگر۔ 190006
جموں وکشمیر

19. اشوک واجپئی
(سابق وائس چانسلر)
مہاتما گاندھی انٹرنیشنل ہندی یونیورسٹی
سی۔60، انوپم اپارٹمنٹس
بی۔13، وسندھرا انکلیو، دہلی۔ 110096

20. پروفیسر والسن تھامپو
سینٹ سٹیفن ہاسپٹل
جی۔3 'انتظامیہ بلاک
تیس ہزاری، دہلی 110045

21. پروفیسر شانتا سنہا (ڈائریکٹر)
وینکٹا رنگیا فاونڈیشن
201، نارائن اپارٹمنٹس
ویسٹ مریڈ پلّی' سکندرآباد۔500026
آندھراپردیش

22. ڈاکٹر وجیامولے (فاؤنڈر، سی ای ٹی، این سی ای آر ٹی)
(صدر، انڈین ڈاکومینٹری پروڈیوسرز ایسوسی ایشن)
بی۔42، فرینڈس کالونی (ویسٹ)
نئی دہلی 110065

23. پروفیسر مرنال مِری (وائس چانسلر)
نارتھ ایسٹرن ہل یونیورسٹی
پوسٹ: این ای ایچ یو کیمپس،
ماوکین روہ اُشنک
شیلانگ۔ 793022، میگھالیہ

24. پروفیسر طلعت عزیز
آئی۔اے۔ایس۔ای، شعبۂ تعلیم،
جامعہ ملیہ اسلامیہ
جامعہ نگر
نئی دہلی۔110025

25. پروفیسر سویتا سنہا (صدر)
ڈی ای ایس ایس ایچ،
این سی ای آر ٹی، شری اروندو مارگ
نئی دہلی۔110016

قومی کارپرداز کمیٹی کے ممبران

1. پروفیسر یشپال (چیئرپرسن)
سابق چیئرمین یونیورسٹی گرانٹس کمیشن
11۔بی، سُپر ڈیلکس فلیٹس،
سیکٹر A-15، نوئیڈا، اتر پردیش

2. آچاریہ رام مورتی، چیئرمین
شرم بھارتی، کھادی گرام
پوسٹ آفس: کھادی گرام
ضلع جموئی۔811313، بہار

3. ڈاکٹر شیلیش اے۔ شِرالی پرنسپل
امبرویلی ریزیڈنشیل اسکول
کے۔ایم۔روڈ، ملّتھی بلّی
چکمگلوُر۔ 577101، کرناٹک

4. شری روہت دھنکر ڈائریکٹر
دگنتر، ٹوڈی رمضانی پورہ
کھونا گورین روڈ پوسٹ: جگت پورہ،
جے پور۔302025، راجستھان

5. شری پورومیش آچاریہ
(سابق ممبر، ایجوکیشن کمیشن، مغربی بنگال)
ایل/ایف۔9، گستھیا روڈ، گورنمنٹ ہاؤسنگ اسٹیٹ
اونتیکا آواسم، کولکاتہ۔ 700039، مغربی بنگال

6. محترمہ مینا سوامی ناتھن
اعزازی ڈائریکٹر
اترادیوی سینٹر فار جینڈر اینڈ ڈیولپمنٹ
ایم۔ایس۔سوامی ناتھن ریسرچ فاونڈیشن
تھرڈ کراس روڈ، تارامنی انسٹی ٹیوشنل ایریا
چینئی۔600113، تمل ناڈو

7. ڈاکٹر پدما سارنگ پانی ایسوسی ایٹ فیلو
نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایڈوانسڈ اسٹڈیز
انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس کیمپس،
بنگلور۔ 560012، کرناٹک

8. پروفیسر آر۔ رامالنگم
انسٹی ٹیوٹ آف میتھیمیٹیکل سائنس
فورتھ کراس، سی آئی ٹی کیمپس
تھارامنی، چینئی۔600113، تامل ناڈو

9. پروفیسر انل سدگوپال
(شعبۂ تعلیم، دہلی یونیورسٹی)
ای۔8/29 اے، سہکار نگر
بھوپال۔462039 مدھیہ پردیش

10. پروفیسر جی۔ روندرا پرنسپل
ریجنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن
(این سی ای آر ٹی)
مانس گنگوتری، میسور 570006، کرناٹک

11. پروفیسر دمینتی جے۔ مودی
(سابق صدر شعبہ، شعبۂ تعلیم، بھاونگر یونیورسٹی)
2209، اے/2، آنند دھارا
نزد بدودریا پارک، ہل ڈرائیو
بھاونگر۔364002، گجرات

12. محترمہ سُنیلا مسیح (استانی)
متّرا۔جی۔ایچ۔ایس اسکول، سوہاگ پور
پوسٹ و ضلع ہوشنگ آباد۔461771
مدھیہ پردیش

فہرست

	پیش لفظ	iii
	اظہار تشکر	v
	تلخیص عاملہ	vii
	قومی کارپرداز کمیٹی کے ممبران	xi
1۔	**تناظر**	**1**
1.1	تعارف	1
1.2	بازدید	3
1.3	قومی درسیات کا خاکہ	4
1.4	رہنما اصول	5
1.5	معیار کی جہت	8
1.6	تعلیم کا معاشرتی سیاق وسباق	10
1.7	تعلیم کا نصب العین	11
2۔	**آموزش اور علم**	**14**
2.1	مستعد آموزگار کی اولیت	15
2.2	سیاق وسباق میں آموزگار	15
2.3	نشوونما اور آموزش	16
2.4	درسیات اور عمل کے مضمرات	20
2.4.1	تدریس برائے تشکیل علم	20
2.4.2	تعامل کی اہمیت	23
2.4.3	آموزشی تجربات کی تشکیل	23
2.4.4	منصوبہ بندی کے طریقے	25
2.4.5	تنقیدی فنِ تدریس	28
2.5	علم اور فہم	30
2.5.1	بنیادی صلاحیتیں	31
2.5.2	علم کی عملی شکل	32
2.5.3	فہم کی شکلیں	32
2.6	علم کی ازسرِنو تشکیل	34
2.7	بچوں کا علم اور مقامی علم	37

26. پروفیسر کے۔ کے۔ وششٹھ (صدر)
ڈی ای ای، این سی ای آر ٹی
شری اروندو مارگ
نئی دہلی۔ 110016

27. ڈاکٹر سندھیا پرانچپے (ریڈر)
ڈی ای ای، این سی ای آر ٹی
شری اروند مارگ
نئی دہلی 110016

28. پروفیسر سی۔ ایس۔ ناگراجو (صدر)
ڈی ای آر پی پی، این سی ای آر ٹی،
شری اروندو مارگ
نئی دہلی۔ 110016

29. ڈاکٹر جیوتسنا تیواری (لیکچرر)
ڈی ای ایس ایس ایچ،
این سی ای آر ٹی،
شری اروندو مارگ
نئی دہلی۔ 110016

30. پروفیسر ایم چندرا (صدر)
ڈی ای ایس ایم،
این سی ای آر ٹی،
شری اروندو مارگ
نئی دہلی۔ 110016

31. ڈاکٹر انیتا جلکا (ریڈر)
ڈی ای جی ایس این،
این سی ای آر ٹی،
شری اروندو مارگ
نئی دہلی۔ 110016

32. پروفیسر کرشن کمار (ڈائریکٹر)
این سی ای آر ٹی،
شری اروندو مارگ
نئی دہلی۔ 110016

33. محترمہ انیتا کول (آئی اے ایس)
(سکریٹری)
این سی ای آر ٹی،
شری اروندو مارگ
نئی دہلی۔ 110016

34. شری اشوک گانگولی (چیئرمین)
مرکزی بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن، شکشا کیندر
2، کمیونٹی سینٹر
پریت وہار
دہلی۔ 110092

35. پروفیسر ایم۔ اے کھادر (ممبر سکریٹری)
صدر
درسیات گروپ این سی ای آر ٹی،
شری اروندو مارگ
نئی دہلی۔ 110016

36. اراکین درسیات گروپ، این سی ای آر ٹی
ڈاکٹر رنجنا اروڑا
ڈاکٹر امریندر بہرا
شری آر۔ میگھناتھن

3.10.5 کھلی اسکولی تعلیم اور ارتباطی اسکولی تعلیم 81

3.11 جائزہ اور قدر پیمائی 81

3.11.1 جائزے کا مقصد 82

3.11.2 آموزش گاروں کی تحصیل 83

3.11.3 دوران تدریس تحسیب 83

3.11.4 نمبرات کے لیے جانچ کی گرفت میں نہ آنے والے درسیاتی گوشے 84

3.11.5 تحسیب کی شکل اور طریقۂ کار 84

3.11.6 خود تحسیبی اور بازرسی 86

3.11.7 ازسرِ نو غور طلب پہلو 87

3.11.8 مختلف مرحلوں سے متعلق تحسیب 88

4۔ اسکول اور جماعت کا ماحول 89

4.1 طبیعی ماحول 90

4.2 سازگار ماحول کی فراہمی 93

4.3 سبھی بچّوں کی شرکت 95

4.3.1 بچّوں کے حقوق 97

4.3.2 شمولیت کی پالیسی 97

4.4 ضابطۂ اخلاق اور شرکتی انتظام 99

4.5 والدین اور کمیونٹی کے لیے فضا 103

4.6 درسیاتی مقامات اور آموزشی ذرائع 102

4.6.1 متون اور کتب 102

4.6.2 کتب خانے 104

4.6.3 تعلیمی ٹیکنالوجی 105

4.6.4 ساز و سامان اور تجربہ گاہیں 106

4.6.5 دیگر مقامات اور فضا 107

4.6.6 تکثیریت اور متبادل مواد کی ضرورت 107

4.6.7 وسائل کو یکجا کرنا اور منظّم کرنا 108

4.7 وقت 109

4.8 اساتذہ کی خودمختاری اور پیشہ ورانہ آزادی 112

4.8.1 منعکس اور منصوبے کے لیے وقت 114

2.8	اسکولی تعلیم اور سماجی برادری	39
2.9	نشوونما سے متعلق بعض غور طلب باتیں	39
3۔	**درسیاتی دائرے، اسکول کے مراحل اور جائزہ**	**41**
3.1	زبان	42
3.1.1	زبان کی تعلیم	43
3.1.2	گھر کی پہلی زبان (زبانوں) یا مادری زبان کی تعلیم	44
3.1.3	ثانوی زبان کا حصول	45
3.1.4	پڑھنے لکھنے کے لیے سیکھنا	47
3.2	ریاضی	49
3.2.1	اسکولی ریاضی کی بصارت	50
3.2.2	درسیات	51
3.2.3	کمپیوٹر سائنس	53
3.3	سائنس	53
3.3.1	درسیات کے مختلف مراحل	56
3.3.2	نقطۂ نظر	57
3.4	سوشل سائنس	58
3.4.1	مجوزہ علمیاتی خاکہ	59
3.4.2	درسیات کی منصوبہ بندی	60
3.4.3	تدریسات اور وسائل کے رویّے	62
3.5	فن کی تعلیم	62
3.6	صحت اور جسمانی تعلیم	66
3.6.1	حکمت عملی	66
3.7	کام اور تعلیم	67
3.8	تعلیم برائے امن	70
3.8.1	حکمت عملیاں	71
3.9	سکونت اور آموزش	72
3.10	مطالعے اور تحسیب کے منصوبے	74
3.10.1	ابتدائی بچپن کی تعلیم	74
3.10.2	ابتدائی تعلیم	76
3.10.3	ثانوی تعلیم	78

"جب میں بچّہ تھا تو مجھے چھوٹی چھوٹی چیزوں سے اپنے کھلونے بنانے اور اپنے تخیل سے نئے نئے کھیل ایجاد کرنے کی پوری آزادی تھی۔ میری خوشی میں میرے ساتھیوں کا پورا حصّہ ہوتاتھا۔ بلکہ کھیلوں کا پورا مزا ان کے ساتھ کھیلنے پر منحصر تھا۔ ایک دن ہمارے بچپن کی اس جنّت میں بالغان کی کاروباری دنیا سے ایک تحریص داخل ہوئی۔ ایک انگریزی دکان سے خریدا گیا کھلونا ہمارے ایک ساتھی کو دیا گیا۔ وہ کمال کا کھلونا تھا۔ بڑا اور مانو جیتا جاگتا۔ ہمارے ساتھی کو اس پر بہت ناز تھا اور اب اس کی کھیلوں کی طرف سے توجہ کم ہوگئی تھی۔ بلکہ وہ اس قیمتی شے کو بہت ہی احتیاط سے ہماری پہنچ سے دور رکھتا تھا۔ اپنی اس خاص چیز پر بہت شان دکھاتا تھا۔ وہ خود کو ان ساتھیوں سے اعلیٰ تصور کرتا تھا۔ جن کے کھلونے سستے تھے۔ میں یقیناً یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ تاریخ کی جدید زبان کااستعمال کر سکتا تو یہی کہتا کہ وہ مضحکہ خیز طور پر اس اعلیٰ کھلونے کا مالک ہونے کی حد تک ہم سے زیادہ مہذّب تھا۔اپنے جوش میں وہ ایک چیز بھول گیا — وہ حقیقت جو اس وقت اسے بہت معمولی لگتی تھی کہ اس تحریص میں ایک ایسی چیز گم ہوگئی ہے جو اس کے کھلونے سے کہیں زیادہ ارفع تھی۔ ایک اعلیٰ اور مکمل بچّہ ۔ اس کھلونے سے محض اس کی دولت کا اظہار ہوتا تھا۔ بچّے کی تخلیقی توانائی نہیں، نہ ہی اس کے کھیل میں بچّے کی فراخ دلانہ خوشی تھی اور نہ اس کے کھیل کی دنیا میں ساتھیوں کو کھلی دعوت"۔

رابندرناتھ ٹیگور، تہذیب اور ترقی سے ماخوذ

5-	**نظامی اصلاحات**	**116**
5.1	معیار کے سروکار	117
5.1.1	درسی منصوبہ بندی اور معیار کی نگرانی	119
5.1.2	اسکولوں میں درسیاتی رہنمائی اور نگرانی	120
5.1.3	پنچایت اور تعلیم	120
5.2	درسیات میں تجدید کے لیے اساتذہ کی تعلیم	122
5.2.1	اساتذہ کی تربیت کے موجودہ سروکار	123
5.2.2	اساتذہ کی تربیت سے متعلق نظریات	123
5.2.3	اساتذہ کی تربیت کے پروگرام میں تبدیلی کے اہم نکات	124
5.2.4	دورانِ ملازمت اساتذہ کی تعلیم وتربیت	126
5.2.5	دورانِ ملازمت تربیت کی کوششیں اور حکمتِ عملی	127
5.3	امتحانی اصلاحات	130
5.3.1	سوال نامے تیار کرنا، امتحانات لینا اور رپورٹ دینا	130
5.3.2	جانچ میں لچیلا پن	131
5.3.3	دیگر سطحوں پر بورڈ کے امتحانات	132
5.3.4	داخلے کے امتحانات	132
5.4	کام مرکوز تعلیم	132
5.4.1	پیشہ ورانہ تعلیم اور تربیت	133
5.5	خیالات اور عمل میں جدّت	135
5.5.1	مختلف النوع درسی کتابیں	135
5.5.2	اختراع کی حوصلہ افزائی	136
5.5.3	ٹیکنالوجی کا استعمال	137
5.6	نئی شراکتیں	137
5.6.1	غیر سرکاری تنظیموں، سماجی گروہوں اور اساتذہ کی تنظیموں کا کردار	137
	ماحصل	141
	ضمیمہ I	144
	ابواب کی تلخیص	144
	ضمیمہ II	149
	ایجوکیشن سکریٹری، حکومت ہند، وزارت فروغ انسانی وسائل، ڈپارٹمنٹ آف سکنڈری اور ہائر سکنڈری تعلیم کے خطوط	
	اشاریہ	152

1.1 تعارف

1.2 بازدید

1.3 قومی درسیات کا خاکہ

1.4 رہنما اصول

1.5 معیار کی جہت

1.6 تعلیم کا معاشرتی سیاق و سباق

1.7 تعلیم کا نصب العین

باب 1 : تناظر

1.1 تعارف

ہندوستان ایک آزاد مُلک ہے، جس کی تاریخ شاندار اور گوناگوں ہے۔ اس میں غیر معمولی تہذیبی رنگارنگی، جمہوری اقدار اور نوعِ انسانی کی فلاح و بہبود کے لیے یقین دہانی کی گئی ہے۔ 1986 میں جب قومی تعلیمی پالیسی کو پارلیمنٹ سے منظوری ملی تھی تب ہی سے نصاب کا نئے سرے سے خاکہ تیار کرنا اور ایک قومی نظام تعلیم کی تشکیل کرنا خاص مقصد رہا ہے۔ چونکہ ملک کے بچّوں کو تعلیم یافتہ بنانے کا کام بہت بڑا اور اہم ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ وقتاً فوقتاً ہم ساتھ بیٹھ کر اپنے آپ سے سوال پوچھیں ''ہم اس کام میں مصروف ہو کر کیا کر رہے ہیں؟ تعلیم کے نام پر ہم بچّوں کو جو مہیّا کرا رہے ہیں، کیا اس پر از سرِ نو غور کرنے کا وقت آ گیا ہے؟''

آزادی کے بعد تعلیمی نظام کی حصول یابی میں کیا پیش رفت رہی ہے؟ تو ممکن ہے ہمیں اطمینان بخش اعداد و شمار نظر آئیں۔ آج ملک کے 10 لاکھ اسکولوں میں 2025 لاکھ بچّوں کو پڑھانے کا کام تقریباً 55 لاکھ اساتذہ کے ذریعے انجام دیا

بھارت کا آئین

تمہید

ہَم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بَھارَت کو ایک مقتَدر، سمَاج وَادی، غیَر مَذہَبی عَوامی جَمہُوریَہ بنائیں اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں۔

انصاف سماجی، معاشی اور سیاسی

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت

مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع اور ان سب میں

اخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور سالمیت کا تیقن ہو۔

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر 1949ء کو یہ آئین ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

نے اس مسئلے کے تجزیے کے لیے ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس نے اس مسئلے کا تجزیہ کیا اور پایا کہ اس مسئلے کی تہہ میں نظام کا وہ رجحان ہے جو اطلاعات کو علم سمجھتا ہے۔ ''لرننگ وِداوٹ برڈن'' کی اس رپورٹ میں کمیٹی نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اسکولوں میں آموزش کا اس وقت تک ایک خوش گوار تجربہ نہیں ہوسکتا جب تک بچّوں کے تعلق سے ہم اپنی سوچ کو نہ بدلیں جس میں بچّوں کو محض علم حاصل کرنے اور نصابی کتب کو امتحان کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ بچّوں کے اپنے تجربات سے علم کی تشکیل ان کی لیاقت پر اور اعتماد کی کمی ہمارے اندر انھیں ہر بات سکھانے کی خواہش پیدا کرتی ہے۔ نصابی کتابوں کی ضخامت ہر سال بڑھتی ہی جارہی ہے اور نئے موضوعات کی شمولیت کے بڑھتے دباؤ اور معلومات کی ترکیب اور اس کی جامعیت کی کوشش کمزور ہوتی جارہی ہے۔ موٹی موٹی نصابی کتابیں اور ان میں شامل نصاب تعلیم دراصل طفل مرکوز طریقۂ کار میں بچّوں کو مخاطب کرنے میں متواتر ناکامی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو لوگ انسائیکلوپیڈیا جیسی کتابیں لکھتے ہیں وہ اس مقبول عقیدے سے متاثر ہوتے ہیں کہ دنیا میں معلومات کا ایک دھماکا ہوا ہے۔ اس لیے دوسرے ممالک سے قدم ملا کر چلنے کے لیے بھی معلومات کی بڑی مقدار چھوٹے بچّوں کے دماغ میں ٹھونس دینی چاہیے۔ 'لرننگ وِداوٹ برڈن' نے نصاب اور نصابی کتب کے ڈھانچے میں مخصوص تبدیلیاں لانے کی سفارش کی تھی اور اس بات کی بھی سفارش کی تھی کہ نفسیاتی طور پر سماج کی اس حالت میں تبدیلی آنی چاہیے جو بچّوں پر شدید مسابقت اور غیر معمولی لیاقت دکھانے کے لیے دباؤ ڈالتی ہے۔ تدریس کو بچے کے تخلیقی مزاج کے لیے مفید ذریعہ بنانے کے لیے اس رپورٹ نے سفارش کی ہے کہ اسکولوں کی درسیات اور امتحانات کے نظام کو جو بچوں میں بہت سی معلومات رٹنے اور اسے انڈیلنے پر مجبور کرتی ہے، کچھ بنیادی تبدیلیاں لائی جائیں۔ ایک میکانکی طریقے پر پرکھے جانے کے لیے سیکھنے کا عمل بچّے سے بچّہ ہونے کی خوشی چھین لیتا ہے اور اسکولی معلومات کو روزانہ کے تجربات سے الگ کردیتا ہے۔ اس گہرے ساختیاتی مسئلے سے نپٹنے کے لیے اس دستاویز میں 'لرننگ وِد اوٹ برڈن' کی بصیرت اور سفارشات سے مدد لی گئی ہے اور انھیں وسعت بھی دی گئی ہے۔

کچھ بھی طے کرنے کے بجائے یہ دستاویز درسیات اور نصابی کتب کا خاکہ تیار کرنے اور امتحانات کے طریقۂ کار میں اصلاحات لانے میں شامل ان مختلف اساتذہ اور دیگر ایجنسیوں کو کچھ معقول انتخابات اور فیصلے لینے کے قابل بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ انھیں اختراعی مخصوص مقامی پروگرام تیار کرنے اور انھیں عمل میں لانے میں ضرور مدد دے گی۔ ہم عصر معاشرتی حقیقت میں درسیات کی تعمیرنو کے عمل میں آنے والی چنوتیوں کے تعلق سے یہ دستاویز ان مخصوص مسائل کی طرف توجہ مبذول کراتی ہے جن کے لیے تخیلی رد عمل کی ضرورت ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ اس سے اس وقت جاری اصلاح کا عمل مضبوط ہوگا مثلاً اساتذہ اور منتخب مقامی تنظیم کو فیصلہ لینے کا اختیار دیتا ہے اس کے علاوہ، نصابی کتب کی ہمہ جہتی اور امتحاناتی نظام میں کچھ فوری اصلاحات جیسے نئے میدانوں کی پہچان بھی کرتا ہے۔

1.2 بازدید

مہاتما گاندھی نے تعلیم کا ایک تصور پیش کیا تھا جو معاشرتی نظام میں ناانصافی، تشدد اور عدم مساوات کے لیے قوم کے ضمیر کو جگا سکے۔ 'نئی تعلیم' نے خود کفالت اور خودداری پر زور دیا تھا جو ان معاشرتی رشتوں کی بنیاد بنے جن کی خصوصیت معاشرے کے اندر اور باہر عدم تشدد پر قائم ہے۔ گاندھی جی نے سفارش کی تھی کہ بدلتے ہوئے معاشرتی منظرنامے میں بچے کے گردوپیش کے ماحول، اس کی مادری

جا رہا ہے۔ جب کہ 82 فی صد رہائشی علاقوں میں ایک کلومیٹر کے دائرے میں پرائمری اور 75 فی صد رہائشی علاقوں میں 3 کلومیٹر کے دائرے میں اپر پرائمری اسکول ہیں۔ سیکنڈری اسکول کے امتحانات میں بیٹھنے والے بچّوں میں سے 50 فی صد بچّے ہی پاس ہوتے ہیں۔ان اعداد وشمار کے علاوہ ہندوستان کے 37 فی صد لوگ ناخواندہ ہیں۔ ابتدائی سطح تعلیم پر بچّوں میں اسکول چھوڑنے کی شرح تقریباً 53 فی صد ہے اور تقریباً 75 فی صد سے بھی زیادہ دیہی اسکول کثیر جماعتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری تعلیمی روایت کے متعدد پہلوؤں پر بھی بے اطمینانی کا اظہار کیا گیا ہے۔(a) اسکولی نظام میں ایک خاص قسم کی سختی ہے جو تبدیلی کے عمل میں رکاوٹ بنتی ہے۔ (b) 'سیکھنا' ایک قسم کی الگ تھلگ سرگرمی ہوگئی ہے جو علم کو زندگی سے جوڑنے اور اسے بامعنی بنانے کا حوصلہ نہیں دیتی۔ (c) اسکول اس قسم کے مکتبِ فکر کے انداز کو بڑھاوا دیتے ہیں جو بچّوں کی تخلیقی بصیرت کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ (d) اسکولوں میں آموزش کے نام پر جو پیش کیا جاتا ہے اور جس کی ترسیل کی جاتی ہے وہ نئی معلومات اور علم کی تخلیق کرنے کی انسانی استعداد کے اہم ترین بُعد کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ (e) بچّے کا 'مستقبل' اب اتنا اہم ہو گیا ہے کہ اس کے 'حال' کو نظر انداز کیا جا رہا ہے جو بچّے، معاشرے اور ملک کے لیے کسی بھی طرح مفید نہیں ہے۔

تعلیم کے بنیادی سروکار ہیں کہ بچّوں کو اتنا اہل بنایا جائے کہ وہ زندگی کے معنی سمجھ سکیں، اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں، زندگی کا مقصد متعین کر سکیں اور اسے حاصل کرنے کی جستجو کریں اور اس امر کو پہچانیں کہ دوسرے شخص کو بھی ایسا کرنے کا اختیار ہے یہ بات آج بھی اتنی ہی صادق ہے۔ اگر ہمیں کچھ کرنا ہے تو انسانوں کے باہمی انحصار پر زور دینا ہے اور جیسا کہ ٹیگور نے کہا ہے کہ ہمیں سب سے بڑی خوشی اس وقت ملتی ہے جب کہ ہم خود کو دوسروں کے وسیلے سے محسوس کرتے ہیں۔ ساتھ ہی مختلف تہذیبی، معاشرتی اور معاشی پس منظر سے آئے بچّے جو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اسکولوں کا حصّہ بن رہے ہیں ان میں مساوات کے تصور کو پختہ کرنا ضروری ہے۔ مسابقتی معاشی دور میں تعلیم ذاتی خواہشات اور مادی حصولیابی کا ذریعہ بن کر رہ جاتی ہے۔ ایسی سمجھ جو انسان کو مخصوص مسابقتی رشتوں میں جکڑ دیتی ہے، بچّوں پر بلاوجہ دباؤ ڈالتی ہے اور اس طرح قدروں کو مسخ کر دیتی ہے۔ اس سے ایک دوسرے سے سیکھنے کے عمل کا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ تعلیم کو ان اقدار کی اشاعت کرنے کے قابل ہونا چاہیے جو امن، انسانیت اور کثیر تہذیبی معاشرے میں تحمل اور رواداری کو مضبوط کریں۔

یہ دستاویز ایسا خاکہ پیش کرتی ہے جس کے تحت استاد اور اسکول ان تجربات کا انتخاب کر کے منصوبہ بنا سکتے ہیں جو ان کی نگاہ میں بچّوں کے لیے مفید ہو سکتے ہیں۔ تعلیمی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے درسیات کے خاکے کا تصور اس بنیاد پر تیار کیا جانا چاہیے جس سے ان ضروری تجربات کا اظہار واضح طور پر کیا جا سکے۔ اس کے لیے انھیں کچھ بنیادی سوالات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

(a) اسکولوں کے ذریعے کن تعلیمی مقاصد کے حصول کی کوشش کی جانی چاہیے؟

(b) ایسے کون سے تعلیمی تجربات مہیا کرائے جائیں جو ان مقاصد کے حصول میں کارگر ثابت ہوں؟

(c) یہ تعلیمی تجربات کس طرح بامعنی طور پر منصوبہ بند کیے جا سکتے ہیں؟

(d) ہم یہ کس طرح یقینی بنا سکتے ہیں کہ یہ تعلیمی مقاصد واقعی پورے ہو رہے ہیں؟

قومی درسیات کا خاکہ 2000 کا از سر نو جائزہ خصوصاً بچّے پر نصابِ تعلیم کے بڑھتے بوجھ کے مسئلے کو سمجھنے کے مقصد سے شروع کیا گیا تھا۔ نوّے کی دہائی کے شروع میں وزارت ترقی انسانی وسائل

'قومی درسیات کا خاکہ' سے عموماً غلط مطلب نکالا جاتا ہے مثلاً یہ یکسانیت لانے کے لیے مجوزہ دستاویز ہے جب کہ قومی تعلیمی پالیسی (این۔پی۔ای) 1986 اور پروگرام آف ایکشن 1992 میں واضح مقصد بالکل اس کے متضاد تھا۔ این۔ پی۔ ای نے قومی درسیات کے خاکے کی تجویز پیش کی تا کہ وہ قومی تعلیمی نظام کی ترقی کا ذریعہ بنے اور جس میں یہ صلاحیت ہو کہ وہ ہندوستان کے جغرافیائی اور تہذیبی ماحول کی گوناگونی کو نظر میں رکھتے ہوئے علمی اجزا کے ساتھ ساتھ عام مرکزی اقدار بھی طے کرے ''این۔پی۔ای، پی۔او۔اے نے ہمہ گیر اندراج اور 14 سال کی عمر تک کے تمام بچّوں کو اسکولوں میں رکھنے اور اسکولی تعلیم کے معیار میں پرامید اصلاح کے لیے طفل مرکوز رویے پر غور کیا تھا'' (پی۔او۔اے صفحہ 77)۔قومی درسیات کا خاکہ کی اہمیت کے مدنظر مناسبت، لچیلے پن اور معیار پر زور دیتے ہوئے پروگرام آف ایکشن نے قومی تعلیمی پالیسی کے اسی نظریے کو مزید وسعت دی ہے۔اس طرح ان دونوں دستاویزوں نے قومی درسیات کے خاکے کا تصور تعلیمی نظام کو جدید بنانے کے ذریعے کے طور پر کیا ہے۔

1.4 رہنما اصول

ہمیں منظّم امور پر غور کرنے اور ان کی منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے، جس سے ہم بہت سارے اچھے خیالات کو عمل میں لاسکیں گے۔جن کے بارے میں پہلے بھی بات کی جا چکی ہے۔ان میں سب سے اہم ہیں:

- علم کو اسکول سے باہر کی زندگی سے جوڑنا۔
- پڑھائی کو رٹنے کے طریقے سے الگ کرنے کو یقینی بنانا۔
- درسیات کو اس طرح سے بھرپور ہونا چاہیے کہ وہ بچّوں کو نصابی کتب مرکوز بنانے کے بجائے ان میں ہمہ جہت ترقی کا موقع مہیا کرائے۔
- امتحان کو نسبتاً زیادہ لچیلا بنانا اور جماعت کے ماحول سے جوڑنا ہے۔

قومی تعلیمی نظام اُس قومی درسیات کے خاکے پر مبنی ہوگا جس میں ایک کامن کور ہوگا اور جو دوسرے اجزا کی بابت لچیلا رویہ اختیار کرے گا۔ ہندوستان کی تحریک آزادی کی تاریخ، آئینی ذمہ داری اور وہ دوسرے عناصر جو قومی شناخت کی نشوونما کے لیے ضروری ہیں عام مرکزی عناصر میں شامل ہوں گے۔ یہ عناصر مختلف مضامین کے میدانوں میں ضم کیے جائیں گے اور انھیں اس طرح تیار کیا جائے گا کہ وہ ہندوستان کی عام تہذیبی وراثت، عقیدۂ مساوات انسانی، جمہوریت، سیکولرزم، مرد وعورت میں برابری، ماحول کی حفاظت، معاشرتی رکاوٹوں کا دور کرنا، چھوٹے کنبے کے معیار پر عمل اور سائنسی مزاج کی تلقین وغیرہ اقدار کی حوصلہ افزائی کریں۔ سبھی تعلیمی پروگرام سیکولر قدروں پر پوری طرح عمل کریں گے۔ ہندوستان نے ہمیشہ امن اور ملکوں کے مابین مفاہمت کے لیے کام کیا ہے اور پوری دنیا کو ایک کنبہ ہی مانا ہے۔ اس قدیم روایت پر کھرا اترتے ہوئے تعلیم کو اسی نظریے کو مضبوط کرنا ہے۔ اور نوجوان نسل کو بین الاقوامی تعاون اور امن پسندی کی ترغیب دینا ہے۔ اس پہلو سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مساوات کے جذبے کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ سبھی کو برابر کے مواقع مہیا کرائے جائیں۔ پہنچ کی سطح تک ہی نہیں بلکہ کامیابی کی شرائط کی سطح پر بھی۔ ساتھ ہی بنیادی نصاب تعلیم کے ذریعے سے تمام لوگوں میں فطری مساوات سے آگاہی بھی پیدا کی جائے گی۔ اس کا مقصد معاشرتی ماحول اور پیدائش کے پس منظر سے پیدا شدہ بدگمانیوں اور پے چیدگیوں کا دور کرنا ہے۔

قومی تعلیمی پالیسی، 1986

زبان اور کام کو سماجی تبدیلی کا ذریعہ بنایا جائے۔ انھوں نے ایسے ہندوستان کا خواب دیکھا تھا جس میں ہر بچہ اپنی قابلیت اور صلاحیت کی تلاش کر سکے اور دوسروں کے ساتھ اس دنیا کی تعمیر نو کر سکے جس میں آج بھی مختلف ممالک، سماج کے اندر اور انسانیت و قدرت کے درمیان ٹکراؤ جاری ہے۔

جنگِ آزادی کے دوران درپیش تعلیم سے متعلق سروکاروں کا اظہار آزادی کے بعد مختلف قومی کمیشنوں کے ذریعے کیا جاتا رہا ہے۔ ان میں، سکنڈری ایجوکیشن کمیشن (1952-53) اور ایجوکیشن کمیشن (1964-66) نمایاں ہیں دونوں کمیشنوں نے تبدیل شدہ معاشرتی و سیاسی حوالے سے قومی ترقی پر خصوصی زور دیتے ہوئے مہاتما گاندھی کے تعلیمی فلسفے کے مخصوص نکات کو تفصیل سے ظاہر کیا ہے۔

1976 تک ہندوستانی آئین کے تحت صوبائی سرکاروں کو اسکولی تعلیم سے متعلق فیصلہ لینے کا اختیار تھا۔ اس کے تحت درسیات بھی ان کے دائرہ اختیار میں شامل تھی۔ مرکز صوبوں کے پالیسی والے معاملات پر صرف رہنمائی کر سکتا تھا۔ انھیں حالات میں 1968 میں قومی تعلیمی پالیسی بنائی گئی اور این سی ای آر ٹی نے 1975 میں درسیات کا خاکہ تیار کیا۔ 1976 میں ترمیمی بل کے ذریعے تعلیم کو Concurrent List میں شامل کیا گیا اور پہلی مرتبہ 1986 میں ملک میں یکساں قومی تعلیمی پالیسی اختیار کی گئی۔ اس قومی تعلیمی پالیسی 1986 نے سفارش کی کہ پورے ملک کی اسکولی درسیات کی تہہ میں ایک مشترک ترکیبی جز ہو۔ اسی پالیسی نے این سی ای آر ٹی کو قومی درسیات کا خاکہ تیار کرنے اور اس خاکے کا تھوڑے تھوڑے وقفے سے جائزہ لینے کی ذمہ داری سونپی۔

سال 1975 کے بعد نصاب تعلیم سے متعلق کام کو جاری رکھتے ہوئے کونسل نے کچھ مطالعے کیے اور مشورے دیے اور سرگرمیوں کے ایک حصّے کی شکل میں سال 1984 میں درسیات کا ایک خاکہ تیار کیا گیا تھا۔ اس سرگرمی کا مقصد پورے ملک میں معیار کی سطح پر اسکولی تعلیم کو یکساں بنانا اور ملک کی رنگارنگی پر سمجھوتہ نہ کرتے ہوئے تعلیم کو قومی اتحاد کا ایک ذریعہ بنانا تھا۔ ایسے ہی تجربے کی بنیاد پر کونسل نے اسکولی تعلیم کے لیے قومی درسیات کا خاکہ برائے اسکولی تعلیم 1988 تیار کیا۔ بہر حال تیزی سے بدلتے ہوئے ارتقا پذیر ماحول میں مطالعے کے مضامین اور نصابی کتابوں کے ذریعے اس خاکے کا نتیجہ یہ ہوا کہ نصاب تعلیم کا دباؤ بڑھ گیا اور اسکولوں میں آموزش بچپن اور بلوغت کے تشکیلی سالوں میں ان کے جسم اور ذہن پر تناؤ کا باعث بن گئی۔ پروفیسر یشپال کی صدارت میں بنائی گئی کمیٹی کی رپورٹ میں اس پہلو کو واضح کیا گیا اور اسے منطقی طریقے سے پیش کیا گیا۔ رپورٹ کا عنوان تھا ''لرننگ وداؤٹ برڈن 1993''۔

1.3 قومی درسیات کا خاکہ

قومی تعلیمی پالیسی 1986 کی ان سفارشات کے باوجود کہ لیاقتوں کی شناخت کی جائے اور اقدار کی مختلف حالات میں نشوونما کی جائے، اسکولی تعلیم ان امتحانات کے ذریعے اور زیادہ تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی، جو محض جانکاری سے بھری نصابی کتب پر مبنی ہوتے تھے۔ سال 2000 میں درسیات کے خاکے پر نظر ثانی کے باوجود نصاب تعلیم اور امتحانات کی تاناشاہی کے متنازعہ فیہ مدعے حل نہ ہوئے۔ موجودہ نظر ثانی اس میدان میں ہوئے مثبت اور منفی دونوں طرح کی تبدیلیوں پر توجہ دیتی ہے اور نئی صدی کے موڑ پر اسکولی تعلیم کی مستقبل کی ضرورتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس کوشش میں باہمی تعلق والے ابعاد کو نظر میں رکھا گیا ہے جیسے تعلیم کا نصب العین، بچوں کا معاشرتی ماحول، علم کی فطرت، انسانی نشوونما کی فطرت اور سیکھنے کا عمل۔

کے سوالوں، اور تفتیش درسیات عمل کو مزید مستحکم اور تخلیقی بنا سکیں گے۔ ان اصلاحات سے درسیات کے اصولوں؛ معلوم سے نا معلوم کی طرف، ٹھوس سے تجرید کی طرف، مقامی سے آفاقیت کی طرف کو استحکام ملے گا۔ اسی مقصد کے حصول کے لیے اسکولی تعلیم کے تمام پہلوؤں کے لیے ناقدانہ تعلیمی رویہ کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ جس میں اساتذہ کی تعلیم بھی شامل ہے۔ اس طرح مثال کے طور پر پیداواری کام ایک مؤثر تعلیم کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اگر (a) کلاس روم کی معلومات کو بچوں کی زندگی کے تجربات سے جوڑا جائے۔ (b) سماج کے حاشیائی طبقات کے بچے بھی جنھیں پیشے سے متعلق معلومات اور مہارت حاصل ہوتی ہے اپنے ہمجولی خوش حال طبقے کے بچوں کی قدر و عزت حاصل کرسکیں۔ (c) مجموعی انسانی تجربات، علم اور نظریوں کو متعلقہ تجربات کی شکل میں قبول کرنے سے تقویت ملے گی۔

بچّوں کو ماحول اور ماحولیاتی حفاظت کی بابت حساس بنانا بھی درسیات کا ایک اہم سروکار ہے۔ گزشتہ صدی میں ابھرے نئے تکنیکی متبادل اور طرز زندگی سے ماحول پست ہوا ہے اور نتیجتاً سہولت پذیر اور غیر سہولت پذیر کے درمیان توازن بگڑا ہے۔ اب یہ پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہوگیا ہے کہ ماحول کی نشوونما اور اس کی حفاظت کی جائے۔ تعلیم اس کے لیے ضروری تناظر دے سکتی ہے کہ انسانی زندگی اور ماحولی بحران کے مابین تال میل کیسے بٹھایا جائے تاکہ بقا، نمو اور ترقی ممکن ہو سکے۔ قومی تعلیمی پالیسی 1986 نے سماج کے سبھی طبقات اور ہر سطح پر تعلیمی عمل میں ہمہ جہتی پیدا کرکے ماحول سے متعلق آگاہی پیدا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اس ضرورت پر زور دیا تھا تاکہ ماحول سے متعلق آگاہی پیدا کی جاسکے۔

اپنے اندر اور اپنے قدرتی و معاشرتی ماحول کے ساتھ ہم آہنگی قائم کرنا انسان کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ انسان کی شخصیت کی اچھی طرح نشوونما ایک ایسے قومی اخلاق کے درمیان ممکن ہوسکتی ہے جو امن پسند ہو۔ عموماً ایک پریشان کن قدرتی معاشرتی ماحول انسانی تعلقات میں تناؤ پیدا کرتا ہے، جس سے عدم تحمّل اور ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ ہم غیر معمولی تشدّد کے دور سے گزر رہے ہیں جو مقامی، علاقائی، قومی اور عالم گیر ہے۔ تعلیم عموماً ایک مجہول یا مہلک کردار ادا کرتی ہے نوجوان ذہن کو عدم تحمل کی تہذیب کا سبق پڑھا کر انسانی جذبات اور مختلف تمدنوں کے ذریعے تلاش کیے گئے عظیم حقائق سے انکار کرتی ہے۔ امن کی تہذیب کی تعمیر کرنا تعلیم کا ایک غیر متنازع مقصد ہے۔ تعلیم بامعنی تبھی ہوسکتی ہے جب وہ انسان کو اتنا اہل بنائے کہ وہ امن کو طرز زندگی کے طور پر اختیار کرسکے اور تنازع کو سُلجھانے کی صلاحیت رکھے، نہ کہ صرف تنازع کا ایک بے عمل تماشائی بنے۔ امن بحیثیت اتحادی تناظر میں اسکولی درسیات قوم کو صحت مند بنانے اور اس میں نئی روح پھونکنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ایک قوم کے طور پر ہم ایک مضبوط جمہوری طرز حکومت قائم رکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یہاں پر سکنڈری ایجوکیشن کمیشن 1952 کا تصوّر یاد رکھنے کے لایق ہے:

"جمهوریت میں شهریت بهت سی ذهنی، معاشرتی اور اخلاقی خوبیاں لیے هوتی هے۔ ایك جمهوری شهری میں سچ کو جهوٹ سے علاحده کر نے، پروپیگنڈا سے حقیقت کو الگ کرنے، تعصب اور بدگمانی کی خطرناك کشش کو نامنظور کرنے کی سمجھ اور ذهنی صلاحیت هونی چاهیے۔ وه نه تو قدیم کو اس لیے رد کرے که وه قدیم هے نه هی نئے کو اس لیے منظور کرے که وه نیا هے بلکه اسے

- ایک ایسی اہم تشخص کی پرورش کرنا جو ملک کی جمہوری نظامِ سیاست میں شامل سروکاروں کا خیال رکھتی ہو۔

حال ہی میں بعض نئی تبدیلیاں اور نئے سروکار پیدا ہوئے ہیں جن سے درسیات کو مخاطب ہونا چاہیے۔ ان میں اہم ترین، تمام بچّوں کو ایسے پروگرام کے ذریعے سے اسکولوں سے جوڑنا اور انھیں وہاں رکھنا جو ہر بچّے کی اہمیت کو پھر سے مضبوط کرنے کو اہم سمجھے اور سبھی بچّوں کو عزّت کا احساس کرائے اور ان میں سیکھنے کا یقین پیدا کرے۔ درسیات کے خاکے میں یونیورسل پرائمری تعلیم (یو۔ای۔ای) کے لیے ذمہ داری بھی دی جانی چاہیے۔ تہذیبی رنگارنگی صرف نمائندگی کے طور پر ہی نہیں بلکہ یہ یقینی بنا کر کہ مختلف معاشرتی اور معاشی پس منظر سے آئے مختلف جسمانی، نفسیاتی اور ذہنی خصوصیات والے بچّے بھی اسکول میں سیکھنے اور کامیابی حاصل کرنے کے اہل ہوں۔ اس سلسلے میں جنس، ذات، زبان، تہذیب، مذہب یا معذوری سے پیدا شدہ عدم مساوات کے نتیجے کے طور پر تعلیم میں آئی ناہمواری کو صرف پالیسیوں اور منصوبوں کے ذریعے ہی سے نہیں بلکہ بچپن سے ہی آموزشی کاموں اور تدریسی سرگرمیوں کے ذریعے بھی مخاطب کرنے کی ضرورت ہے۔

یو۔ای۔ای ہمیں اس بات سے متعارف کراتی ہے کہ نصاب تعلیم میں وسعت لاکر اس میں علم، کام اور دستکاریوں کی مختلف روایات کی شاندار وراثت کا شامل کرنا ضروری ہے۔ ان میں سے کچھ روایات، معاشیات کے عالم گیر ہونے کی وجہ سے بازار کی طاقتوں اور علم کی تجارتی شے بن جانے سے آج شدید خطروں سے دوچار ہیں۔ عزتِ نفس اور اخلاقیات کی ترقی اور بچّوں میں تخلیقی اپج کے فروغ کی ضرورت کو اولیت دی جانی چاہیے۔ تیزی سے پوری دنیا کی مسابقتی معاشیات کے تعلق سے یہ ضروری ہے کہ ہم بچّوں کے فطری شعور اور تخیل کی قدر کریں۔

> مساوی رویے یا لڑکیوں کے لیے برابری کے مواقع کے تعلق سے رسمی نظریہ ناکافی ہے۔ آج ایک کارگر نقطۂ نظر اختیار کیے جانے کی ضرورت ہے تاکہ نتائج میں یکسانیت ہو اور جس میں کثیر الجہات تفریق اور عدم سہولیات کا بھی خیال رکھا جائے۔
>
> برابری کی سمت میں تعلیم کو اہم کردار تصور کیا جاتا ہے۔ کہ یہ سبھی طلبا کو اپنے حقوق کے بارے میں باخبر رکھے، اور وہ سماج اور سیاست میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔ ہمیں یہ بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ان حقوق اور سہولیات کو تب تک نافذ نہیں کیا جاسکتا جب تک مرکزی انسانی صلاحیتوں کی تکمیل نہ کی جائے۔ اس لیے حاشیائی طلبا خاص طور پر لڑکیوں کے لیے اسے ممکن بنانے کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ اپنے حقوق کا دعویٰ کرسکیں اور مجموعی زندگی کی تشکیل میں اہم کردار نباہ سکیں۔ اس لیے تعلیم ایسی ہو جو ان میں قابلیت پیدا کرسکے کہ وہ غیر برابری کی سماجیات کے نقصانات کا ازالہ کرسکیں اور اس کی مدد سے وہ اپنی قابلیت کی اس طرح نشوونما کرسکیں کہ وہ خود مختار اور برابر کی شہری بن سکیں۔

لامرکزیت اور پنچایتی اداروں کے کردار پر زور دینا حال ہی میں تعلیم میں کیے گئے انتظامی اصلاحات کے بعض اہم اقدام ہیں۔ پنچایتی ادارے انتظامیہ کو غیر دفتر شاہی بنانا، اساتذہ کو مزید جواب دہ اور اسکولوں کو مزید خود مختار اور بچّوں کی ضرورتوں کے تئیں باخبر بناتے ہیں یہ اقدامات ان سوالات کو ابھاریں جن کے ذریعے مقامی طبعی ماحول اور زندگی سے تال میل بنانے کی ضرورت ہے۔ بچے اپنے ماحول سے نشو ونما کے دوران فطری طور پر مختلف صلاحیتیں حاصل کرتے ہیں۔ وہ اپنے آس پاس اور روزانہ کے معمول پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ جب ان کے تجربات کو کلاس روم میں لایا جائے تو ان

جمہوریت کی بنیاد ایک انسان کی ایک انسان کے طور پر عزّت نفس اور اس کی قابلیت کے یقین پر قائم ہوتی ہے۔ اس لیے جمہوری تعلیم کا مقصد ہر شخصیت کی مکمل اور چہار طرفہ ترقی یعنی ایک ایسی تعلیم جو طلبا کو ایک گروہ میں زندگی کے مکمل جینے کے فن کی راہ نمائی کرے۔ بہرحال یہ ظاہر ہے کہ ایک شخص اکیلے نہ تو رہ سکتا ہے اور نہ ہی ترقی کر سکتا ہے۔ اس تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں جو اپنے ساتھی شہریوں کے ساتھ انکساری، ہم آہنگی اور قابلیت کے ساتھ زندگی گزارنے کے طریقے کے لیے ضروری خوبیوں کی تاکید و تلقین نہ کرتی ہو"۔ (سکنڈری ایجوکیشن کمیشن 53-1952صفحہ 20)

جس کی تقلید ہندوستان سیاسی دائرے میں کرتا ہے۔ تعلیم کے میدان میں اس اصول پر عمل پیرا ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ معاشرے کے مختلف طبقات اور علاقوں میں سبھی بچّوں کو میسّر تعلیم کا معیار برابر ہو۔ جے۔ پی۔ نائک نے مساوات، معیار اور مقدار کو ہندوستانی نظام تعلیم کا 'مبہم تکون' بتایا تھا۔ اس 'استعاراتی تکون' کو سمجھنے کے لیے اب تک دستیاب معیار کی گہری نظریاتی سمجھ کے مقابلے زیادہ عمیق مطالعے کی ضرورت ہے۔ حال ہی میں یونیسکو (UNESCO) کی طرف سے شائع شدہ گلوبل مانیٹرنگ رپورٹ میں اسی سیاق و سباق میں نظام کے معیار کے متعلق بحث کی گئی ہے۔ اس نقطۂ نظر سے بچّے کی کارکردگی کو بالترتیب معیار کی نشان دہی کرنے والا سمجھنا چاہیے۔ ایک ایسا تعلیمی نظام جو تیزی سے بڑھتے نجی سیکٹر اور اس سے بھی بڑے سرکاری سیکٹر میں منقسم ہے جہاں وسائل کی کمی اور غیر مساوی وسائل نمایاں ہیں، اس میں معیار کا معاملہ متعدد پیچیدہ، تصوراتی اور عملی سوالات پیدا کرتا ہے۔ نجی اسکول نسبتاً اعلیٰ ہوتے ہیں یہ اس عقیدے کی دین ہے کہ امتحانات کے نتائج ہی تعلیم کے معیار کو ناپنے کا واحد پیمانہ ہوتے ہیں۔ اس طرح کا عقیدہ، مراعات یافتہ نجی اسکولوں کے قومی اخلاق سے متعلق حدود پر توجہ نہیں دیتا۔ اور ایسے اسکول اکثر بچّے کی مادری زبان کے ساتھ لاپروائی برتتے ہیں، ہمارے سامنے سوال کھڑے کرتی ہے کہ وہ علم کو بامعنی طور پر تعمیر کرنے کے کتنے مواقع بچّے کو دے پانے کے قابل ہوں۔ علاوہ ازیں داخلے کے طریقے میں غریب طبقے کو خارج کرنے کا مطلب ہے کلاس میں مختلف معاشرتی، معاشی اور تہذیبی پس منظر سے آئے بچّوں کے سیکھنے کے مواقع ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

مادی وسائل بذات خود معیار کے مظہر نہیں مانے جاسکتے پھر بھی سرکار یا مقامی اداروں کے ذریعے چلائے جارہے اسکولوں میں مادی وسائل کی شدید اور دیرینہ کمی جس میں بنیادی ڈھانچے کی سہولیات کی کمی بھی شامل ہے، معیار پر سنجیدہ پابندیاں عائد کردیتی ہے۔ تدریس کو ایک پیشے کے متبادل کے طور پر اختیار کرنے والے قابل اور جوشیلے اساتذہ کی دستیابی ہر قسم کے اسکولوں کے معیار کی ایک لازمی شرط ہے۔ حال ہی میں این۔ پی۔ ای اور اس سے پہلے چٹوپادھائے کمیشن 1984 کی طرف سے اساتذہ کی تقرری، تربیت اور ملازمت کی شرائط کے ضروری پیمانے کو کم کرنے کی تجویز پریشان کن ہے۔ تعلیم کا کوئی بھی نظام اپنے اساتذہ کی افضلیت سے اوپر نہیں اٹھ سکتا اور اساتذہ کی افضلیت ان کے انتخاب، تربیت کے لیے استعمال کیا گیا طریق عمل اور جواب دہی کو یقینی بنانے کے لیے اپنائی گئی تدابیر پر منحصر ہے۔

بچّوں کے لیے معلومات اور ہُنر سے متعلق کیے گئے تجربات کے نقطۂ نظر سے معیار کی جہت کو پرکھنا ضروری ہے۔ علم کی فطرت

غیرجانبداری سے دونوں کو پرکھنا چاہیے اور حوصلے سے اسے رد کرنا چاہیے جو انصاف اور ترقی کی قوتّوں کی مزاحمت کرتا ہو۔"

ہمارے لیے جمہوریت کا فروغ بحیثیت طرز زندگی نہ کہ محض طرز حکومت کے آئین میں شامل اقدار انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔

- بھارت کا آئین تمام شہریوں کی مادی حیثیت اور مواقع کی یکسانیت کا ضامن ہے۔ تعلیم کے دائرے میں بچّوں کی بڑی تعداد کا نہ ہونا اور پرائیویٹ اور سرکاری اسکولی نظام سے پیدا شدہ تفاوت، مساوات کے لیے کی جانے والی کوششوں میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ تعلیم کو معاشرتی تبدیلی اور مساویت پر مبنی سماجی اقدار کے آلۂ کار کے ذریعے کے طور پر کام کرنا چاہیے۔
- سبھی شہریوں کو معاشرتی، معاشیاتی اور سیاسی انصاف مہیّا کرانا، جمہوریت کو تقویت بخشنے کے مترادف ہے۔
- عمل اور خیالات کی آزادی ہمارے آئین میں ایک بنیادی قدر ہے۔ جمہوریت ایسے شہری کی متقاضی ہوتی ہے اور وہ ایسے شہری تیار کرتی بھی ہے جو مختارانہ طور پر اپنے لیے مقررہ مقاصد کو پانے کے لیے کام کرے اور دوسروں کے اس حق کا احترام کرے۔
- ایک شہری کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں رواداری کے جذبے کی حوصلہ افزائی کے لیے برابری، انصاف اور آزادی کے اصولوں کو اپنے اندر ضم کرے۔
- ہندوستان ایک سیکولر جمہوری ملک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں سبھی عقائد کا احترام کیا جاتا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ہندوستانی حکومت کسی خاص عقیدے کو ترجیح نہیں دیتی آج بچّوں میں تمام لوگوں کے لیے چاہے وہ کسی بھی مذہب و ملّت سے تعلق رکھتے ہوں یکساں احترام پیدا کرنے کی ضرورت محسوس کی جاری ہے۔

ہندوستان کثیر ثقافتی ملک ہے جو متعدد علاقائی و مقامی ثقافتوں سے مل کر بنا ہے۔ لوگوں کے مذہبی عقائد، طرز زندگی اور معاشرتی رشتوں کی سمجھ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ سبھی گروہوں کو بقائے باہم نیز پھلنے پھولنے کا حق حاصل ہے۔ ہمارے تعلیمی نظام کو معاشرے میں شامل اس تہذیبی وثقافتی رنگارنگی کے مطابق ہونا چاہیے جو ہمیں وراثت میں ملتی ہے اپنی تہذیبی وراثت اور قومی شناخت کو مضبوط کرنے کے لیے ایسی درسیات چاہیے کہ وہ نوجوان نسل کو اپنے ماضی، نئی ترجیحات اور تبدیل ہوتے معاشرتی سیاق و سباق میں ابھرتے زاویوں کے تناظر میں دوبارہ جانچنے اور توضیح کرنے کے قابل بنا سکے۔ اس سلسلے میں نوجوان نسل میں اپنے حقوق اور فرائض کے لیے شہری آگہی اور آئین سے جڑے اصولوں کے ساتھ وابستگی شرط اولین ہے۔ انسانی ارتقا کی سمجھ کی بنیاد پر یہ واضح کیا جانا چاہیے کہ ہمارے ملک میں بہتری کا احساس اس انسانی جذبے کو ظاہر کرتا ہے جس نے اسے پھلنے اور پھولنے کا موقع دیا۔ اسی زمین کے تہذیبی فرق کو ہماری مخصوص خصوصیات کی شکل میں بتایا جانا چاہیے۔ اسے صرف صبر وتحمل کا نتیجہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ اس پس منظر میں نوجوان نسل میں اپنے حقوق اور فرائض کے تئیں ایک شہری جذبے اور آئین میں بتائے گئے اصولوں کے لیے ذمہ داری کی تشکیل کا رجحان شامل ہے۔

1.5 معیار کی جہت

جب نظام ہر بچّے تک پہنچنے کی سعی کرتا ہے تو معیار کا مدعا نئے قسم کے چیلنج پیش کرتا ہے۔ یہ عقیدہ ہے کہ معیار مراعات کی پیروی کرتا ہے، نمائندگی پر مبنی جمہوریت کے اس تصور سے غیر موافق ہے

اور حوصلہ افزائی کرنے کے لیے سرکار کی معاشرتی پالیسی کے دیگر سیکٹروں کی اہمیت کو سمجھنا ہوگا۔

تعلیم، عالم گیریت اور بازار کے رشتوں کے ہر میدان میں پھیلاؤ کی دلالت کرتی ہے۔ ایک طرف تو ہم تعلیم کی بڑھتی تجارت کو دیکھ رہے ہیں دوسری طرف تعلیم کے لیے ناکافی 'فنڈ' اور 'متبادل' اسکولوں کی سرکاری حوصلہ افزائی، اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ تعلیم کی ذمہ داری اب سرکار سے ہٹ کر، کنبوں اور اشتمالی معاشروں پر آرہی ہے۔ ہمیں اسکولوں کی 'شے' بننے اور بازار سے متعلق تصورات کا اسکولوں اور اسکول کے معیار پر لاگو ہونے کے بارے میں بیدار ہونا پڑے گا۔ مقابلے کا بڑھتا ماحول جس سے اسکول پستی میں جارہے ہیں اور والدین کی شدید تمنائیں بچّوں پر جن میں چھوٹے بچّے بھی شامل ہیں، ذہنی پریشانی اور تناؤ کا گہرا دباؤ ڈالتے ہیں۔ جو ان کی نشوونما میں تو رکاوٹ ہے ہی ساتھ ہی ان میں لطف آموزش میں مانع ہوتی ہے۔

آئین کی تہتّرویں اور چوہترویں ترامیم مقامی کمیونٹی کو اپنے بچّوں کی تعلیم کے تئیں فیصلہ لینے کے حق کو دستوری ادارہ جاتی بناتی ہیں۔ جو ایک اہم تبدیلی ہے۔ بہر حال تعلیم کو لے کر والدین کی شدید تمنائیں علاقائی غریبی اور غیر مساوی معاشرتی رشتوں اور یکساں سطح کی اسکولی تعلیم کی کمی کے سبب پوری نہیں ہو پاتی ہیں۔ شہری غریبوں کی لگاتار بڑھتی آبادی کے متعلق سروکار، منصوبوں میں ابھی تک دکھائی نہیں دیتی۔ تعلیم کو غریب طبقے کی امیدوں اور خواہشات کو درسیات کے سروکاروں سے الگ نہیں رکھا جاسکتا۔

اس طرح ہندوستان میں تعلیم کا معاشرتی سیاق وسباق متعدد چیلنج پیش کرتا ہے۔ جن کو درسیات کے خاکے میں منصوبہ اور عمل دونوں طرح سے شامل کیا جانا چاہیے۔ رہنما اصولوں پر بحث و مباحثے نے ان چیلنجوں کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے اور ان سے نپٹنے کے لیے بعض طریقے بھی تجویز کیے ہیں۔ اس دستاویز کے مختلف حصّوں میں کچھ نئے افکار پر بحث کی گئی ہے جن میں معلومات کے تصور کو وسعت دینا تاکہ نئے تعلیم کے نئے میدان اور اس کے تجربے شامل کیے جاسکیں۔ شرکت کرنے، خود اعتمادی پیدا کرنے اور تنقیدی آگہی اجاگر کرنے کی حوصلہ افزائی کرنے اور طبقاتی شرکت کی آزادی، آموزش کے کاموں کے انتخاب کی شمولیت، تعلیمی روایات اور درسیات کے لیے فیصلہ کے عمل میں کمیونٹی کی شرکت کے لیے لچیلا رویہ اختیار کرنا۔

1.7 تعلیم کا نصب العین

تعلیم کا نصب العین دراصل چنندہ مثالی اور منظور شدہ اصولوں کے تعلیمی طریقوں کے لیے وسیع رہنما خطوط کی خدمت انجام دیتا ہے۔ تعلیم کا مقصد معاشرے کی موجودہ امیدوں اور ضرورتوں کے ساتھ ساتھ پائیدار اقدار اور کمیونٹی کے فوری سروکاروں سمیت وسیع مثالی انسانی نمونوں کو بھی منعکس کرتا ہے۔ کسی مقرر وقت اور مقام پر انہیں وسیع اور پائیدار امیدوں اور قدروں کا معاصر اور موضوعاتی اظہار کہا جاسکتا ہے۔

تعلیمی نصب العین اسکولوں اور دیگر تعلیمی اداروں کے ذریعے چلائی جارہی مختلف سرگرمیوں کو ایک تخلیقی سانچے میں ڈھال کر انھیں نمایاں تعلیماتی کردار فراہم کرتے ہیں۔ تعلیمی مقصد استاد کی مدد کرتا ہے تاکہ وہ اپنے حالیہ جماعتی سرگرمی کو آلۂ کار بنائے بغیر اسے مستقبل کے مطلوبہ نتائج اور اسی لیے یہ موجودہ سروکاروں سے قطع نظر کیے بغیر اسے نئی جہت عطا کرے۔ اس لیے مقصد پہلے سے معلوم شدہ نصب العین ہوتا ہے۔ یہ ناظر کا صرف خیال نہیں ہوتا بلکہ یہ اس منزل تک پہنچنے کے لیے اٹھائے گئے اقدام کی کوششوں کو متاثر کرتا ہے۔ مقصد کو پیش آگہی فراہم کرنا چاہیے۔ یہ تین طرح سے کیا جاسکتا ہے؛ پہلا، دیے گئے حالات کا باریکی سے مشاہدہ کرکے یہ دیکھنا کہ منزل

سے متعلق مفروضات اور بچّے کے اپنے مزاج جو اسکول کی فطرت اور ان لوگوں کے رویّے اور طریقوں کو شکل دیتے ہیں جو یا تو اساتذہ ہیں یا نصابی کتب اور نصاب تعلیم تیار کرتے ہیں۔ نصابی کتب اور دیگر مواد کے ذریعے جو معلومات فراہم کی جاتی ہے اسے ان چیلنج کے وسیع تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے جو آج قوم اور انسانیت کو درپیش ہیں۔اسکول کی درسیات میں کوئی بھی مضمون ان وسیع سروکاروں سے الگ نہیں رہ سکتا اور اسی لیے ہر مضمون میں مجوزہ واقفیت کے انتخاب کے معاشرتی و معاشی حالات اور مقاصد کی بڑی احتیاط سے جانچ کی جانی چاہیے۔تعلیم کے سامنے سب سے بڑی قومی چنوتی مشاورتی جمہوریت اور آئین میں دی گئی قدروں کو مضبوط کرنا ہے۔اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کا مطلب ہے کہ ہم معیار اور معاشرتی انصاف کو درسیات میں اصلاح کا مرکزی نقطہ بنائیں۔ شہریت کی تربیت رسمی تعلیم کا اہم پہلو رہا ہے۔ آج عالمگیر انسانی حقوق سے متعلق تنقیدی علم تدریس کے رویے کو بے باکی کے ساتھ دوبارہ تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ امن اور ہم آہنگ بقائے باہم کے متعلق اقدار کی طرف واضح تربیت ہونی چاہیے۔تعلیم کے معیار کے سروکار میں زندگی کے تمام جہات شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امن کے سروکار اور ماحولیاتی حفاظت اور معاشرتی تبدیلی محض اقدار کا حصّہ نہیں بلکہ انھیں کے بنیادی اجزا کے طور پر دیکھے جانے چاہییں۔

1.6 تعلیم کا معاشرتی سیاق وسباق

تعلیمی نظام اس معاشرے سے الگ ہو کر کام نہیں کرتا جس کا وہ ایک حصّہ ہے۔ ذات کی درجہ بندی، اقتصادی حیثیت، صنفی، رشتے، تہذیبی رنگارنگی اور غیر مساوی معاشی ترقی جو ہندوستانی معاشرے کی خصوصیات ہیں، تعلیم کے حصول اور اسکولوں میں بچّوں کی شراکت کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ اسکولوں میں داخلہ لینے والے اور اسکول کی پڑھائی پوری کرنے والے بچّوں کے تناسب میں مختلف معاشرتی اور معاشی گروہوں کے درمیان فرق کے طور پر ظاہر ہوتا ہے اس طرح سے دیہی اور شہری طبقے اور مذہبی و دیگر ذات کے اقلیتی فرقوں کے پس ماندہ طبقوں میں درج فہرست ذات اور درج فہرست قبیلوں کی لڑکیاں تعلیمی اعتبار سے سب سے زیادہ خستہ حال ہوتی ہیں۔ شہری مقامات اور بعض دیہات میں اسکول کا نظام بذات خود کئی سطحوں پر منقسم ہے اور بچّوں کو حیرت انگیز طور پر مختلف تعلیمی تجربہ دیتا ہے۔غیر مساوی جنسی تعلق نہ صرف صنفی غلبے کو تقویت دیتے ہیں بلکہ وہ لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان پریشانی بھی پیدا کرتے ہیں اور ان کی انسانی صلاحیتوں کی پوری نشو ونما کی آزادی میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ یہ ہم سب کے حق میں ہے کہ انسان کو جنس کی موجودہ تفریق سے آزاد کیا جائے۔

ہمارے یہاں دو قسم کے اسکول ہیں۔ مہنگے 'پبلک' (نجی) اسکول جہاں شہر کے خواص اپنے بچّوں کو بھیجتے ہیں، اور بظاہر 'مفت' کسی طرح مقامی اداروں کے ذریعے چلائے جارہے پرائمری اسکول جہاں زیادہ تر تعلیمی طور سے محروم گروہ سے بچّے آتے ہیں۔ حال ہی میں ایک غیر معمولی بات ابھر کر سامنے آئی ہے۔ دیہات میں کثیر درجے کے اسکول جو رہائشی علاقوں کے ایک کلو میٹر کے دائرے میں اسکول مہیّا کرانے کی ضرورت کی وجہ سے ''استاد، طالب علم تناسب'' کے مشینی تجربے پر منحصر ہوتے ہیں اور جنھیں نصاب تعلیم سے متعلق ضروری تصور یا علم تدریس یا تدریسی مواد کی وضاحت کی خاطر کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں ملتی۔ اس طرح کی تبدیلی غیر ارادی طور پر تعلیم میں سہولت اور اخراج کو تقویت بخشتے ہیں۔ اور مساوی مواقع اور معاشرتی انصاف کی آئینی اقدار کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اگر 'مفت' تعلیم کے معنی تعلیم سے سبھی ''پابندیوں کا خاتمہ'' سمجھ لیا جائے تو ہمیں یو۔ای۔ای کی کامیابیوں کو سہل بنانا

وسیع بنیاد والا بنانا ہوگا اور یہ تجربات دوسروں کے ساتھ تعاون کے جذبے سے کام کرنے کی ذہنی کیفیت کی پرورش کرنے میں مددگار ہوں گے۔ صرف کام ہی معاشرتی مزاج کی تعمیر کرسکتا ہے۔

حسن اور فن کے مختلف رویوں کو سمجھنا اور اس کا لطف اٹھانا انسانی زندگی کا جزولاینفک ہے۔ تخلیقیت فن، ادب اور دیگر اقلیم علوم میں گہرا ربط ہوتا ہے۔ تعلیم بچّوں جمالیاتی اقدار اور تخلیقی اظہار کی حوصلہ افزائی کرنے کے ذرائع اور مواقع مہیا کراتی ہے۔ آج جب کہ بازار کی قوتوں کے ذریعے رائے اور دلچسپی کو متاثر کرنے کی گنجائش زیادہ ہے۔ خوبصورتی کی سمجھ اور تخلیق کے لیے تعلیم کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ طالب علم کو خوبصورتی کے مختلف رویوں کو سمجھنے اور تشریح کرنے کے اہل بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بہر حال، ہمیں یہ یقینی بنا لینا چاہیے کہ ہم تفریح اور خوب صورتی کے ان سکّہ بند رجحانات کی حوصلہ افزائی نہ کریں جو خواتین اور معذور لوگوں کی عزت نہ کرتے ہوں۔

تک پہنچنے کے لیے کیا وسائل دستیاب ہیں اور اس راستے میں کون سی رکاوٹیں ہیں۔ اس میں بچّوں کا بہت باریکی سے مشاہدہ کرنے اور یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ مختلف عمروں میں وہ کیا کیا سیکھ سکتے ہیں۔ دوسرا، یہ پیش آگہی مناسب ترتیب پیش کرتی ہے جو مؤثر ثابت ہوگی۔ تیسرا، یہ متبادلوں کے انتخاب کو ممکن بناتی ہے۔ اس لیے ایک نصب العین کے ساتھ ہم مقابلتاً زیادہ ذہانت سے کام کرتے ہیں۔ اسکول، جماعت اور متعلقہ تعلیمی جگہیں' وہ فضا ہوتی ہیں جہاں زیادہ سے زیادہ اہم تعلیمی سرگرمیاں واقع ہوتی ہیں۔ یہ ایسی فضا ہونی چاہئے جہاں طلبا کو ایسے تجربات ملیں جو مطلوبہ تعلیمی مقاصد کو پانے میں مددگار ہوں۔ طالب علم، تعلیمی مقاصد، علم کی فطرت اور اسکول کی نوعیت ایسی ہو جہاں سماجی فضا، جماعتی سرگرمیوں کے لیے رہنما اصول کو بروئے کار لانے میں ہماری معاونت کر سکے۔

جن رہنما اصولوں پر پہلے بات چیت کی گئی ہے وہ معاشرتی اقدار کا تناظر مہیّا کرتے ہیں۔ ان کے درمیان ہم اپنے تعلیمی مقاصد تلاش کر سکتے ہیں مثلاً جمہوریت، مساوات، انصاف، آزادی، دوسروں کا بھلا، خوش حالی، سیکولرزم، انسانی عظمت، حقوق اور دوسروں کے لیے احترام جیسی قدروں کے ساتھ وابستگی، تعلیم سے ان قدروں کے لیے وابستگی پیدا کرنا مقصود ہو جو کہ استدلال اور سمجھ پر قائم ہیں۔ اس لیے نصاب تعلیم میں اسکولوں کے لیے گنجائش ہونی چاہیے تاکہ وہ بات چیت اور مشورے کے لیے جگہ بنائیں اور بچّوں میں اس سے وابستگی پیدا کر سکیں۔

تصوّر اور عمل کی آزادی، آزادانہ اور اجتماعی طور پر محتاط طریقے سے سوچی گئی قدروں پر مبنی فیصلے لینے کی صلاحیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

علم اور دنیا کی سمجھ کے ساتھ دوسرے لوگوں کے جذبات اور بہبودی کے لیے حسّاسیت کو ہی قدروں کے لیے استدلالی وابستگی کی

"اوہ امیرا بیٹا تو اسکول کے لیے چل چکا ھے.....خوش قسمتی سے مجھے یہ ھوائی اڈے پر مل گیا تھا۔
(بشکریہ: آر۔ کے۔ لکشمن، ٹائمز آف انڈیا)

بنیاد ہونا چاہیے۔

آموزش برائے آموزش، نہ سیکھنے کی آمادگی اور باز آموزش، نئے حالات میں ردّعمل کا اظہار کیجیے اور تعمیری طریقے سے کرنا سب سے اہم وسیلہ ہے۔ درسیات کو تعمیری معلومات کے طریقہ عمل پر زور دینے کی ضرورت ہے۔

زندگی میں انتخاب اور جمہوری سرگرمیوں میں حصّہ لینے کی صلاحیت معاشرے میں مختلف طرح سے تعاون دینے کی استعداد پر منحصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم کو 'کام کرنے' معاشی سرگرمیوں اور معاشرتی تبدیلی میں حصّہ لینے کی استعداد کو ترقی دینی چاہیے۔ اس کے لیے کام کا تعلیم سے رشتہ لازمی ہے ہمیں کام سے متعلق تجربہ، ہُنر، ذہنی تحریک اور معاشرتی، معاشی سرگرمیوں کی سمجھ کو تشفی بخش اور

2.1 مستعد آموز گار کی اولیت

معاشرے میں غیر رسمی تعلیم آموز گار کی خود اپنی واقفیت کی تعمیر و تشکیل کے لیے اس کی فطری صلاحیتوں میں اضافہ کرتی ہے تا کہ وہ اپنے اردگرد کے قدرتی اور سماجی ماحول اور پیش نظر کام سے اپنا رشتہ جوڑ سکے۔ اس کام کے لیے تجربات کرنے، اپنی تدبیر کو بروئے کار لانے، غلطیاں کرنے اور خود کو درست کرنے کے مواقع ضروری ہیں۔ یہ بات زبان کی آموزش پر بھی یکساں طور پر صادق آتی ہے کیوں کہ یہ ایک دست کاری کی صلاحیت یا شعبہ ہے۔ اداروں کی حیثیت سے ہمارے اسکول تمام آموز گاروں کا خود اپنے، دوسروں اور معاشرے کے بارے میں جاننے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ اس سے انھیں اپنے ورثے کو سمجھنے اور اس میں شریک ہونے میں بھی مدد ملتی ہے۔ اس سے قطع نظر کہ کسی شخص کو کسی خاندان یا کسی معاشرے میں پیدا ہونے کی وجہ سے خارجی طور پر اس کو سمجھنے کا موقع ملا ہے یا نہیں۔ اسکول کی رسمی آموزش کے طور طریقے دنیا کو سمجھنے اور اس سے رشتہ قائم کرنے کے لیے امکانات کی راہیں کھول سکتے ہیں۔

درسیات کی تشکیل و اصلاح میں ہمارا موجودہ سروکار بچوں کے لیے ایک شمولیتی اور بامعنی تجربہ بنانا ہے اور ساتھ ہی اسے درسی کتاب کی تہذیب سے دور رکھنے کی کوشش کرنا ہے۔ اس کے لیے آموز گاروں اور آموزش کے عمل کے بارے میں ہمارے تصور میں بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اسی لیے طفل مرکوز تعلیم کے رموز اور مضمرات کو گہرائی سے سمجھنا چاہیے۔

طفل مرکوز فن تدریس کا مطلب بچوں کے تجربات، ان کے خیالات اور ان کی سرگرم شرکت کو اوّلیت دیتا ہے۔ اس طرح کا فنِ تدریس بچوں کے نفسیاتی ارتقا اور دلچسپیوں کو نظر میں رکھتے ہوئے آموزش کی منصوبہ بندی کا تقاضہ کرتا ہے۔ اس لیے آموزشی منصوبوں کو خصوصیات اور ضروریات کے وسیع تنوع کے دائرے میں طبعی، ثقافتی اور سماجی ترجیحات کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ہمارے اسکول کے تدریسی طور طریقے، آموزشی تقاضوں اور آموز گاروں کے لیے تیار کردہ متن بچوں کی سماجی شمولیت اور بچوں کی آموزش کے تحصیلی پہلوؤں پر زیادہ زور دیتے نظر آتے ہیں۔ اس کے بجائے ہمیں ضرورت ہے ان کی فعال اور تخلیقی صلاحیتوں کی افزائش اور انھیں ترقی دینے کی یعنی ہمیں اشیا سے معنی اخذ کرنے پر فعال شرکت کے ذریعے دنیا سے حقیقی طریقوں سے اپنا رشتہ قائم کرنے اور دوسرے انسانوں سے اپنا رشتہ جوڑنے میں ان کی فطری دلچسپی کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ آموزش اپنے آپ میں ایک فعال اور سماجی عمل ہے۔ اکثر اچھے طالب علم کے تصورات میں جن کی تائید کی جاتی ہے اور پورا زور استاد کی اطاعت، اخلاقی چال چلن اور استاد کی بات کو مستند علم کے طور پر قبول کیے جانے پر ہوتا ہے۔

2.2 سیاق وسباق میں آموز گار

بچوں کو کلاس روم میں اپنے خیالات اور اظہار کا موقع نہیں ملتا۔ اکثر و بیشتر صرف استاد کی ہی آواز سنائی دیتی ہے۔ جب بچے بولتے ہیں یا تو عموماً استاد سوالوں کے جواب دے رہے ہوتے ہیں یا استاد کے الفاظ کو دہرا رہے ہوتے ہیں۔ وہ شاید ہی خود سے کوئی کام کرتے ہوں، نہ ہی انھیں پہل کرنے کے مواقع ملتے ہیں۔ درسیات میں بچوں کو لازماً اپنے خیالات و احساسات کے اظہار اور اپنے تجسس کی نشوونما کا موقع دیا جانا چاہیے۔ درسی معلومات کی نقل کرنے کی صلاحیت کرنے کے بجائے کاموں کو کرنے، سوالات پوچھنے، چھان بین پر غور کرنے، اپنے تجربات کو اسکول کی معلومات سے جوڑنے اور ہم آہنگ کرنے کی صلاحیتوں پر توجہ دی جانی چاہیے۔ اس مقصد کی طرف اپنی درسیات کو موڑنا ہماری اولین ترجیحات میں ہونا چاہیے

2.1 مستعد آموزگار کی اولیت

2.2 سیاق و سباق میں آموزگار

2.3 نشوونما اور آموزش

2.4 درسیات اور عمل کے لیے مضمرات

2.5 علم اور فہم

2.6 علم کی ازسرِنو تشکیل

2.7 بچّے کا علم اور مقامی علم

2.8 اسکولی تعلیم اور سماجی برادری

2.9 نشوونما سے متعلق بعض غورطلب باتیں

باب 2 : آموزش اور علم

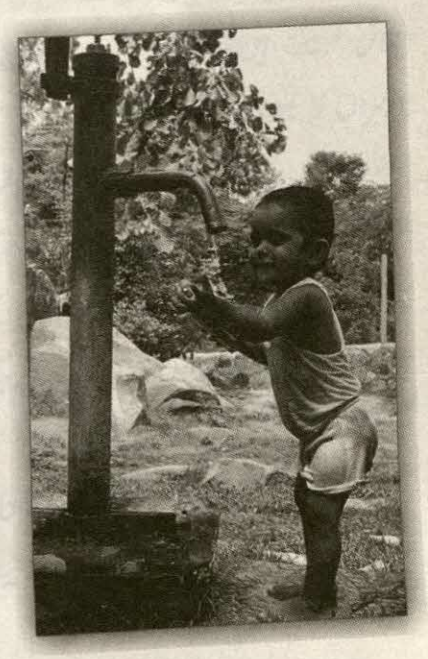

اس باب میں بچوں کی فطرت آموزگار کے طور پر اور علم کو بچوں کی اپنی سرگرمیوں کے نتیجے کی حیثیت سے پہچاننے کی ضرورت ثابت کی گئی ہے۔ ہم اسکول سے باہر اپنی روز مرہ زندگی میں بچوں کے تجسس، ایجاد پسندی اور بار بار سوالات پوچھنے کی عادت سے لطف لیتے ہیں۔ وہ اپنے گرد پھیلی دنیا میں مستعدی سے دلچسپی لیتے ہیں اور چیزوں پر غور کرنے، ان کی طرف توجہ دینے ان کی تلاش اور چھان بین کرنے اور ان کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ بچپن نشوونما اور تبدیلی کا وہ زمانہ ہے جس میں کسی شخص کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کا بھرپور ارتقا ہو جاتا ہے۔ یہی وہ زمانہ بھی ہے جب بچہ بالغ معاشرے میں گھلتا ملتا ہے اور سمجھنے، عمل کرنے اور تبدیل ہونے کی غرض سے دوسروں کے تعلق سے دنیا کی فہم حاصل اور پیدا کرتا ہے۔ ہر نئی نسل ثقافت و علم کے ذخیرے کو اپنی سرگرمیوں کے نظام سے ہم آہنگ کر کے اور اس کی تازہ کاری کی نتیجہ خیزی کو محسوس کرتے ہوئے اسے ورثے میں حاصل کرتی ہے۔

سرگرمیوں میں تمام بچوں کی شرکت ان کی جسمانی، نفسیاتی اور سماجی نشوونما کے لیے بہت ضروری ہے۔ کھیل کود، ورزش اور یوگا میں شرکت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مختلف صلاحیتیں جسمانی اور ذہنی توانائی کو بہتر کریں گی۔ حرکی مہارتوں اور چابک دستی، خودستائشی اور خود ضبطی اور جماعتی کھیلوں میں اشتراکی عمل کی صلاحیت کو تقویت دے گی۔ کھیل کے میدانوں، ساز وسامان اور ضابطوں کو ضروریات کے مطابق ڈھال کر اسکول کے تمام بچوں کو سرگرمیوں اور کھیلوں میں حصہ لینے کا موقع دیا جا سکتا ہے۔ بچے کھیل کود، بھاگ دوڑ، ورزشی کھیل اور یوگا اور رقص و موسیقی جیسے نمائشی فنون میں اعلیٰ درجے کی کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ جب ہماری توجہ لطف اندوزی سے تحصیل علم کی طرف منتقل ہو جاتی ہے تو یہ تربیت ایسے نظم ونسق اور حصول کا مطالبہ کر سکتی ہے جو اس مرحلے پر تناؤ پیدا کرے۔ اس حالت میں کہ تمام بچوں کو صحت اور جسمانی تعلیم کی سرگرمیوں میں لازماً شریک کیا جائے۔ کھیلوں میں نمایاں کارکردگی دکھانے والوں کو معقول مواقع فراہم لیے جانے کی ضرورت ہوگی۔

جسمانی نشوونما خصوصاً کم عمر بچوں کی ذہنی اور نشوونما میں مدد دیتی ہے۔ سوچنے، بحث کرنے اور خود اپنے اور دنیا کے بارے میں سمجھنے اور زبان کے استعمال کی صلاحیت کا عمل اور تعامل یعنی کاموں کو خود کرنے اور دوسروں کے ساتھ مل کر کرنے سے گہرا رشتہ ہے۔

2.3.2 وقوف میں عمل اور زبان کے ذریعہ خود اپنے اور دنیا کے بارے میں سمجھنا شامل ہے۔ بامعنی آموزش مُجرد اشیا اور ذہنی مظاہر کا ایک تخلیقی عمل ہے نہ کہ معلومات کی ذخیرہ کاری اور اس کی بازیابی کا۔ اسی طرح سوچنا، (لفظی اور اشاراتی) زبان اور کاموں کو کرنا آپس میں پوری طرح مربوط ہیں۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کا آغاز طفولیت کے زمانے میں ہوتا ہے اور جو آزادانہ اور مداخلتی

بہت سے پرائیوٹ اور سرکاری اسکول ایسے ہیں جو مختلف سماجی و معاشی طبقوں کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ کوٹھاری کمیشن کے مطابق ہندوستان جیسی صورتِ حال میں یہ ذمہ داری نظامِ تعلیم کی ہے کہ تمام سماجی طبقات اور گروہوں کو ایک نقطہ پر لاکر ایک توانا اور مربوط معاشرے کی تشکیل کو فروغ دے لیکن اس زمانے میں یہ کام انجام دینے کے بجائے نظام تعلیم خود سماجی علیحدگی اور طبقاتی امتیازات کو جاری رکھنے اور ان میں شدت لانے پر مائل ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ اس علیحدگی پسندی میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے اور توقعات اور عوام کے درمیان خلیج بڑھتی نظر آتی ہے (1966:10) کیا ہم اپنے بچوں کو بتا رہے کہ ہم ان کو مختلف انداز میں اہمیت دیتے ہیں؟ اگر اس کا جواب ہاں ہے تو ہمیں مشترک اسکولی نظام کی شکل میں کوٹھاری کمیشن کی سفارش کے مقصد کی حصولی کے لیے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔ مشترک اسکول کے نظام کی تعریف تعلیم کے ایک ایسے قوی نظام کے طور پر کی جاسکتی ہے جو دستور ہند کے اصولوں اور اقدار کی بنیاد پر قائم ہو اور جو مساوی انداز میں تمام بچوں کو تقابلی معیار کی تعلیم فراہم کرسکے خواہ ان کا تعلق کسی بھی ذات، فرقے طبقے یا مقام سے ہو۔ ایسے نظام میں ان تمام زمروں کے اسکول جو اس وقت مصروفِ عمل ہیں (یعنی سرکاری اور مقامی انتظامیہ) ان کی ذمہ داری ہے کہ تعلیم کا بنیادی ڈھانچہ اور فنِ تدریس کے اصول فراہم کریں اور اسکول کے اطراف میں رہنے والے تمام بچوں کو آزادی کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کی ضمانت دیں۔

جسمانی بے آرامی کے عام اسباب

- اسکول پہنچنے کے لیے دور تک پیدل چلنا۔
- بھاری اسکولی بستے۔
- پڑھنے لکھنے کے لیے امدادی کتابوں سمیت بنیادی ڈھانچے کی کمی۔
- ناقص فرنیچر جو بچوں کی پیٹھ کو مناسب سہارا نہیں دیتا اوران کے پیروں اور گھٹنوں میں اکڑن یا اینٹھن پیدا کرتا ھے۔
- ایسا ٹائم ٹیبل جو بچوں کو پڑھائی کے دوران مناسب وقفہ نہیں دیتا کہ بچے انگڑائی لے سکیں، حرکت کر سکیں اور کھیل سکیں، اور بڑے بچوں کو توان کے کھیلنے کے اوقات سے ھی محروم رکھتا ھے اور لڑکیوں کو پڑھائی چھوڑنے کی حوصلہ افزائی کرتاھے۔
- خصوصاً لڑکیوں کے لیے حوائج ضروریہ اور صفائی کے انتظام کا نہ ھونا۔
- جسمانی سزا- مارنا پیٹنا، تکلیف دہ ڈھنگ سے کھڑے یا بیٹھے رھنے کی سزا دینا۔

جس میں اساتذہ کی تیاری، اسکولوں کے سالانہ منصوبوں، درسی کتابوں کی ترتیب، آموزش مواد اور درسی منصوبوں اور اندازۂ قدر اور امتحان کے نمونوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا شامل ہے۔

بچے صرف اسی ماحول میں سیکھیں گے جہاں وہ محسوس کریں کہ انھیں اہمیت دی جارہی ہے۔ ہمارے اسکولوں میں اب بھی تمام بچوں کو اس کا احساس نہیں کرایا جاتا۔ لطف اندوزی اور تسکین کے بجائے خوف، نظم ونسق اور دباؤ سے آموزش کو جوڑا جانا تعلیم کے لیے مضر ہے۔ ہمارے بچوں کو یہ محسوس کرنے کی ضرورت ہے کہ ان میں سے ہر فرد ان کے گھر کے افراد ان کے معاشرے، ان کی زبانیں، ان کی تہذیبیں تجربے کے لیے قیمتی وسائل کی حیثیت رکھتے ہیں جن کا تجزیہ اسکول میں کیا جائے گا اور جن کے بارے میں تحقیق کی جائے گی اور یہ کہ ان کی مختلف صلاحیتوں کو قبول کیا جارہا ہے یا ان میں سے ہر شخص علم سیکھنے اور علم اور ہنر حاصل کرنے کی صلاحیت اور حق رکھتا ہے اور یہ کہ بالغ معاشرہ انھیں بہترین صلاحیتوں کے مظاہرے کے قابل سمجھتا ہے۔ جوں جوں ہمارے اسکولوں میں وسعت کے ساتھ سماج کے تمام طبقات کے بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے ہمیں ان ضروریات کی اہمیت کا احساس زیادہ ہوتا جارہا ہے۔ شمولیتی تعلیم کے لیے دوپہر کے کھانے اور بنیادی سہولیات کی فراہمی اور درسیاتی سروکار، حالیہ زمانے کی اہم ترین تبدیلیاں ہیں۔ ہر قسم کی جسمانی سزا کے خلاف سخت موقف اختیار کیا جانا چاہیے۔ اسکول کی چہار دیواری تک معاشرے کی رسائی اور زیادہ ہونی چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی درسیاتی بوجھ اور امتحان سے متعلق تناؤ کے تمام پہلوؤں پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ جسمانی اور جذباتی تحفظ ابتدائی سے ثانوی اور یہاں تک کہ اس کے بعد کی تعلیم میں بھی آموزش کا سنگ میل ہے۔

2.3 نشوونما اور آموزش

بچپن سے نوجوانی تک کا عرصہ تیز رفتار نشوونما اور تبدیلی کا ہوتا ہے۔ درسیات کو آموزش اور نشوونما کے بارے میں ایسا کُلّی طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے جو درمیانی رابطوں کا لحاظ رکھ سکے اور جسمانی اور ذہنی نشوونما کے درمیان اور انفرادی نشوونما اور دوسروں کے ساتھ تعامل کے درمیان کی جانے والی تفریق سے اوپر اٹھ کر کام کر سکے۔

2.3.1 ہر طرح کی نشوونما کے لیے تمام بچوں کی صحت مند جسمانی نشوونما پہلی شرط ہے۔ اس کے لیے بنیادی ضروریات جیسے اچھی غذا، ورزش اور دوسری نفسیاتی وسماجی ضرورتوں کی تکمیل کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ آزادانہ کھیل کود، رسمی اور غیر رسمی کھیلوں، یوگا اور ورزش کی

کو گہرا کرنے کا موقع ملے نہ کہ امتحان کے بعد بھول جانے کے لیے یاد کرنے کا۔ اس کے ساتھ ہی آموزش کو نیا پن کا احساس اور چیلنج دینا چاہیے اور اسے دلچسپ اور دلکش ہونا چاہیے۔ اکتاہٹ اس کی علامت ہے کہ بچے کو دیا گیا کام اس کے لیے میکانیکی طور پر دہرانے کا عمل بن کر رہ گیا ہے اور اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

- آموزش، مداخلت یا وساطت کی مدد سے اور اس کے بغیر بھی ہوسکتی ہے اگر یہ عملی وساطت کے بغیر ہوتا ہے تو سماجی سیاق اور خصوصاً اہلیت رکھنے والے لوگوں کے ساتھ اشتراک آموزگاروں کو اپنی خود کی سطح سے اوپر اٹھ کر وقوفی سطحوں پر کام کرنے کے مواقع دیتے ہیں۔

2.3.3 نو بلوغیت خود اپنے بارے میں سمجھ بوجھ پیدا ہونے کا بہت اہم زمانہ ہے۔ اپنے بارے میں شعور پیدا ہونے کا عمل نفسیاتی تبدیلیوں اور اس کا تعلق نو بلوغیت کے سماجی اور نفسیاتی تقاضوں کی تکمیل کے بارے میں جاننے سے بھی ہے۔ آزادی بے تکلفی اور ہم عمروں پر اعتماد جیسے مسائل سے ذمہ دارانہ طور پر نمٹنا ایسے سروکار ہیں جن کو محسوس کیا جانا ضروری ہے اور ان پر قابو پانے کے لیے معقول مدد دی جانی چاہیے۔ باہر کی دنیا فطری وسعت اور اس تک فرد کی رسائی اور اس کی آزادانہ نقل و حرکت شخصیت کی تشکیل کو متاثر کرتے ہیں۔ لڑکیوں کے معاملے میں یہ بات خاص اہمیت رکھتی ہے جنھیں سماجی مجبوریوں اور بندشوں کی وجہ سے زیادہ تر گھروں میں ہی رہنا پڑتا ہے۔ یہ ہی روایات لڑکوں سے متعلق متضاد بندھا ٹکا تصور پیدا کرتی ہیں جو انھیں باہر دنیا اور جسمانی کاموں سے مخصوص کرتا ہے۔ نو بلوغیت کے دوران جسمانی تبدیلیوں کی وجہ سے ان بندھے ٹکے تصورات کو اور بھی تقویت مل جاتی ہے۔ کسی نو بالغ شخص کی زندگی میں یہ جسمانی تبدیلیاں اس کے نفسیاتی اور سماجی پہلوؤں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ زیادہ تر نو بالغ افراد ان تبدیلیوں سے پورے علم اور سمجھ کے بغیر نمٹتے ہیں جو انھیں جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں، جنسی استدلال، ایچ آئی وی ایڈز اور منشیات اور نشیلی دواؤں کا بے جا استعمال جیسے خطرناک حالات کا شکار بنا سکتی ہے۔

اب وقت آ گیا ہے کہ مقررہ مروج اصولوں اور خیالات پر انگلی اٹھائی جائے اور اس کے ساتھ ہی ہم سرگروہ کے خیالات کو بہت اہمیت دی جائے۔ اس حقیقت کا اعتراف ضروری ہے کہ وہ نو بالغوں کو ایسی سماجی اور جذباتی مدد درکار ہے جس کے لیے مثبت رویے ان کی زندگی میں رونما ہونے والے خطرناک حالات کا سامنا کرنے کی مہارتوں کا حصول ہم سرگروہ کے دباؤ سے نمٹنے اور صنفی تعصّبات پر قابو پانے کے اصول استحکام کی ضرورت پڑسکتی ہے۔ اس طرح کی مدد نہ ملنے پر آموزگاروں میں ان تبدیلیوں سے متعلق الجھن اور غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے اور ان کی تعلیمی اور زائد نصابی سرگرمیوں پر اثر پڑسکتا ہے۔

2.3.4 کلاس روم میں کئی طلبا کے لیے شمولیتی ماحول پیدا کرنا ضروری ہے خصوصاً ان طلبا کے لیے جنھیں، حاشیہ نشینی کا خطرہ لاحق ہو مثال کے طور پر معذوریوں سے متعلق طلبا۔ کسی خاص طالب علم یا طلبا کے گروہ کو آموزشی طور پر معذور قرار دینا بے بسی، کم تری اور شرم و ندامت کا احساس پیدا کرتا ہے۔ اس سے یہ لگتا ہے کہ ان مشکلات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے جو بچوں کو مختلف نوعیتوں کے سماجی و ثقافتی پس منظر سے تعلق رکھنے اور کلاس روم میں استعمال کیے جانے والے ناموزوں درسیاتی طریقوں کی وجہ سے پیش آسکتی ہیں۔ معذوری سے متاثر کسی طالب علم کو دیگر طلبا کی طرح ایک ہی گروہ کی رُکنیت کا یکساں حق حاصل ہے۔ طلبا کے درمیان فرق کو مسئلے کے بجائے آموزش میں مدد کا ایک ذریعہ سمجھا جانا چاہیے۔ تعلیم میں شمولیت،

سرگرمیوں کے سہارے پروان چڑھتا ہے۔ شروع میں بچے وقوفی طور پر یہاں اور اب تصورات تک محدود رہتے ہیں اور ٹھوس تجربات کی بنیاد پر سوالات کرنے اور منطقی عمل کے قابل ہوتے ہیں۔ جوں جوں ان کی لسانی صلاحیتیں اور دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنے کی صلاحیت بڑھتی جاتی ہے، ایسے کاموں میں ان کے زیادہ پیچیدہ استدلال کا امکان پیدا ہوجاتا ہے۔ غیر واضح مقاصد کی منصوبہ بندی اور عمل آوری کے لیے تجریدی نوعیت کے ہوں۔ فرضی باتوں اور امکانات کی دنیا میں استدلال کی صلاحیت میں مجموعی طور پر اضافہ ہوجاتا ہے۔

اس اعتبار سے تصوراتی نشوونما درمیانی رابطوں اور مفہوم کی نئی تہوں تک رسائی میں اضافے اور بہتری کا ایک مسلسل عمل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان نظریات کی تشکیل ہے جو بچے فطری اور سماجی دنیاؤں کے بارے میں اپنے ذہن میں رکھتے ہیں جن میں دوسروں کے تعلق سے وہ خود بھی شامل ہیں اور جو ان کے سامنے اس کی وضاحت کرتی ہیں کہ چیزیں جیسی ہیں ویسی کیوں ہیں۔ یعنی انھیں اسباب و اثرات اور فیصلوں اور اعمال کی بنیادوں کے بارے میں بتاتی ہیں۔ گویا کہ رجحانات، جذبات اور اخلاق و آداب وقوفی نشوونما کا ایک اٹوٹ حصہ ہے اور زبان کے ذہنی اظہارات، تصورات اور استدلال کی نشوونما سے تعلق رکھتے ہیں۔ بچوں کی فوق وقوفی صلاحیتیں نشوونما پاتی ہیں وہ خود اپنے امدادات سے زیادہ واقف ہوجاتے ہیں اور خود اپنی آموزش کو باضابطہ بنانے کے قابل ہوجاتے ہیں۔

- تمام بچے فطری طور پر سیکھنے کی طرف راغب ہوتے ہیں اور سیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔
- چیزوں کو سمجھنا اور مجرد فکر کی صلاحیت کی نشوونما کرنا، غور خوض کرنا اور کام کرنا آموزش کے اہم ترین پہلو ہیں۔
- بچے مختلف طریقوں سے سیکھتے ہیں یعنی انفرادی طور پر اور دوسروں کے ساتھ مل کر بھی تجربہ سے چیزیں بنا کر اور کاموں کو کرکے، تجربے کرکے پڑھ کر بحث و مباحثہ کرتے ہیں، سوالات کرکے، باتوں کو غور سے سن کر، سوچ کر اور سنجیدگی سے غور کرکے اور الفاظ کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کرکے، حرکات سے، یا تحریر کے ذریعے۔ انھیں اپنی نشوونما کے دوران ان تمام مواقع کی ضرورت ہوتی ہے۔
- بچے کے وقوفی طور پر تیار ہونے سے پہلے اسے کوئی چیز پڑھانا بعد میں اس کی آموزش سے بعد کے کسی مرحلے میں اس کا آموزش سے دور کر دیتا ہے۔ بچے بہت سی باتیں یاد کر سکتے ہیں لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ انھیں سمجھ نہ پائے یا اپنے آس پاس کی دنیا سے ان کا تعلق قائم نہ کر پائیں۔ آموزش کا عمل اسکول میں اور اسکول کے باہر دونوں جگہ واقع ہوتا ہے۔ اگر دونوں میدانوں کا ایک دوسرے سے اشتراک ہوجائے تو آموزش میں بہتری آتی ہے۔ آرٹ اور کام آموزش کے کُلّی طریقۂ کار کے مواقع فراہم کرتے ہیں جس میں عملی اور جمالیاتی عناصر پوری طرح موجود ہوتے ہیں۔ اس طرح کے تجربات خصوصاً اخلاقی معاملات میں لسانی طور پر پہلے سے معلوم باتوں کے لیے ضروری ہیں جو براہِ راست تجربہ سے سیکھے جاتے ہیں اور زندگی کا حصہ بنتے ہیں۔
- آموزش کا عمل مرحلوں میں انجام دیا جانا چاہیے تاکہ آموزگاروں کو تصورات کو واضح طور پر سمجھنے اور اپنی فہم

انداز میں جوابات پانے کے بجائے بچوں کو خود اپنے الفاظ میں اور ذاتی تجربات سے جواب دینے کی ترغیب، یہ سب معمولی لیکن اہم مرحلے ہیں جن سے بچوں کو اپنی فہم کو بہتر بتانے میں مدد ملتی ہے۔ ایک کار آمد درسیاتی حربے کے طور پر پُر ذہانت قیاس (Intelligent guessing) کی لازماً ستائش کی جانی چاہیے۔ اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ بچے ایسے روزمرہ تجربات سے یا میڈیا سے متاثر ہوکر کوئی خیال پیش کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس انداز میں ان خیالات کو ادا کرنے پر تیار نہیں ہوتے جس کی تعریف ان کا استاد کر سکے۔ ہم جو کچھ جانتے ہیں اور جو کچھ تقریباً جانتے ہیں اس کے درمیانی منطقے میں ہی نئے علم کی تشکیل ہوتی ہے اس طرح کا علم اکثر ان مہارتوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو اسکول کے باہر یا گھر میں یا معاشرے میں ترقی پاتی ہیں۔ علم کی ان تمام شکلوں اور مہارتوں کا احترام کیا جانا چاہیے۔ حساس اور باخبر استاد اس سے آگاہ ہوتا ہے اور اچھی طرح منتخب کیے ہوئے کاموں اور سوالات کے ذریعے وہ بچوں کو مصروف رکھ سکتا ہے تاکہ بچے اپنی نشوونما کے امکانات کا اندازہ کر سکیں۔

فعال شرکت کے لیے تحقیق، چھان بین سوال و جواب، بحث و مباحثہ، اطلاق اور غور و خوض کی ضرورت ہوتی ہے جس کے نتیجے میں نظریہ تشکیل پاتا ہے اور خیالات نقطۂ نظر کی تعمیر ہوتی ہے۔ اسکولوں کو چاہیے کہ سوال و جواب، تحقیق، بحث و مباحثہ، غور و خوض اور تصورات عکس کرنے یا نئے خیالات تشکیل دینے کے مواقع فراہم کریں۔ فعال شرکت اور اس عمل میں مختلف تصورات، مہارتوں اور نظریات کو سیکھنے کے لیے چیلنج کا عُنصر بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کسی خاص زمرہ عمر کے لیے جو کام جوکھم کا ہے وہی دوسرے زمرہ عمر کے لیے آسان اور غیر دلچسپ ہو جاتا ہے اور کسی دوسرے مرحلے میں ناقابل فہم اور غیر دلچسپ ہوسکتا ہے۔

سوالات تیار کرنا

- اگر جواب '5' ھے تو سوالات کیا ھوسکتے ھیں؟ یھاں کچھ جواب دیے گئے ھیں۔
- چار اور ایک مل کر کیا بنتا ھے؟
- اگر تینتیس میں سے ستائیس جمع ایک کو نکال لیا جائے تو باقی کیا بچے گا؟
- آپ کتنی برفی چاھتے ھیں؟
- میں اپنی نانی کے گھر اتوار کو پھنچا اور جمعرات کو وھاں سے نکلا۔ وھاں میں کتنے روز رھا؟
- A, B, C, آئے۔ پھر ان میں E, F, G, H شامل ھوگئے۔ پھر A اور G چلے گئے پھر G واپس چلا گیا۔ آخر میں کتنے باقی بچے؟
- اگر جواب 'وہ لال تھا' ھے تو سوالات کیا ھوسکتے ھیں؟
- اس پھول کا رنگ کیا تھا؟
- تم نے خط اس بکس میں کیوں ڈالا؟
- وہ اچانک ٹریفک لائٹ پر کیوں رک گئی؟

اس لیے اکثر 'معروضیت'، کے نام پر اساتذہ لچکداری اور تخلیقیت کو قربان کر دیتے ہیں۔ کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ سرکاری اور غیر سرکاری اسکولوں کے اساتذہ تمام بچوں کی طرف سے سوالات کے ایک ہی جیسے جوابات دیے جانے پر اصرار کرتے ہیں۔ دوسرے جوابات کو قبول نہ کرنے کے لیے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ''وہ درسی کتاب میں موجود غیر جوابات نہیں دے سکتے۔''، ''ہم نے اس پر اسٹاف روم میں تبادلہ خیال کیا کہ ہم صرف اسی جواب کو درست تسلیم کریں گے'' یا کہ ''طلبا کئی طرح کے جواب دیں تو کیا ہم ان سب کو قبول کر لیں؟'' اس طرح کی دلیلیں تعلیم کے مفہوم کا مذاق اڑاتی ہیں اور بچوں اور والدین کو صرف یہ تاثر دیتی ہیں کہ اسکول نا معقول

سماج میں شمولیت کا اہم عنصر ہے۔

اس لیے اسکولوں کی ذمہ داری ایک ایسا لچکدار نصاب فراہم کرنا ہے جو تمام طلبا کے لیے ہو اور وہ سب اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ دستاویز ایک ایسے نصاب کی منصوبہ بندی کا نقطہ آغاز بن سکتا ہے جو انفرادی طور پر طلبا اور طلبا کے گروپوں کے مخصوص ضروریات کی تکمیل ہوا کرے۔ اس درسیات کو طلبا کے لیے ایسے مناسب چیلنجز پیش کرنے اور با صلاحیت بنانے والے مواقع پیدا کرتے جائیں تا کہ وہ اپنی آموزش اور تحصیل میں کامیابی حاصل کرسکیں اور امکانات کو ترقی دے سکیں۔ کلاس روم میں تدریس اور آموزش کے طریقوں کی منصوبہ بندی، طلبا کی مختلف ضروریات کی تکمیل کے لیے ہونی چاہیے۔ اساتذہ تمام بچوں کو تعلیم فراہم کرنے کی مثبت تدابیر کی تلاش وجستجو کرسکتے ہیں اس میں وہ طلبا شامل ہیں جنھیں معذوریوں سے متاثر تصور کیا گیا یہ مقصد ساتھی اساتذہ یا اسکول سے باہر کی تنظیموں کے تعاون سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

2.4 درسیات اور عمل کے مضمرات

2.4.1 تدریس برائے تشکیل علم

تشکیلی تناظر میں آموزش علم کی تعمیر کا عمل ہے۔ آموزگار یا طلبا اپنے سامنے پیش کی گئی اشیا/سرگرمیوں (تجربہ) کی بنیاد پر نئے خیالات کو پہلے سے موجود خیالات سے مربوط کرکے اپنے علم کی تعمیر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ٹرانسپورٹ سسٹم سے متعلق کسی متن یا تصویروں/ سلائڈوں کے مجموعہ کا استعمال اور ساتھ ہی اس پر بحث ومباحثہ کم عمر آموزش گاروں کو کسی ٹرانسپورٹ سسٹم کے بارے میں اپنے خیالات کی تشکیل میں مددگار ہوگا۔ ابتدائی تشکیل (ذہنی عکاسی) کی بنیاد سڑک ٹرانسپورٹ سسٹم کے خیال پر ہوسکتی ہے اور دور دراز کے دیہی ماحول سے تعلق رکھنے والے کسی بچے کے ذہن میں ایسا خیال پیدا ہوسکتا ہے جس کے مرکز میں بیل گاڑی ہو۔ طلبا خارجی حقیقت (ٹرانسپورٹ سسٹم) کے ذہنی عکس (شبیہوں) کی تعمیر مقررہ سرگرمیوں (تجربات) کے ذریعے کرتے ہیں۔ جوں جوں ان کی آموزش میں پیش رفت ہوتی جاتی ہے ان خیالات وتصورات کی تشکیل اور بازتشکیل بہت ضروری ہوجاتی ہے مثال کے طور پر سڑک ٹرانسپورٹ کی بنیاد پر کسی ٹرانسپورٹ سسٹم کے ابتدائی تصور کی بازتشکیل دیگر نوعیتوں کے ٹرانسپورٹ سسٹم کو سمیٹنے کے لیے کی جائے گئی مثلاً بحری جہاز اور ہوائی جہاز جن کے لیے موزوں سرگرمیوں کو استعمال کیا جائے گا۔ مناسب سرگرمیوں کے ذریعے آموزگاروں کو مصروف رکھنے سے کسی ٹرانسپورٹ سسٹم اورانسانی زندگی/ معیشت کے درمیان رشتوں (سبب اثر) کی ذہنی شبیہوں کی تشکیل میں مزید آسانی ہوسکتی ہے تاہم اس تشکیلی عمل کا اس اعتبار سے سماجی پہلو ہے کہ کسی پیچیدہ کام کے لیے درکار علم کسی گروہی صورت حال میں پایا جاسکتا ہے۔ اس سیاق وسباق میں اشتراکی آموزش، مفہوم کی سمجھ بوجھ، متعدد خیالات میں شرکت اور خارجی حقیقت کے داخلی عکس کی تبدیلی کی گنجائش پیدا کرسکتی ہے۔ تشکیل سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہر آموزگار انفرادی طور پر اور سماجی طور پر آموزش کے ساتھ ساتھ معنی کی تشکیل کرتا ہے۔ معنی کی تشکیل دوسرے الفاظ میں آموزش ہے۔ تشکیلی تناظر تمام لوگوں کی طرف سے آموزش کے فروغ کی تدابیر فراہم کرتا ہے۔

بچوں کی وقوفی صلاحیت کی ترقی میں استاد کے اپنے کردار کو بہتر بنایا جاسکتا ہے اگر وہ تعمیر علم کے اس عمل میں زیادہ فعال کردار ادا کرے جس میں بچے مصروف ہوں۔ بچہ آموزش کے عمل میں مصروف رہ کر اپنے علم کی تعمیر کرتا ہے، بچوں کو ایسے سوالات پوچھنے کا موقع دینا جس میں انھیں اسکول میں سیکھی ہوئی باتوں کو اسکول سے باہر کے واقعات سے جوڑنا پڑے اور محض یاد کرکے اور صرف ایک

حد تک سختی برتتے ہیں۔ ہمیں اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ ہم بچوں سے سوالوں کے جواب دینے کے لیے ہی کیوں کہتے ہیں۔ مقررہ جوابات کے سوالوں کا مجموعہ تیار کرنے کی صلاحیت بھی تو آموزش کی ایک کارآمد آزمائش ہے۔

2.4.2 تعامل کی اہمیت

آموزش ارگرد کے ماحول، فطرت، اشیا اور لوگوں سے تعاملات کے ذریعے ہوتی ہے۔ یہ عمل اعمال اور زبان دونوں ذرائع سے ہوتا ہے۔ بچے کی خود اپنے طور پر اور ہمسر گروہ کے ساتھ ملا کر اشیا کے بارے میں جاننا اور مختلف کاموں کو کرنا اور زبان کو استعمال میں لانا مثلاً پڑھنا، خیال کا اظہار کرنا یا سوال پوچھنا، باتوں کو غور سے سننا اور لوگوں سے بات چیت کرنا یہ سب ایسے اہم اعمال ہیں جن کے ذریعے آموزش واقع ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے جس سیاق میں آموزش کا عمل ہوتا ہے وہ براہِ راست وقوفی اہمیت رکھتا ہے۔

ہماری اسکولی تعلیم کا ایک بڑا حصہ اب بھی فرد احساس ہے اگرچہ اسے شخصی حیثیت حاصل نہیں ہے۔) استاد کو ایسا شخص سمجھا جاتا ہے جو بچوں تک ایسا علم منتقل کرے جسے معلومات سمجھ لیا گیا ہے اور جو آموزش میں ان کی مدد کرنے کے لیے تجربات کو منظّم کرتا ہے۔ لیکن اساتذہ ہمسروں، بڑوں اور چھوٹوں کے ساتھ تعامل آموزش کے کئی اور روشن امکانات پیدا کرسکتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ مل کر پیش نظر کام کو سیکھنے کے ذریعے ہونے والی آموزش باہمی تعاون کا عمل ہے۔ جب اسکولوں میں مختلف سماجی معاشی پس منظر کے بچوں کو داخل کیا جاتا ہے تو ان کے گروہی تعامل سے اس طرح کی آموزش کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے۔

پرائمری اسکول کے ابتدائی سالوں میں گروہی کام کے شعبے میں ایک ابتدا کی جاچکی ہے۔ گروہوں کی شکل میں انجام دیے جانے والے پروجیکٹوں اور سرزمینوں کو مڈل اور ہائی اسکول میں بھی آموزش کا حصہ بنائے جانے کی ضرورت ہے۔ ایسے طریقے ہیں جن سے اس طرح کے گروہی آموزش کا جائزہ اور اس کی قدر پیمائی ممکن ہے۔ اسکول مخلوط زمرہ عمر کے بچوں کو بھی مل جل کر پروجیکٹس پر کام کرنے کا موقع دینے کے بارے میں غور کرسکتے ہیں۔ اس طرح کے مخلوط زمروں میں ایسی بہت سی باتیں ہوتی ہیں جو بچے ایک دوسرے سے سیکھ سکتے ہیں مثلاً سماجی کام اور اقدار۔ دوسروں کے ساتھ رہ کر بچے کو نسبتاً بڑے کاموں میں شرکت کے مواقع ملتے ہیں جہاں اس میں اپنا تعاون پیش کرنے کا شوق پیدا ہوسکتا ہے اور اس طرح وہ اپنی امکانی صلاحیتوں سے اوپر اٹھ کر کچھ حاصل کرتا ہے اور وہ اس کام کو کرنے کے قابل ہوسکتا ہے جس کے بارے میں وہ پوری طرح نہیں جانتا۔ گروہی آموزش کے کام ذمہ داری قبول کرنا اور پیش نظر کام میں تعاون دینا یہ سب نہ صرف علم کے حصول کے اہم پہلو ہیں بلکہ فنون اور دستکاریاں سیکھنے میں بھی اہمیت رکھتے ہیں۔ کسی ملٹی گریڈ کلاس (Multigrade class) کی صورت حال میں اس طرح کی عمودی زمرہ بندی جس میں مختلف جماعتوں کے بچوں کو شامل کیا جاتا ہے اور جس میں مختلف زمراتِ عمر کے بچوں سے ایک ہی طرح کا کام کرایا جاتا ہے درمیانی طور پر ممکن اور ٹھوس اور درسیاتی منصوبہ فراہم کرسکتی ہے۔

2.4.3 آموزشی تجربات کی تشکیل

آموزش تفویض کا معیار اس کی صلاحیت آموزش اور طالب علم کے لیے اس کی قدر و قیمت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ایسی تفویضات جو بہت زیادہ آسان یا بہت زیادہ مشکل ہوں، جن کی تکرار ہو اور مشینی انداز کی ہوں، جن کی بنیاد متن کو ذہن میں تازہ کرنے پر ہو، جن سے بچے کو اپنے خیالات کا اظہار اور سوالات کرنے کا موقع نہ ملے اور جنھیں درست کرنے کے لیے پوری طرح استاد پر انحصار کرنا پڑے ان سے بچہ میں خاموشی سے فرمانبرداری کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

تشکیلی آموزش کی صورت

عمل	سائنس	زبان
	صورتِ حال طالب علم پستانیہ کا ایک مضمون پڑھ کر الگ الگ مقام پر ان کی زندگی کو لے کر فلم بھی دیکھتے ہیں۔ اس طرح کے واقعات یا سرگرمیوں میں ان کو گروپ میں زمین پر یا پانی میں چلتے دکھایا جاتا ہے۔ ان کو چرتے ہوئے، شکار کرتے ہوئے، جنم دیتے ہوئے یا اس سے وابستہ دیگر سرگرمیاں کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔	صورتِ حال طلبا ''کابلی والا'' کہانی پڑھتے ہیں بعد میں ان کو اس کے پس منظر سے جڑے کچھ اسکیچ اور کہانی کے کچھ مناظر مختصر بیان کے ساتھ دیے جاتے ہیں۔ کچھ طلبا اسکیچ میں دیے گئے ایک یا دو مناظر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ طلبا ان مناظر کے مظاہرے کو دیکھتے ہیں۔
مشاہدہ	طالب علم پستانیہ کے ہم رویوں یا اہم واقعات کی بنیاد پر ایک نوٹ درج کرتے ہیں۔	طلبا مناظر کا مظاہرہ دیکھتے ہیں۔
سیاق وسباق سے مناسبت	وہ اپنے تجربے کو متن سے جوڑ کر دیکھتے ہیں۔	طلبا کہانی کے متن کو اس سے متعلق پس منظری مواد کی تصویر (Illustration) سے ملا کر دیکھتے ہیں۔
ادراکی کارآموزی	استاد یہ بتاتا ہے کہ کس طرح ایک پستانیہ کی مثال دے کر اس طرح کی معلومات کی تشریح اور تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔	ایک منظر کے مظاہرے کے ذریعہ استاد ایک نمونہ پیش کرتا ہے کہ کس طرح کہانی کے متن کو پس منظری مواد کی تصاویر (Illustration) کے ساتھ مربوط کیا جاسکتا ہے۔
معاونت	طلبا کلاس روم میں پیش کیے گئے گروپ بناتے ہیں جبکہ استاد اس عمل میں ان کی رہنمائی کرتا ہے اور مشورے دیتا ہے۔	طلبا گروپ میں نقشہ تیار کرتے ہیں۔ استاد اس عمل میں ان کی رہنمائی کرتا ہے۔
تفہیم کی تشکیل	بچے زمین پر یا پانی میں رہنے والے پستانیہ یعنی تھن دار جانور کے بارے میں اپنے مفروضات کی تصدیق کے لیے اس کا تجزیہ کرتے ہیں اور اسے شکل دیتے ہیں۔	وہ کہانی سے متعلق اپنی تعبیرات کا تجزیہ کرتے ہیں اور انھیں شکل دیتے ہیں۔
کثیر جہتی تشریح	طلبا تشریح پیش کرتے ہیں اور اپنے تجزیہ اور سبق کی مدد سے گروپ کے اندر اور باہر اپنے منطق کو ثابت کرتے ہیں۔ ثبوت اور محنت کے ذریعہ کس طرح سے اعداد و شمار کی تفہیم کرتے ہیں اور جواب حاصل کرتے ہیں۔	گروپ کے اندر اور باہر تشریح کا تجزیہ کرکے وہ یہ سمجھ قائم کرتے ہیں کہ کیسے ''کابلی والا'' کہانی سے متعلق لوگوں کا ردِعمل الگ الگ ہوسکتا ہے۔
کثیر جہتی اظہار	اس عمل میں آگے پیچھے جاتے ہوئے اور ہر حوالے کو پستانیہ کے مختلف رویوں اور واقعات سے جوڑنے کے عمل میں طلبا کو ان کے حرکات وسکنات کی بنیادی سچائی بیان ہوجاتی ہے۔	سبق اور اس سے جڑے اسکیچز اور دیگر اثرات کی بنیاد پر طلبا یہ دیکھتے ہیں کہ ایک جیسے کردار اور موضوعات کس طرح سے کئی انداز سے بیان ہوسکتے ہیں

استاد کا کردار: اس سیاق میں استاد ایک سہولیت فراہم کردہ شخص ہوتا ہے جو طلبا کی معلومات کی تشکیل کے عمل میں ردِعمل، تجرید اور تشریح کے لیے حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

2.4.4 منصوبہ بندی کے طریقے

ہمارے طریقۂ تعلیم کی بنیاد اب بھی ان محدود منصوبۂ سبق پر ہے جن کا مقصد قابل پیمائش رویوں کا تعین ہے۔ اس نظریہ کے مطابق بچہ اس مخلوق کی طرح ہے جس کی تربیت کی جاسکتی ہے یا کمپیوٹر کی طرح ہے جس کو پروگرام کیا جاسکتا ہے۔ اسی لیے نتائج اور معلومات کے ٹکڑوں میں بٹے ہوئے علم کو پیش کرنے پر زور بہت زیادہ ہوتا ہے جسے بچوں کو تعلیم دینے کے بعد متن سے یا سرگرمیوں کے ذریعے براہِ راست یاد کرلیا جائے گا اور آخر میں اس کا جائزہ لیا جائے گا کہ بچے نے جو کچھ سیکھا تھا وہ اسے یاد ہے یا نہیں۔ اس کے بجائے ہمیں بچے کو ہر وقت علم کی تعمیر کرنے والے شخص کی حیثیت سے دیکھنا چاہیے یہ بات ریاضی اور سائنس زبان اور سماجی علم جیسے وقوفی مضامین پر ہی نہیں بلکہ یکساں طور پر اقدار، مہارتوں اور رویوں پر بھی صادق آتی ہے۔

آموزگار کے بارے میں یہ نظریہ شاید بہت واضح نظر آتا ہو لیکن درحقیقت بہت سے اساتذہ جائزہ کاروں اور درسی کتاب کے مصنفوں میں اب بھی اس عزم کی کمی ہے جس سے یہ بات حقیقت بن سکتی ہے۔

- ''سرگرمی'' کی اصطلاح ابتدائی اسکولوں کے بیشتر اساتذہ کے رجسٹر کا حصہ ہے لیکن عام طور پر اسے ہربرٹ کے منصوبہ سبق میں اسے محض جڑ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہر سبق کے بعد اب بھی نتائج کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اب اہلیتوں کی بات زیادہ کی جاتی ہے لیکن یہ اہلیتیں اب بھی نتائج کے انداز میں اسباق کے ساتھ ہی ٹکی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس کے بجائے اساتذہ کو ہر موضوع کے لیے چار یا پانچ نشستوں کی اکائیوں کی منصوبہ بندی کی صلاحیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ مختلف حالات میں اور مختلف طریقوں سے اہلیتوں

تجربات کی تنظیم

کسی چیز کو حقیقی صورت حال میں دیکھنا مثلاً بیج کے اکھوے پھوٹنے کا عمل یادودھ جمع کئے جانے کے مختلف مراحل کا مشاہدہ، ڈیری فارم میں مختلف طرح کی مصنوعات کی تیاری اور ان کی ڈبہ بندی۔

کسی ورزش میں شرکت جس میں جسم اور دماغ دونوں سے کام لیا جائے مثلاً کس موضوع پر کردار ادا کرنے سے متعلق منصوبہ بندی اور اس کی پیش کش کسی چیز کے بارے میں جو بچے کے تجربے میں آتی ہو، بات کرنااور اس پر غور کرنا (مثلاً خاندان یا معاشرے میں معنی تفریق کی روایات پر مکالمہ یا اعداد کو استعمال کرنے والا ذہنی کھیل)

کوئی چیز بنانا مثلاً گیئردار والے پہیوں کا سسٹم یا چرخیوں کے نظام کی مدد سے وزن اٹھانے کا تجربہ کرنا۔

تجربہ کے بعد اساتذہ مباحثہ کراسکتے ھیں، کوئی مشق کراسکتے ھیں جس میں لکھنا ڈرائنگ بنانا اور پیش کش شامل ھوں۔ استاد بچوں کے ساتھ مل کر ان سوالوں کی نشاندھی کرسکتا ھے جس کے بارے میں سوچنا ھو اور جن کا جواب دینا ھو۔

استاد تجربے کو درسی کتاب کے علم اور دیگر جوابوں سے جوڑ سکتا اوراس تجربے کو وسیع کرسکتا ھے اس طرح کے تجربے اور بعد تجرباتی مشاغل اسکولی تعلیم کی کسی بھی سطح پر موثر ثابت ھوسکتے ھیں۔ وقت کے ساتھ صرف تجربے کی نوعیت اور پیچیدگی کی ھی ضرورت ھوگی۔ زبان تجربات کو منتظم کرنے کی دلیل ھے اس لیے تجربے کی نوعیت اور زبان کی نشوونما کی سطح میں موزوں مطابقت ھونی چاھیے۔

ایسی صورت میں بچے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان میں سوچنے اور بحث کرنے کی صلاحیت نہیں ہے اور یہ کہ علم کی تشکیل دوسرے لوگ کرتے ہیں اور یہ کہ انھیں صرف اس علم کو حاصل کرنا ہے۔ یہ ذمہ داری استاد کی ہے کہ وہ بچوں کو سیکھنے کی تحریک دے جو فطری طور پر آمادہ نہیں ہوتے۔ طلبا یہ قبول کر لیتے ہے کہ انھیں کنٹرول کیا جائے اور وہ عادی ہو جاتے ہیں کہ اُن میں کنٹرول کیے جانے کی خواہش کرنا سیکھ لیتے ہیں۔ اگر آموزش کا مقصد بچے کو با اختیار بنانا ہے تو یہ باتیں آخر کار اس مقصد کے لیے ضروری وقوفی خود انعکاسیت اور لچکداری کی نشوونما کے لیے نقصان دہ ہے۔ ساتویں جماعت میں پہنچنے تک ایسے بہت سے بچے جن کی پرورش اس طرح کے آموزشی ماحول میں ہوتی ہے خود اعتمادی اور اپنے خیالات کے اظہار اور اسکول میں حاصل کیے گئے تجربات سے معنی اخذ کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتے ہیں وہ امتحانات میں کامیاب ہونے کے لیے بار بار رٹنے کے تکنیکی عمل کا سہارا لیتے ہیں۔

اس کے بجائے جو کھم بھری اور آزادانہ سوچ کا موقع دینے والی تفویضات اور مسائل حل کرنے کے مختلف طریقے، بچوں کو آزادی، تخلیقیت اور خود ضبطی کی ترغیب دیتے ہیں۔ معمہ حل کرنے، فوری جواب دینے اور ہمیشہ صحیح جواب جاننے کے کلچر کے بجائے ہمیں طلبا کو زیادہ گہری بامعنی آموزش پر زیادہ وقت صرف کرنے کا موقع دینے کی ضرورت ہے۔

یہ یقینی بنانے کے لیے تشکیل دی گئی تفویضات کو بچوں کو درسی کتابوں کے بجائے مقامات ومناظر سے اپنے ذاتی تجربہ سے، گھر اور معاشرے اور لوگوں کے تجربے سے، لائبریریوں سے اور اسکول کے باہر دیگر مقامات سے علم اخذ کرنے کی ترغیب دی جائے گی، اس نظریے کا اظہار کرتی ہیں کہ آموزش اور علم کو اخذ کر کے ان کو با اعتبار بنا کر اس کی تعمیر کی جاتی ہے اور یہ کہ درسی کتاب اور استاد دونوں میں سے کوئی بھی تعلیم کا واحد ذریعہ نہیں ہے۔ اس ضمن میں ثقافتی ورثہ کے مقامات کو آموزشی مقامات کی حیثیت سے بڑی اہمیت حاصل ہے صرف تاریخ کے استاد کو ہی نہیں بلکہ تمام مضامین کے استادوں کو اپنے زیر نگرانی بچوں میں آثارِ قدیمہ سے متعلق اہمیت کے مقامات کے لیے احترام کا احساس اور ان کی اہمیت کو جاننے اور سمجھنے کی خواہش پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

حالیہ چند برسوں میں پہلی اور دوسری جماعت کے کلاس روم کے ماحول اور درسیات کی منصوبہ بندی کو بہتر بنانے کی کوششیں ہوئی ہیں یہاں اس کے جائزے اور استحکام وہیں نسبتاً بڑی عمر کے بچوں کے لیے آموزشی تجربات کی تشکیل کے مسائل پر غور کرنے کی بھی ضرورت ہے جس سے انھیں تصورات کو سمجھنے اور اپنے سیکھے ہوئے علم کی تخلیق کرنے اور اس کو اپنانے میں مدد ملے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ واقعاتی علم کی طرف سے تھوڑی سے توجہ ہٹی ہے لیکن اساتذہ کی تیاری، کلاس روم کی مشق کی منصوبہ بندی، درسی کتاب کی تیاری اور اندازِ قدر کو زیادہ فیصلہ کن طور پر اس تبدیلی میں مددگار ہونا چاہیے۔

ضرورت اس کی ہے کہ منصوبہ بندی کی لچکداری اور درسی کتاب کے مواد کو ضرورت کے مطابق ڈھالنے کے عمل کو موضوع دار آموزش کی ترتیب سے ہم آہنگ کیا جائے تاکہ قومی تعلیمی پالیسی 1986 کے سخت گیر تقسیم کو ختم کرنے کے مقصد کی طرف قدم بڑھایا جاسکے۔ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ بچوں کی آموزش کی ضروریات اور مطالبات کا لحاظ رکھتے ہوئے تدریسی کی خودکار منصوبہ بندی کے لیے اساتذہ کی صلاحیتوں اور اعتماد میں بہتری لائی جائے۔ درسیاتی اصلاحات کی کوششیں اب بھی بڑی حد تک مرکزیت کا شکار ہیں۔ موثر لامرکزیت، کلکٹر اور بلاک ریسورس سینٹر کی سرگرم شرکت، مقامی خصوصی ماہرین اور اساتذہ کے لیے وسائل اور حوالہ جاتی مواد کی دستیابی کے ذریعے ممکن ہوگی۔

پر موضوعاتی عنوانات وضع کرنے کی ضرورت ہوگی تاکہ وہ بچوں کے معیار کے مطابق تیار کردہ مشقوں میں اُنھیں مصروف کرسکیں۔

- کلاس روم میں اساتذہ کے اپنائے گئے طریقوں، ان کے استعمال میں آنے والی اشیا اور اندازۂ قدر کے لیے اختیار کی جانے والی تکنیکوں کے درمیان مطابقت ہونا چاہیے۔

2.4.5 تنقیدی فنِ تدریس

کلاس روم میں استاد اور طالب علم دونوں کا مصروف ہونا ضروری ہے کیونکہ اسی سے اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ کس کی معلومات اسکول سے متعلق علم کا حصہ بنے گی اور کس کے خیالات اسے شکل دیں گے۔ طلبا محض کم عمر افراد نہیں ہیں جن کے لیے بالغ لوگ حل تلاش کریں۔ وہ اپنے حالات اور ضروریات کا بہت باریکی سے مشاہدہ کرتے ہیں اور اس لیے انھیں اپنی تعلیم اور آئندہ مواقع سے متعلق مباحث اور حل تلاش کرنے کے عمل میں شریک کیا جانا چاہیے۔ اس لیے بچوں کو اس سے باخبر ہونے کی ضرورت ہے کہ ان کے تجربات اور تصورات اہمیت رکھتے ہیں۔ آزادانہ طور پر سوچنے اور استدلال اور اختلاف کرنے کی ہمت جمع کرنے کے لیے درکار ذہنی مہارتوں کی بہتری کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ اسکول سے بچے جو کچھ سیکھتے ہیں یعنی ان کی اہلیتیں، آموزشی صلاحیتیں اور معلومات کی بنیاد اور جو کچھ وہ اسکول میں لاتے ہیں آموزشی عمل کو مزید بہتر بنانے کے لیے اہم ہیں۔ محروم طبقات سے تعلق رکھنے والے بچوں خصوصاً لڑکیوں کے لیے یہ بات اور بھی ضروری ہوجاتی ہے کیونکہ جن دنیاؤں میں وہ رہتے ہیں اور ان کے حقائق کی صحیح طور پر نمائندگی اسکول میں دی جانے والی تعلیم میں نہیں ہوتی۔

شمولیتی آموزش اور تدریس احساس اور تجربے کو کلاس روم میں یقینی اور اہم مقام دیا جانا چاہیے چونکہ کلاس میں شرکت ایک مضبوط حکمتِ عملی ہے یہ جب صرف رسم بن کر رہ جاتی ہے تو اپنی درسیاتی قدر و قیمت کھو بیٹھتی ہے یا محض اساتذہ کے ذاتی مقاصد کے حصول کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ حقیقی شمولیت طلبا اور اساتذہ دونوں کے تجربات سے شروع ہوتی ہے۔

جب طلبا اور اساتذہ فیصلے سے بے خوف ہو کر اپنے انفرادی اور اجتماعی تجربات میں اشتراک کرتے ہیں اور ان پر غور کرتے ہیں تو

تنقیدی فن تدریس مسائل کے سیاسی، سماجی، معاشی اور اخلاقی پہلوئوں کے اعتبار سے ان پر تنقیدی طور پر غور کرنے کا موقع دیتی ھے۔ اس میں سماجی مسائل پر مختلف خیالات کی قبولیت اور تعامل کی جمھوری شکلوں سے وفاداری شامل ھے جن کثیر جھتی سے سیاقوں میں ھمارے اسکول کام کرتے ھیں ان کے پیش نظر یہ بات اھم ھے۔ تنقیدی دائرہ کار بچوں کو سماجی مسائل پر مختلف منازل میں غور کرنے اوریہ سمجھنے میں کہ اس طرح کے مسائل ان کی زندگیوں سے کیسے مربوط ھیں بچوں کی مدد کرتا ھے۔ مثلاً ایك طرز زندگی کے طور پر جمھوریت کا شعور ایسے طریقے سے پیدا کیا جاسکتا ھے جھاں بچے یہ غور کریں کہ دوسروں کااحترام کیسے کریں گے (یعنی دوستوں، پڑوسیوں، صنف نازك، بزرگوں وغیرہ کا احترام)، وہ چیزوں کے درمیان انتخابات کیسے کریں گے (مثلاً مشاغل، کھیل، احباب، پیشہ وغیرہ) اور وہ فیصلہ سازی کی عادت کیسے پیدا کریں گے۔ اسی طرح انسانی حقوق، ذات، مذھب اور صنف پر بچے تنقیدی طور پر غور کرسکتے ھیں تاکہ وہ دیکھیں کہ یہ مسائل ان کی زندگی سے کس طرح جڑے ھوئے ھیں اور یہ بھی کہ کیسے طرح طرح کی نا برابریوں کا دائرہ وسیع ھوتا جاتاھے اور وہ سماج میں مسلسل باقی رھتی ھیں۔ تنقیدی فنِ تدریس آزادانہ مباحثے اور مختلف خیالات کی حوصلہ افزائی کرکے اور انھیں تسلیم کرکے اجتماعی فیصلہ سازی میں آسانی پیدا کرتی ھے۔

(Competencies) کو استعمال کرنے کے بار بار مواقع کے ذریعے بھی سمجھ بوجھ اور اہلیتوں کو بہتر بنانا ممکن ہے۔ اگرچہ ہم سمجھ بوجھ اور مہارتوں میں بہتری کا جائزہ کسی اکائی کے خاتمہ پر لیا جاسکتا ہے اور آگے چل کر کسی وقت دوبارہ غور کیا جاسکتا ہے اہلیتوں کے جائزہ کے وقفے کو طویل تر بنانے کی ضرورت ہے۔

- سرگرمیاں بچوں کی ضروریات اور ان کی مختلف دلچسپی کی مختلف سطحوں کے اعتبار سے ان پر انفرادی توجہ دینے اور کسی تفویض میں رد و بدل کرنے میں مددگار ہوسکتی ہیں۔ درحقیقت اساتذہ بھی کلاس کے کام کی منصوبہ بندی میں بچوں اور نسبتاً زیادہ عمر کے بچوں کو شامل کرنے پر غور کرسکتے ہیں۔ اس طرح کا تنوع کلاس روم چلانے کے طریقوں میں زبردست بہتری لائے گا۔ اس سے اساتذہ کو بعض خصوصی ضروریات والے بچوں پر توجہ دینے کا موقع بھی ملے گا اور انھیں کلاس میں ایسا بھی نہیں لگے گا کہ کچھ بچے غیر معمولی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر بچے کی آموزش میں استاد کی اب بھی کافی شرکت نہیں ہو پارہی ہے۔ بچوں کے ساتھ مجموعی سلوک کیا جاتا ہے اور صرف 'نمایاں' اور مسئلہ کن سمجھے جانے والے بچوں ہی پر توجہ دی جاتی ہے۔ اس توجہ کا فائدہ تمام بچوں کو پہنچنا چاہیے۔
- شمولیتی کلاس کے لیے کسی منصوبہ سبق یا منصوبہ اکائی میں یہ ظاہر کیا جانا چاہیے کہ بچوں کی مختلف ضروریات کی تکمیل کے لیے استاد جاری سرگرمی میں کیسے ترمیم کرتا ہے۔ آموزش میں ناکامی کا حل سرِدست تکنیکی طور پر اصطلاحاتی طریقوں سے ڈھونڈ لیا جاتا ہے جس کا مطلب ہے محض اسباق کو دہرا دینا۔ بہت سے اساتذہ مسائل کو حل کرنے کے طریقے تلاش کررہے ہیں جن کا سامنا بعض بچوں کو ہوسکتا ہے انھیں اب بھی بچوں کی اچھائیوں کو بہتر بنا کر ان کے لیے آموزش کو شخصی شکل دینا ہوتا ہے۔
- اساتذہ کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اسباق کی منصوبہ بندی کیسے کی جائے تاکہ بچوں کو سوچنے پر اُکسایا جائے اور جو کچھ وہ سیکھ رہے ہیں اسے آزمائیں نہ صرف یہ کہ بتائی گئی باتوں کو دہرائیں۔ ایک نیا مسئلہ یہ بھی ہے کہ گرمیوں اور کھیل کھیل میں سکھانے کے طریقوں کے نام پر آموزش کے ایک بڑے حصّے کو بچوں سے ان کی صلاحیت کے معیار سے کم تر کام کروا کر ہلکا کیا جارہا ہے۔ تشویش کی ایک بات یہ ہے کہ مشاغل پر زیادہ توجہ دینے سے زیادہ وقت خرچ ہوتا اور اس سے اساتذہ سے زیادہ مطالبات کیے جانے لگیں گے۔ یقیناً سرگرمیوں کے لیے ضروری ہوگا کہ ان کی منصوبہ بندی اور تیاری پر وقت لگایا جائے۔ ابتدائی طور پر اساتذہ کو مشاغل کے لیے کلاس روم کلچر قائم کرنے اور جگہ اور اشیا کے استعمال کا ضابطہ تشکیل دینے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔
- شخصی مختصر گروہ اور مکمل گروہ کے کام کے لیے موزوں مادی مسائل کے ذریعے کی کئی منصوبہ بندی، کثیر زمراتی (Multi grade) یا عمودی طور پر زمرہ بند کلاس روم کے موثر انتظام اور تدریس کی کلید ہے۔ یک زمری درسی کتابوں پر مبنی منصوبہ سبق کو دہرانے کا تماشا دکھانے کے طریقے تلاش کرنے کے بجائے اساتذہ کو پیشگی طور

موازنہ کرنے اور خود اس کے ماحول کے اپنے حالات کے بارے میں سوچنے کی ترغیب دے کر پیدا کی جاسکتی ہے۔ خاتون اور دلت سماجی کارکنان نے بحث و مباحثہ، رائے دے کر اور تجزیے مضبوط ذریعے کے طور پر مضمون کا استعمال کیا ہے، علم کے ذخیرے مختلف شکلوں میں موجود ہیں۔ اس لیے یہ تمام شکلیں چاہے ٹیلی وژن پروگرام ہوں، اشتہارات ہوں، گیت اور گانے ہوں، تصویریں اور کارٹون ہوں انھیں خود آموز گاروں کے درمیان متحرک تعامل کی فضا پیدا کرنے کے لیے بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔

صنف، طبقے، ذات پات اور عالمی ادب مساوات کی مختلف شکلوں کا لحاظ رکھنے والا درسیاتی نظام نہ صرف مختلف انفرادی اور اجتماعی تجربات کو تسلیم کرتا ہے بلکہ انھیں اقتدار کے وسیع تر دائروں میں بھی رکھتا ہے اور اس طرح کے سوالات اٹھاتا ہے کہ کسے کس کی حمایت میں بولنے کی اجازت ہے؟ کس کا علم اہم ترین ہے؟ اس کے لیے الگ الگ طلبا کے لیے مختلف تدابیر وضع کی جانے کی ضرورت ہے مثال کے طور پر کلاس میں بے جھجک بولنے کی حوصلہ افزائی بعض بچوں کے لیے اہم ہوسکتی ہے جبکہ دیگر بچوں کے لیے دوسروں کی بات کو غور سے سننے کی اہمیت ہوسکتی ہے۔

اساتذہ کا کام بچوں کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور اس کے ساتھ ہی تعاملات کی بعض شکلیں تعمیر کرنے کے لیے محفوظ جگہ فراہم کرنا ہے انھیں اخلاق تحکم کے کردار کے دائرے سے باہر نکلنے اور دردمندی اور بغیر فیصلہ دیے ہوئے سننے اور بچوں کو لے کر دوسرے کی بات سننے کا موقع دینے کی ضرورت ہے۔ آموزگار کی فہم کو ٹھوس شکل دینے اور تعمیری طور پر اس کے دائرے کو وسیع کرنے کے دوران انھیں یہ محسوس کرنے کی ضرورت ہے کہ اختلافات کا اظہار کیسے کیا جاتا ہے۔ اعتماد کی فضا کلاس روم کو ایک ایسی معقول جگہ بنا دیتا ہے جہاں بچے اپنے تجربات میں دوسروں کو شامل کرسکیں جہاں اختلاف کو تسلیم کیا جائے اور اس پر تعمیری انداز میں سوالات کیے جائیں اور جہاں عکس کردہ نتائج خواہ وہ کتنے بھی عارضی ہوں پر آپس میں غور کیا جائے خاص طور پر لڑکیوں اور محروم سماجی طبقات سے تعلق رکھنے والے بچوں کے لیے اسکولوں اور کلاس روموں میں فیصلہ سازی کے عمل پر بحث کرنے ان کے فیصلوں کی بنیاد پر سوال کرنے اور دانستہ، انتخابات کرنے کی جگہ کی حیثیت دی جانی چاہیے۔

2.5 علم اور فہم

یہ سوال کہ بچوں کو کیا پڑھایا جائے؟ ایک نسبتاً گہرے سوال سے اخذ کیا گیا ہے کہ تعلیم میں کن مقاصد کی تکمیل کی جانی چاہیے؟ اس کا جواب ہے صلاحیتوں اور اخلاق کی ایک ایسی بصیرت اور معاشرے کے سماجی، سیاسی اور ثقافتی تصور جو ہر فرد میں موجود ہونے چاہئیں۔ یہ کوئی اکہرا مقصد نہیں ہے بلکہ مقاصد کا مجموعہ ہے اس لیے منتخب کیے گئے مواد کو بھی اس پورے مجموعہ مقاصد کے ساتھ انصاف کرنا چاہیے یعنی یہ کہ اس کو جامع اور متوازن ہونا چاہیے۔ درسیات میں ان تجربات کو پیش کیے جانے کی ضرورت ہے جو تعقل کی صلاحیتوں، مختلف میدانوں کے ذریعے دنیا کی سمجھ کے تدریجی تعارف کے ذریعے جمالیاتی، فہم اور دوسروں سے متعلق حساسیت، معاشی اعمال میں تعاون، اور شرکت کو فروغ دیں اس سیکشن میں علم و فہم کی شکلوں سے دانستہ درسیاتی انتخابات کرنے اور مواد کے تئیں طریقہ کار اختیار کرنے کے لیے ضروری عناصر کے طور پر بحث کی گئی ہے۔

علم کو زبان کے ذریعے خیال کے نمونوں (تصورات کے ڈھانچوں) میں منظم کیا گیا تجربہ تصور کیا جاسکتا ہے جس سے ایسے معنی کی تخلیق ہوتی ہے جو نتیجتاً ہمیں اپنی دنیا کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

مسلمّہ تصورات کو کیوں باقی رہنا چاہیے؟

ایک گہری تشویش کا موضوع حاشیہ نشین گروہوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کے بارے میں مسلمّہ تصورات کا قائم رہنا بھی ایک ان گروہوں میں درج فہرست ذاتیں اور قبیلے شامل ہیں جنھیں روایتی طورپر اسکولی تعلیم یا آموزش کی سہولت حاصل نہیں ہوتی۔ بعض آموز گاروں کوتاریخی طور پر ناقابلِ تربیت، کم قابلِ تربیت، سُست آموز اوریہاں تک کے آموزش بے زار تصور کیا گیا ہے۔ اس طرح کا مسلمّہ تصور لڑکیوں کے بارے میں بھی ہے جو اس خیال کی افزائی کرتا ہے کہ وہ کھیل کود میں یا ریاضی اور سائنس میں دلچسپی نہیں رکھتیں اس کے علاوہ کچھ ایک مسلمّہ تصورات کا اطلاق معذوریوں سے متاثر بچوں پر کیا جاتاہے اور اس طرح اس خیال کی توسیع کی جاتی ہے کہ انہیں الگ بچوں کے ساتھ ہی پڑھایا جاسکتا۔ ان تصورات کی بنیاد اس خیال پر ہوتی ہے کہ کم تری اور نابرابری صنف، ذات اور جسمانی اور ذہنی،معذوری کی فطرت میں موجود ہیں۔ کامیابی کی کہانیاں بھی ہیں لیکن کافی بڑی تعداد ان آموز گاروں کی ہے جو ناکام ہوجاتے ہیں اور اس طرح نا تکمیلیت کے احساس کو اپنے مزاج کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ مساوات کا دستوری اقدار کو تسلیم کیا جانا اسی حالت میں ممکن ہے جب ہم تمام بچوں سے برابری کا سلوک کرنے والے اساتذہ تیار کریں۔ ہمیں ایسے استادوں کو تربیت دینے کی ضرورت ہے جو بچوں کو اس ثقافتی اور سماجی اور معاشرتی تنوع کو سمجھنے میں مدد دیں جو بچے اپنے ساتھ اسکول میں لاتے ہیں۔

آج ہمارے بہت سے اسکولوں میں اسکول جانے والی پہلی نسل سے تعلق رکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ جب بچے کا گھر رسمی اسکولی تعلیم میں کوئی براہِ راست مدد دیتا ہو تو فنِ تدریس کو نیا رُخ دیا جانا چاہیے۔ مثال کے طور پر اسکول جانے والوں کی پہلی نسل پڑھنے اور لکھنے کی مہارتیں پیدا کرنے اور پڑھنے کے ذوق کو فروغ دینے کے لیے اور اسکول کی زبان اور ثقافت سے واقف ہونے خصوصاً جب گھر کی زبان اسکول کی زبان سے مختلف ہوپوری طرح اسکول پر انحصار کرے گی۔ انھیں واقعی اس پوری مدد کی ضرورت ہے جو وہ حاصل کرسکتے ہوں اس طرح کے بہت سے بچے گھر کے حالات سے متاثر ہوتے ہیں جس سے وہ اسکول کے اوقات کی پابندی نہ کرنے، کلاس میں پابندی سے نہ جانے اور توجہ سے کام نہ کرنے کے عادی بن سکتے ہیں۔ بچوں کو اس طرح کی پابندیوں اور درسیات کو اور ان حالات کے تئیں حساس بنا کر بین منطقاتی تعاون کو حرکت میں لانا بہت ضروری ہے۔

اسی سے انھیں ان دیگر لوگوں کے بارے میں جاننے کے مواقع ملتے ہیں جو ہوسکتا ہے خود ان کی سماجی حقیقت کا حصہ نہ ہوں جس سے انھیں فرق اور اختلاف سے ڈرنے کے بجائے انھیں سمجھنے اور ان میں گھلنے ملنے میں مدد ملتی ہے۔ اگر بچوں کے سماجی تجربات کو کلاس روم میں بروئے کار لایا جائے تو اختلاف و تصادم کے مسائل کو حل کرنا ناگزیر ہوجائے گا۔ تصادم بچوں کی زندگی کا ایک اٹوٹ حصہ ہے انھیں مستقل ایسے حالات سے واسطہ پڑتا ہے جو اخلاقی جائزے اور اقدام کا تقاضہ کرتے ہیں چاہے اس کا تعلق خود ان کے بارے میں تصادم کے موضوع، تجربات، خاندان اور سماج سے ہو یا آس پاس کی دنیا میں پرتشدد تصادم سے متاثر ہونے سے ہو۔ تصادم کو درسیاتی حکمتِ عملی کے طور پر استعمال کرنا تصادم پر قابو پانے اور اس کی نوعیت سے آگاہی پیدا کرنے اور ان کی زندگیوں میں اس کے کردار کو سمجھانے میں مدد دیتا ہے۔

حاصل کیے گئے علم پر تنقیدی انداز میں سوال قائم کرنے کی عادت یہ علم کسی 'جانبدار' درسی کتاب میں ہو یا بچے کے اپنے ماحول میں پائے جانے والے ادبی مواد میں ہو، بچے کو رائے زنی کرنے،

ہمارے مقاصد کے لیے نمایاں طور پر اہم ہوں، جو مزید ترقی کا امکان رکھتی ہوں اور جن کے بارے میں ہم کچھ درسیاتی علم رکھتے ہوں۔

2.5.1 بنیادی صلاحیتیں

بچوں کی بنیادی صلاحیتیں وہ ہیں جو ان کی فہم، اقدار اور مہارتوں کی نشوونما کی وسیع بنیاد کی تشکیل کرتی ہوں۔

(a) **زبان** اور اظہار کی دیگر شکلیں، معنی اخذ کرنے اور دوسروں کے ساتھ اشتراک کی بنیاد فراہم کرتے ہیں وہ سمجھ بوجھ اور علم کی نشوونما کے امکانات پیدا کرتی ہیں اور علامتوں سے کام لینے، نشانات استعمال کرنے اور یاد کرنے کی صلاحیت بھی پیدا کرتی ہیں۔

بچے کے لیے زبان کی نشوونما اس کی سمجھ اور شناخت اور دوسروں کے ساتھ ملنے جلنے کی صلاحیت کے بھی مترادف ہے۔ ان ملفوظی زبانوں سے ہی نہیں ہے جن کا باقاعدہ رسم الخط ہو بلکہ رسم الخط سے عاری زبانوں، اشاراتی زبانوں، بریل اور نمائشی فنون سے بھی ہے جو معنی اخذ کرتی اور اظہار کی بنیادیں فراہم کرتی ہیں۔

(b) **رشتوں کی تشکیل اور برقراری**۔ سماجی دنیا، طبعی دنیا، خود اپنے سے، جذباتی ثروت مندی، احساسیت اور اقدار سے۔ اس سے زندگی کو مفہوم ملتا ہے اور اسے جذباتی بنیاد اور مقصد فراہم ہوتا ہے۔ یہ اخلاق اور اطوار کی بھی بنیاد ہے۔

(c) **کام اور عمل** میں جسمانی حرکات اور خیال اور ارادے میں مطابقت شامل ہے جس کی بنیاد مہارت اور سمجھ اور خود کو کسی مقصد کے حصول یا کسی شے کی تخلیق کی راہ پر ڈالنے سے۔ اس میں اوزار اور ٹیکنولوجیوں کو استعمال کرنا اور اشیا اور تجربات میں تدبیر کو بروئے کار لانا اور ترسیل کی صلاحیت بھی شامل ہے۔

2.5.2 علم کی عملی شکل

انسانی سرگرمیوں اور اعمال کا ایک وسیع سلسلہ سماجی زندگی اور ثقافت کو زندہ رکھتا ہے، بنائی، نجاری، برتن سازی، کاشتکاری، دکانداری جیسی حرفتیں، بصری فنون اور کھیل کود کے ساتھ مل کر علم کی ایک قابل قدر شکل بناتی ہیں، علم کی یہ شکلیں عملی نوعیت کی ہیں، ضمنی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کا اظہار اکثر جزوی طور پر ہوتا ہے۔ ان میں سے کئی صلاحیتیں ایسی ہیں جن کی نشوونما کی جاتی ہے۔

ان میں مفید اور جمالیاتی اہمیت کے سامانوں کے تصور اور تخیّل، کوئی سامان بنانے کے لیے چیزوں کو کام میں لانے کی صلاحیت خود اپنی صلاحیتوں کی واقفیت، جماعتی کام کی سمجھ اور صبر اور نظم وضبط کے رجحانات شامل ہیں۔ چاہے کسی چیز کو جانا ہو کوئی ڈرامہ سامعین کے سامنے پیش کیا جانا ہو یہ بات دونوں حالتوں پر صادق آتی ہے۔

ان مہارتوں کو مشاغل قرار دینے سے ہماری توجہ صرف ان چابکدستیوں کی طرف جاتی ہے جن کی ضرورت ہو لیکن سماجی اور طبعی دنیا کی معقول فہم اور خود اپنے بارے میں واقفیت کی طرف

> لکڑی کے فن جیسی دست کاری کے لیے تخیل کی تشکیل اور بنائی جانے والی چیز کے ڈیزائن، معاشرے میں اس کی افادیت کی فہم (معاشرتی۔ تہذیبی، جمالیاتی اور معاشی اہمیت)، دستیاب مواد کا علم، بنائی جانے والی شے کے معیار اور لاگت کے نقطۂ نظر سے مناسب، اس کا علم بھی کہ سامان کہاں سے ملے گا، شروع سے آخر تک سامان تیار کر لینے کی صلاحیت، اپنے ہنر کے ساتھ ساتھ دوسرے اشخاص سے موزوں مہارتوں کے استعمال کرنے کی صلاحیت کا ہونا، ضروری اوزاروں کا علم، معیار کی پرکھ، تخلیقی صلاحیت اور ہنرمندی میں یکتائی شامل ہے۔
>
> کبڈی جیسے کھیل کے لیے جسمانی توانائی اور استقلال، کھیل کے اصولوں کی معلومات، ہنر اور جسمانی چابک دستی، اپنی لیاقت کی سمجھ، ٹیم میں منصوبہ بنا کر ہم آہنگی کی صلاحیت، دوسری ٹیم کو جانچنے کی سمجھ اور جیتنے کے حکمت عملی ضروری ہوتی ہے۔

بولتی تصویریں

کلاس میں ایک ایسے مکان کی تصویر دکھائی جائے جہاں گھر کے مختلف افراد مختلف کاموں میں مشغول ہوں۔ فرق یہ ہے کہ والد کھانا پکا رہے ہوں، والدہ روشنی کا بلب لگا رہی ہوں، بیٹی سائیکل پر اسکول سے واپس آرہی ہو اور بیٹا گائے کا دودھ دوہ رہا ہو، دوسری بہن آم کے پیڑ پر چڑھ رہی ہو اور دوسرا بیٹا فرش پر جھاڑو لگا رہا ہو۔ دادا جان بٹن ٹانک رہے ہوں اور دادی حساب لگا رہی ہوں۔

بچوں سے تصویر کے بارے میں بات کرنے کے لیے کہیے۔

وہ کون سے 'کام' ہیں جنھیں وہ پہچان سکتے ہیں؟

کیا ایسا کوئی کام ہے جو ان لوگوں کو نہیں کرنا چاہیے؟

کیوں؟

محنت کی عظمت؟ مساوات اور جنس سے متعلق مباحثے میں شریک کیجیے۔

ہر فرد کو ایک خود کفیل اور مکمل فرد کی حیثیت حاصل ہے اس اہمیت پر بحث کیجیے۔

اسی نوعیت کی بحث دوسرے موضوعات پر بھی جیسے اچھے اور برے کام، کاموں کو ذات سے جوڑنے کی سوچ، اور کام کی قدر۔ اضافی نوعیت کے بارے میں بولتی تصویروں کی مدد سے کروائی جاسکتی ہیں۔

اسے مشاغل کے نمونوں یا خیال کے ذریعے جسمانی مشاقی نمونوں کا نام بھی دیا جاسکتا ہے جو دنیا میں عمل کرنے اور چیزوں کی تخلیق کرنے اور انھیں بنانے میں معاون ہوتے ہیں۔ انسانوں نے زمانے کے ساتھ ساتھ علم کے بہت سے ذخیرے بنائے ہیں جن میں سوچنے، محسوس کرنے اور کاموں کو کرنے اور مزید علم کی تعمیر کرنے کے طریقوں کا سرمایہ بھی شامل ہے۔ تمام بچوں کو خود اپنے لیے اس دولت کے ایک بڑے حصے کی ازسرِ نو تخلیق کرنی ہوتی ہے کیونکہ اس سے مزید سوچنے سمجھنے اور اس دنیا میں مناسب عمل کی بنیاد فراہم ہوتی ہے۔ علم کی تخلیق کے اس عمل میں معنی اخذ کرنا اور انسانی اعمال یعنی کام کو سیکھنا بھی اہم ہے۔ اس وسیع معنی میں علم کا تصور نہ صرف ایک نتیجے کے طور پر علم کو پرکھنے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے بلکہ ان بنیادی اصولوں کو سمجھنے میں بھی مدد دیتا ہے کہ اس کی تخلیق کیسے ہوتی ہے اسے منظّم کیسے کیا جاتا ہے۔ اس سے کون فائدہ اٹھاتا ہے اور وہ کس مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے ہمیں یہ اشارہ ملتا ہے کہ درسیاتی آموزش عمل پر اتنی ہی توجہ دی جانی چاہیے یعنی اس پر کہ بچے علم اور اس کی باز تشکیل میں کیسے مشغول ہوتے ہیں، جتنا کہ سکھائے جانے والے مواد پر۔

اگر دوسری جانب علم کو تیار شدہ سامان سمجھا جائے تو پھر اسے ایسی معلومات کی شکل میں منظّم کیا جائے گا جسے بچے کے دماغ پر منتقل کیا جاتا ہو۔ تب تو تعلیم کا سروکار انسانی علم کے اس خزانے کی حفاظت اور اس کی منتقلی سے رہ جائے گا۔ علم کے اس تصور تحت آموزگار کو ایک مجہول وصول کنندہ (Passive receiver) سمجھا جاتا ہے جبکہ پہلے والے تصور میں مشاہدے، احساس، غور و خوض، عمل اور اشتراک کے ذریعے فعال مشغولیت کی گنجائش ہے۔

درسیات ان صلاحیتوں کو فروغ دینے کا ایک منصوبہ ہے جو منتخب تعلیم مقاصد کے اصول میں مددگار ہوسکتے ہیں۔ انسانی صلاحیتوں کا سلسلہ بہت وسیع ہوتا ہے اور ہم تعلیم کے ذریعے ان سب کو ترقی نہیں دے سکتے اس لیے ان ہی صلاحیتوں سے سروکار رکھا جاتا ہے جو

داخلی حصہ ہوتے ہیں۔

ریاضیاتی نظاموں کی طرح سے علوم (Science) کے بھی تصورات ہوتے ہیں اور اکثر وہ نظریات کے ذریعے باہم مربوط ہوتے ہیں۔ علوم، طبعی دنیا کی تشریح اور توضیح کی کوششیں ہیں۔ اس کے تصورات میں جوہر، مقناطیسی میدان، خلیہ اور نیوٹرون شامل ہیں۔ سائنسی تحقیق وجستجو نظریے (مفروضات) کی بنیاد پر کی گئی پیش گوئیوں کی توثیق کے لیے مشاہدے اور تجربے کا تقاضا کرتی ہے جس کے لیے آلات اور انضباطی طریقوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔ نظریے کو رسمی شکل دینے اور نمونہ سازی کے لیے بعض اوقات ریاضی کا سہارا لینا پڑ سکتا ہے لیکن حقیقت کی پرکھ کے لیے ایسا صرف مشاہدہ کے حوالے سے کیا جائے گا، ریاضیاتی قیمت کے حوالے سے نہیں۔ یہاں کوشش ایک ایسا بیانیہ پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو کسی طور پر حقیقت سے مطابقت رکھتا ہو۔

سماجی علوم اور انسانیات اپنے مخصوص تصورات رکھتے ہیں مثلاً معاشرہ، جدید کاری، ثقافت، شناخت اور عوام۔ سماجی علوم کا مقصد معاشرے میں انسانوں اور انسانی گروہوں کی تعمیم زدہ اور تنقیدی فہم پیدا کرنا ہے۔ سماجی علوم سماجی دنیا کی تشریح وتوضیح اور اس سے متعلق پیش گوئی سے سروکار رکھتے ہیں۔ سماجی علوم ان مفروضات کا مطالعہ کرتے ہیں جو اجتماعی زندگی میں انسانی رویوں کے بارے میں قائم کئے جاتے ہیں اور ان کی توثیق کا انحصار آخر کار معاشرے میں کئے گئے مشاہدات پر ہوتا ہے۔ تشکیل علم کے عمل کے اعتبار سے سائنس اور سماجی علوم تقریباً ایک جیسے ہیں۔ لیکن دو فرق ایسے ہیں جو درسیاتی منصوبہ بندی میں گہری معنویت رکھتے ہیں۔ اول یہ کہ سماجی علوم اس انسانی رویہ کا مطالعہ کرتا ہے جو منطقی استدلال کے تابع ہوتی ہے جبکہ قدرت اسباب اور اثر کے تابع ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ سماجی علوم کے نتائج اکثر اخلاقیات اور موزونیت کے مسائل کو اٹھاتے ہیں جبکہ قدرتی مظاہر کو صرف سمجھا جاسکتا ہے اور اخلاقی سوالات اسی وقت اٹھائے جائیں گے جب وہ انسانی عمل کے دائرے میں آتے ہوں۔

آرٹ اور جمالیات میں کئی الفاظ مشترک ہیں مثلاً آہنگ، سُر تال، اظہار اور توازن اگرچہ انھیں نئے معنی پہنائے جاتے ہیں یا ان کے اطلاق کے طریقے نئے نئے ہیں آرٹ کی پیش کشوں کو نہ تو حقیقت کے مقابل پرکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان کی چھان بین سچائی کو جاننے کے لیے کی جاسکتی ہے۔ اگرچہ آرٹ میں موضوعی فیصلے قائم کرنے کی کافی گنجائش ہوتی ہے اچھائی اور برائی کے تنقیدی جائزے کے لیے فن کارانہ تخیّل کی تعلیم دینا بھی ممکن ہے۔

اخلاقیات کا تعلق تمام انسانی اقدار اور ان ضابطوں، اصولوں، معیاروں اور آدرشوں سے ہوتا ہے جو انھیں اظہار کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے عمل اور انتخاب کے تعلق سے اخلاقیات کو فہم کی تمام شکلوں سے برتر سمجھنا چاہیے۔ اخلاقیاتی فہم کے لیے فیصلوں کے اسباب کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے یعنی یہ کہ کوئی چیز یا عمل صحیح کیوں ہے اور دوسری چیز اور عمل غلط کیوں ہے اس سے قطع نظر کہ اس میں شامل افراد کا منصب و مرتبہ کیا ہے اس کے علاوہ یہ کہ اسباب ہر کسی کے لیے اسباب کی ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس اعتبار سے تعامل، مساوات اور شخصی خود مختاری ایک دوسرے سے ہر درجہ مربوط تصورات ہیں۔

فلسفہ ایک طرف زندگی کے تعلق سے فہم کی مندرجہ بالا شکلوں کی تجزیاتی وضاحت، اندازۂ قدر اور داخلی مطابقت سے سروکار رکھتا ہے تو دوسری جانب اس کا واسطہ حتمی، کُلّی حقیقت، حتمی مفہوم اور ماورائی اقدار سے ہے۔

بنیادی صلاحیتیں، عمل کی واقفیت اور فہم کی شکلیں وہ کلیدی طریقہ ہیں جن میں توضیحی تاریخ کے ادوار میں انسانی تجربے کی توضیح کی گئی ہو

زبانی قصّے اور دست کاری کی روایتیں

زبانی قصّے اور دست کاری کی روایتیں بے مثل دولت ہیں۔ مختلف اور بہترین روایات جن کی حفاظت ہمارے معاشرے کے بے شمار گروپوں نے کی ہے جن میں خواتین، سماجی حاشیے کے طبقے اور آدی باسی لوگ شامل ہیں۔ تمام بچوں کے لیے درسیات میں اسے شامل کر کے ہم ان کے سامنے فہم اور خیالات کے اہم نکات کا ایک دریچہ کھول سکتے ہیں، ایسی مہارتیں اور صلاحیتیں جو ایک شکل اور ایجادات میں استعمال کی جاسکتی ہیں جس سے وہ اپنی اور معاشرے کی زندگی کو مالا مال کر سکتے ہیں۔ اسکول پڑھے لکھے شخص کو سہولت فراہم کرتا ہے لیکن زبانی قصّوں کو نظر انداز کیے جانے کو قبول نہیں کر سکتا۔ ہر قسم کی قصّہ گوئی کی صلاحیت کی پرورش کرنا اہم ہے۔

نہیں جاتی جن کی ضرورت ان تمام عملی شکلوں کے لیے ہے۔ تسلیم شدہ علمی میدانوں کی طرح حرفتیں اور دستکاریاں بھی اپنی روایات رکھتی ہیں اور ان کے ماہر پیشہ ور بھی ہیں ان میں ہر ایک حرفت، پیشے اور فن سے متعلق علم کو مجموعی طور پر تشکیل دیا گیا ہے اور اسے تجربے اور غور و خوض کے ذریعے ماہر پیشہ وروں کی اگلی نسل تک منتقل کیا جاتا ہے۔ اس لیے ان میں سے ہر ایک عملی علم کا ایک میدان ہے۔ عملی علم کی ان شکلوں کا ہندوستانی ورثہ بہت وسیع، رنگا رنگ یا باثروت ہے۔

ان عملی میدانوں کی عملیاتی ساخت کو سمجھنے کے لیے مزید غور و فکر اور تحقیق کی ضرورت ہے۔ یہ سمجھنا کہ وہ کیسے عمل میں لائے جاتے اور سیکھے جاتے ہیں اور ان کی آموزش کو رسمی شکل کیسے دی جاتی ہے، سماجیاتی اہمیت کے سوالات ہیں کیونکہ روایتی پیشے، ذات کے گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں اور صنعتی تفرقہ کا شکار ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ ان کی درسیاتی اہمیت کو نہ صرف کام کی شکلوں کے طور پر بلکہ علم کی شکلوں اور آموزش کی دیگر شکلوں کے ذریعے کے طور پر تسلیم کیا جائے۔ انسانی علم کے اس اہم حصے کو اسکولی درسیات کا اہم حصہ بنائے جانے کی ضرورت ہے۔

2.5.3 فہم کی شکلیں

علم کی زمرہ بندی زیرِ عمل تصورات اور مفاہیم کی واضح اقسام کی توثیق اور جواز کے طریقوں کی بنیاد پر کی جاسکتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے مخصوص تنقیدی فکر یعنی علم کی تصدیق اور اثبات اور مخصوص تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے۔

ریاضی کے اپنے واضح تصورات ہیں مثلاً اصل عدد، جذر مربع، کسر اور عددِ سالم۔ اس کا اپنا طریقۂ توثیق بھی ہے یعنی جو کچھ ثابت کیا جاتا ہے اس کی ضرورت کا مرحلہ وار مظاہرہ ریاضی کے توثیقی طریقے کبھی بھی تجربی نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کی بنیاد دنیا کے مشاہدے یا تجربے پر ہوتی ہے بلکہ وہ ایسا اظہار ہوتے ہیں جو مثالوں اور وضاحتوں کے موزوں مجموعے کے مخصوص شدہ نظام کا

فہم کی سطحیں

فہم: زبان کی سمجھ اور جو کہا گیا ہے اس کے لسانی مواد کی سمجھ۔

حوالہ: اس بات کی کہ کس کے بارے میں بات چیت ہو رہی ہے۔ کن اصطلاحات اور تصورات کا حوالہ دیا گیا ہے۔

علمی: اس کی سمجھ کہ ثبوت کیا ہوتا ہے۔ کسی بیان کی سچائی کیسے طے ہوتی ہے۔ کس طرح ثبوت حاصل کیے جائیں اور سچائی پرکھی جائے۔

متعلق اور اہم: مختلف حقائق اور تصورات کے آپسی رشتوں کو قائم کرنا اور انھیں ''معلوم اشیا'' کے جال میں گوندھنا، مختلف چیزوں کے درمیان رشتوں کو سمجھنا، ان میں سے ہر ایک کی اہمیت دوسرے کے حوالے سے سمجھنا۔

انھیں تیاری کے نقطۂ نظر سے شاید ہی ان پر مناسب توجہ دیتے ہوں۔ دست کاریوں اور کھیل کود جیسے علم کے میدان جو مہارتوں، جمالیاتی حس، تخلیقیت افادیت اور جماعتی کام کا وسیع امکان رکھتے ہیں انھیں نظر انداز کردیا جاتا ہے۔ علم کی اہم شاخیں مثلاً اور اس سے متعلق عملی ذہانتوں سے پوری طرح نظر پھیر لی گئی ہے۔ علم اور اس سے مختلف میدانوں میں مہارتوں اور میلانات کو فروغ دینے کے لیے کوئی معقول درسیاتی نظام ہمارے پاس آج بھی موجود نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ مضامین کا آپس میں کوئی تال میل نہیں ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ علم مربوط اور کلّی شکل میں نہ ہو کر بکھر گیا ہے۔ دنیا پر نظر ڈالنے کے بچے کے اپنے طریقے کے بجائے نظم و نسق نقطۂ آغاز بن گیا ہے اور اسکول میں دیے جانے والے علم اور اس سے باہر حاصل ہونے والے علم کے درمیان میں دیواریں کھڑی کردی گئی ہیں۔

تیسرے یہ کہ جو کچھ پہلے بچے کے علم میں آچکا ہے اسی پر تاکید کی جاتی ہے جس سے علم کی تشکیل اور چیزوں کو جاننے کے نئے طریقوں کی تلاش کی صلاحیت بچے میں نہیں رہ جاتی ہے۔ معلومات کو علم پر فوقیت دی جاتی ہے جس کے نتیجے میں بھاری بھرکم درسی کتابیں تیار کی جاتی ہیں۔ فہم اور مسائل حل کرنے کی صلاحیت کے فروغ کے بجائے معمے بازی اور مشینی بازیافت کے طریقوں پر زور دیا جاتا ہے۔ معلومات کو علم تصور کرنے کے اس رجحان کے نتیجے میں ہماری درسیات زبانی یاد کیے جانے والے حقائق سے بوجھل ہوکر رہ گئی ہے۔

چوتھے یہ کہ نئے مضامین کی شمولیت ایک مسئلہ ہے۔ معاشرے کے موجودہ سروکاروں کا حل پیش کرنے والے مضامین کی ضرورت اہم ہے۔ لیکن ایک غلط رجحان یہ رہا ہے کہ اسکول کی درسیات میں ان مسائل کو نئے مضامین تشکیل کرکے متعلقہ درسی کتابیں تیار کرکے اور ان کے اندازۂ قدر کے طریقے وضع کرکے حل کیا جا رہا ہے۔ اگر ان مسائل کو درسیات میں موجودہ مضامین اور جاری مشاغل کے ذریعے جگہ دی جائے تو ان کا کہیں بہتر حل نکل آئے گا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مضامین کی حیثیت سے علم کی نئی شاخوں کا اضافہ درسیات کے بوجھ کو بڑھائے گا اور مسلسل علم غیر ضروری حصار بندی ہوتی رہے گی۔

آخری بات یہ ہے کہ درسیات میں شمولیت کے لیے معلومات کے انتخاب کے حصول پر پوری طرح غور وخوض نہیں کیا جاتا۔ ارتقائی موزونیت منطقی سلسلہ سازی اور مختلف زمرات کے درمیان ربط اور مجموعی وقفہ بندی پر مناسب لحاظ نہیں رکھا جاتا جس کی وجہ سے پچھلے تصورات کی طرف لوٹنے کے چند ہی مواقع ملتے ہیں یا بالکل ہی نہیں ملتے۔ اس کے علاوہ یہ کہ جو تصورات مختلف مضامین میں مشترک ہیں مثلاً سیکنڈری اسکول کی ریاضی اور طبیعیات میں انھیں ایک دوسرے سے جوڑ کر پیش نہیں کیا جاتا۔

2.7 بچے کا علم اور مقامی علم

بچے کا معاشرہ اور مقامی ماحول اس ابتدائی سیاق کی تشکیل کرتے ہیں جس میں آموزش کا عمل واقع ہوتا ہے اور جس میں علم کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ ماحول کے ساتھ تعامل کے ذریعے ہی بچہ علم کی تشکیل اور معنی اخذ کرتا ہے۔ اس پہلو کو عام طور پر درسی کتابوں کے تصور کی تشکیل اور درسیاتی طریقوں میں نظر انداز کردیا گیا ہے۔ اس لیے اس دستاویز میں تعلیم کی سیاق کاری کی اہمیت پر خاص زور دیا ہے یعنی بچے کی دنیا کے سیاق میں آموزش کو رکھنے کی اور اسکول اور اس کے طبعی اور سماجی ماحول کے درمیان کی دیوار کو قابل عبور بنانے پر۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مقامی ماحول اور بچے کے اپنے تجربات علم

یا ٹیکنولاجی، صنعت اور تجارت ہوں۔ انسانی تہذیب میں انھیں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ فہم اور تعامُل نشوونما کے ساتھ تخیل اور تنقیدی اندازِ فکر کا واضح تعلق ہے اور جذبات کا تعلق بھی ان ہی سے ہے۔

علم کے ان تمام میدانوں کی مخصوص لفظیات، تصورات، نظریات، توضیحات اور طریقے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک ہمیں ایک ایسا راستہ فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے دنیا پر نظر ڈالی جائے، اسے سمجھا جائے۔ اسی میں شریک ہوا جائے اور اس میں رہ کر عمل کیا جائے۔ ان میدانوں کی تشکیل کی گئی ہے اور اگلے وقتوں کے لوگوں کے کارناموں سے ان کی نشوونما آج بھی جاری ہے۔ ان کی ساخت اور تاکید کے دائروں میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ کوئی چیز بنانے یا کوئی کام انجام دینے، کسی کام کا طریقہ کار وضع کرتے ہوئے مشکلات و مسائل کو حل کرنے میں ان میدانوں کے بارے میں جاننے کے دوران ذہانت کی مختلف شکلیں اور واقفیت کے کئی پہلو آپس میں ملتے ہیں اور وہ ہیں واضح استدلال اور اظہار کے رسمی طریقے: ثبوت کی تلاش اور اندازہ قدر: کام کرنے اور تجربے میں آئی ہوئی اور ضمنی واقفیت، توافق اور مشاہدہ۔

انسانی ثقافت اور علم کی چیزوں کے بارے میں جاننے اور کرنے کے طریقوں کی یہ یکجائی انسانی معاشرے کے توارث کا قیمتی حصہ ہے۔ ہمارے سب بچوں کو اس علم سے فائدہ اٹھانے، خود کو تعلیم یافتہ بنانے اور اپنے ذوقِ سلیم کو بہتر بنانے، اپنے شعور کو ترقی دینے اور خود اپنے بارے میں طبعی دنیا اور انسانوں کے بارے میں جاننے کا حق حاصل ہے۔

2.6 علم کی ازسرِ نو تشکیل

اسکولوں کی درسیات کے ذریعے فہم کی انھیں صلاحیتوں، اعمال اور مہارتوں کو فروغ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان میں سے بعض صلاحیتیں جلد ہی مطالعے کے مضامین کی شکل اختیار کرنے پر آمادہ ہوجاتی ہیں مثلاً ریاضی، تاریخ، سائنس اور بصری آرٹ۔ جب کہ دیگر صلاحیتیں مثلاً اخلاقیاتی فہم کو مضامین اور مشاغل کے ساتھ مربوط کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ زبان کی بنیادی صلاحیتیں دونوں طریقوں کا تقاضہ کرتی ہیں اور جمالیاتی فہم بھی فوراً ہی دونوں طریقوں کا اثر قبول کرلیتی ہے۔ علم کے یہ دونوں میدان پروجکٹ کے مشاغل موضوعاتی اور بین موضوعاتی مضامین مطالعہ، خارجی دوروں لائبریریوں اور تجربہ گاہوں کے استعمال کے مواقع کا مطالبہ کرتے ہیں۔

علم کے اس نظریے کے مطابق حقائق کو اپنے آپ میں مقاصد کی حیثیت دینے کے موقف میں تبدیلی اس عمل میں ان حقائق کی تلاش کے طریقے کے تبدیلی کو ضروری قرار دینا ہے جن کے ذریعے ان کا علم ہوا۔ اس کے ساتھ ہی انھیں مفہوم و معنویت عطا کرنے والے زیادہ گہرے رابطوں کی تلاش کے لیے حقائق کی تہہ کے نیچے بھی جانے کی ضرورت ہے۔

ہندوستان میں ہم نے روایتی طور پر درسیات کی تنظیم کا روایتی طریقہ کار اختیار کیا ہے جس میں صرف مضامین کا ہی خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ طریقہ کار علم کو عموماً درسی کتابوں میں بند معلومات کی حیثیت سے پیش کرنے کا میلان رکھتا ہے جس کے ساتھ مضمون کے میدان میں اہلیت کی پرکھ کے طریقے کے طور پر، امتحان، جائزہ، واقفیت حصولِ نمبر کی رسوم تک رہتی ہیں۔ اس طریقہ کار نے ہمارے نظام تعلیم میں کئی مسائل پیدا کردیے ہیں اول یہ کہ علم کی شکلیں جو درسی کتابوں میں مرتب نہیں کی جاسکتیں اور نمبروں کے حوالے سے جن کو پرکھا نہیں جاسکتا انھیں نظر انداز کردیا جاتا ہے اور اس طرح انھیں درسیات کا لازمی حصہ بنانے کے بجائے زائد از نصابی یا نیم نصابی قرار دے دیا جاتا ہے۔ اساتذہ یا اسکول

پر پہچاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آبی آلودگی سے متعلق کسی سبق کے دوران بچے ذرائع اور پانی کے ذخیروں کی پہچان کر کے ان کا تعلق آلودگی کی مختلف قسموں سے قائم کر سکتے ہیں۔ یہ مشق اس بارے میں سوالات بھی کھڑے کر سکتی ہے کہ محفوظ پانی کی کمی کس طرح صحت کو متاثر کرتی ہے۔ اس کے بجائے بچوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ آلودہ پانی کی تصویریں دیکھیں اور اس پر رائے زنی کریں۔ چاند اور اس کے مختلف مرحلوں کا مطالعہ کرتے ہوئے صحیح معنوں میں کتنے اساتذہ رات کو چاند دیکھ کر اگلے دن اس پر بات کرنے کے لیے کہتے ہیں؟ بچوں سے مقامی پرندوں اور پیڑ پودوں کے نام پوچھنے کے بجائے ہماری درسی کتابوں میں ایسی واضح چیزوں کے نام بتائے جاتے ہیں جو ایسا لگتا ہے کہ ہر جگہ سے تعلق رکھتی ہیں اور پھر بھی کہیں نہیں پائی جاتیں۔ اگر مثال کے طور پر آٹھویں جماعت میں بچے صرف نور پاشی (Photo Synthesis) سے متعلق باب کو آس پاس پائے جانے والے اصل پیڑ پودوں سے جوڑ سکیں تو کیا ایسے سوالات پوچھنے کے بارے میں سوچ سکتے ہیں کہ کروٹن پودے جن کی پتیاں رنگین ہوتی ہیں لیکن ہری نہیں ہوتیں اپنی غذا کیسے حاصل کرتے ہیں۔ بچے ماحولیات کے وسائل سے اسی وقت آگاہ ہوں گے اور اس کے بارے میں سوچیں گے جب ان کے آس پاس کی جاندار دنیا کو تنقیدی غور وخوض کے لیے ان کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

اس طرح مقامی ماحول ایک فطری آموزشی وسیلہ بن جاتا ہے جسے کلاس روم میں سکھائی جانے والی باتوں سے متعلق انتخاب کرتے ہوئے ان سے تعامل کے لیے پیش کی جانے والی مثالوں کا تعین کرتے ہوئے فوقیت دی جانی چاہیے۔ سماجی علوم اور زبان کے لیے مواد کے انتخاب کے تعلق دستور میں درج اصولوں اور اقدار کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ کلاس روم کے اندر تعامل کے لیے مقامی سیاق وسباق کی شمولیت کا مطلب یہ ہوگا کہ استاد ایسے طریقے سے مواد کا انتخاب کر رہا ہے جو فنِ تدریس کے اعتبار سے پر تخیل اور

علم کی تشکیل میں شراکت

اپنی داخلی تغیر پذیری کے سبب ماحولیات کا ہر مظہر یکتا ہے۔ اس لیے اس کی سمجھ کلاسکی سائنس کے تحقیقی نظریے کی مدد سے پیدا نہیں ہوسکتی جس میں اس کے بار بار دہرائے جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح کی پیچیدگی کو سمجھنے کے لیے مخصوص اور وقت سے ہم آہنگ مشاہدات کی، احتیاط کے ساتھ نوٹ کرنے کی، اور طریقوں کی آسان فہم کی اور زیر میں اعمال کا پتہ لگانے کی ضرورت ہے کہ وہ انتظامات کن مخصوص معنوں میں ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ ہندوستانی ماحول کے متعدد پہلوؤں پر آج شاید ہی اعلیٰ معیار کے تحریری دستاویز موجود ہوں جیسے زمینی پانی کی سطح کی گہرائی، اور ایسی دستاویزات طلبا کے پروجکٹ کے ذریعے تیار کروانا ممکن ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اس طرح کے تمام پروجکٹ رپورٹوں کو ایک آسان ویب سائٹ پر ڈالا جائے تاکہ ہندوستانی ماحولیات پر ایک شفاف اور تفصیلی عملی ذخیرہ تیار کیا جاسکتا ہے۔ ایسے تمام پروجکٹوں کے معیار کی جانچ اور نتائج پر اپنی رائے دینے کے لیے نہ صرف ماہرین بلکہ دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد کو بھی بلایا جاسکتا ہے۔ ایک خود اصلاحی نظام تیار کیا جاسکتا ہے جس سے ہندوستانی ماحول کے پس منظر کی سمجھ تشکیل پاسکے اور اس سمت میں مثبت طور پر بعض ٹھوس قدم اٹھانے کے بارے میں سوچا جاسکتا ہے۔ کچھ برسوں تک ہر سال اس طرح کے اعداد وشمار جمع کر کے، دوسرے علاقوں کی معلومات سے شرکت اور مقابلہ کر کے اور مرکزی طور پر اکٹھا کر کے ماحول کی تبدیلیوں کی مخصوص سمجھ بنائی جاسکتی ہے۔ اور تقابل کی بنیاد پر یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے اور وہ کیوں ہو رہا ہے۔ اس طرح کے علم کی تشکیل سے متعلق سرگرمیوں کو تعلیمی عمل کا حصہ بنا کر عملی تجربے کے معیار کو بہت حد تک بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

کی شاخوں کے مطالعے میں داخل ہونے کے اہم مقامات ہیں بلکہ زیادہ اس وجہ سے کہ علم کا مقصد بچے کو اس کی دنیا سے جوڑنا ہے۔ اس میں ہمیں علم کو محض عملی اور فوری اہمیت کی چیز نہیں بنا دینا ہے بلکہ اس کے ذریعے دنیا سے جوڑ کر اس کی فعالیت کو تسلیم کرنا ہے۔

جب تک بچے درسی کتابوں میں پیش کیے گئے تصورات کے تعلق سے اپنے انفرادی نقطۂ نظر کی شناخت نہیں کر پائیں گے اور علم کو خود اپنے سماجی تجربات سے جوڑ نہیں پائیں گے علم اطلاع اور معلومات کی سطح پر ہی ٹکا رہے گا۔ اگر ہم یہ پرکھنا چاہتے ہیں کہ آموزش کا تعلق سماجی زندگی کے آئندہ تصور سے کیسے قائم ہوتا ہے تو اس پر غور و خوض اور حوصلہ افزائی بہت ضروری ہے کہ کسی چیز کو جاننے کا کیا مطلب ہے اور جو کچھ ہم نے سیکھا ہے اسے کام میں کیسے لایا جائے گا۔ بچے کی خود اس کی آموزش میں ایک تبدیلی لانے والا (Proactive) شرکت کنندہ تسلیم کیا جانا چاہیے۔

بچے آئے دن اپنے آس پاس کے تجربات اسکول میں لاتے ہیں یعنی وہ کن درختوں پر چڑھے، انھوں نے کون سے پھل کھائے اور انھیں کون سی چڑیاں پسند آئیں۔ تمام بچے رات اور دن کی قدرتی گردش، موسم، پانی، پیڑ پودے اور اپنے آس پاس کے جانوروں کے بارے میں جانتے ہیں۔ جب بچے پہلی جماعت میں داخل ہوتے ہیں تو وہ مختصر گنتیوں کی وسیع لسانی بنیاد رکھتے ہیں اور چھوٹے موٹے کاموں کو کرنے کے ابتدائی طریقے جانتے ہیں۔ پھر بھی ہم شاید ہی اس علم پر توجہ دیتے ہیں جو ان کے پاس پہلے سے ہے اور جسے وہ کلاس روم میں لے کر آتے ہیں۔ تدریس کے دوران شاید کبھی ہم بچوں سے کہتے ہیں وہ اسکول سے باہر کی دنیا کے بارے میں بات کریں اس کے بجائے ہم چھپے ہوئے لفظ اور تصویر کا سہارا لینے میں آسانی ہوتی ہے جو فطری دنیا کی کمزور عکاسی کرتے ہیں۔ اس سے بھی خراب بات یہ ہے کہ آج کمپیوٹر کی مدد سے آموزش کے نام پر حقیقی دنیا کو چلتی پھرتی پٹیاں بنا دیا گیا ہے جنھیں کمپیوٹر اسکرینوں پر دیکھنے کی توقع کی جاتی ہے۔ اگر کسی استاد کو جاندار اور بے جان چیزوں کے بارے میں کوئی سبق شروع کرنے سے پہلے اسکول کے آس پاس کے ماحول سے اپنی کلاس کو واقف کرانے کے لیے باہر میدان میں جانا پڑے اور واپس آنے پر وہ ہر بچے سے دیکھی ہوئی دس جاندار اور دس بے جان چیزوں کے نام لکھنے کے لیے کہے تو حیرت انگریز نتائج سامنے آئیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ تامل ناڈو کے مہابلی پورم کے بچے اپنی فہرست میں گھونگھے، کنکر پتھر اور مچھلی شامل کریں جبکہ چھتیس گڑھ میں دنداکر نیا جنگل کے قریبی علاقے کے بچے شاید گھونسلہ، شہد کا چھتہ اور پائل کو اپنی فہرست میں شامل کریں گے۔ اس کے بجائے بچوں کو عموماً درسی کتاب کی کسی ڈرائنگ الفاظ کو فہرست دیکھنے اور انھیں جاندار اور بے جان کے طور

معلومات کا انتخاب

معلومات کی حدود کافی پھیلی ہوئی ہیں۔ اس لیے یہ انتخاب کرنا ضروری ہے کہ درسیات میں کس چیز کو شامل کیا جائے۔

مناسبت: یہ انتہائی علمی انتخاب کی سمت لے جاسکتی ہے، جو اس کی بعد کی بالغ زندگی میں افادیت کی غلط فہمی سے جڑا ہوا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ بچوں کے حال کے علم کی تعمیر میں بالکل مناسب نہ ہو اور اس طرح اس کے مستقبل میں آموزش کے لیے کام نہ آئے۔

دلچسپی: ایک مفید طریقہ ہے لیکن اسے اتنا سہل نہیں ہونا چاہیے کہ بچے کو کس چیز میں لطف حاصل ہوتا ہے مثلاً 'کارٹون' اور کھیل کود۔ بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ایسی صلاحیت پیدا ہو جو بچوں کو مصروف رکھے، اور ان کی دلچسپی کو قائم رکھ سکے اور بچے کی دلچسپی اپنے کام میں اپنے آپ پیدا ہو سکے۔

پرمعنی: سب سے اہم طریقہ۔ اگر بچہ اس مرکزی اور معلومات کو مفید سمجھتا ہے تو درسیات میں اسے شامل کرنے کو مناسب ٹھہرایا جاسکتا ہے۔

کرنے میں مدد دی ہے۔ مقامی داستانوی تاریخ کو بھی علاقائی تاریخ اور قومی تاریخ سے بھی جوڑا جاسکتا ہے لیکن سماجی سیاق درسیات سازوں اور اساتذہ سے زیادہ تنقیدی بیداری اور تنقیدی طرزِ فکر کا تقاضا بھی کرتا ہے۔ صنف، ذات، طبقہ اور مذہب کی برادری احساس شناختیں ہیں لیکن وہ ظالمانہ بھی ہوسکتی ہیں اور سماجی برادریوں کے ساتھ میل جول کے لیے تیار رہنا چاہیے تاکہ وہ ان کی شکایات کو غور سے سن سکیں اور انھیں ایسے فیصلوں کی تعلیمی اہمیت کو محسوس کرنے پر آمادہ کرسکیں اس کے لیے اساتذہ کو یہ جاننا چاہیے کہ کوئی چیز درسیات میں شامل کیوں کی گئی ہے اور کوئی دوسری چیز کیوں شامل نہیں کی گئی ہے۔ بچوں کو اسکول میں گھریلو زبان استعمال کرنے کی اجازت دینے یا جنس اور افزائش نسل سے متعلق باتیں بتائیں یا پرائمری اسکول میں کھیل کھیل میں پڑھانے یا لڑکوں کو گانے اور ناچنے کی ترغیب دینے جیسے معاملات میں والدین کا اعتماد بھی جیتنا چاہیے۔ یہ کہنا کوئی تسلی بخش وضاحت نہیں ہے کہ یہ فیصلے سرکاری سطح پر لیے گئے تھے۔ اگر ہمیں اپنی جمہوری تعلیم میں تمام زمروں کے بچوں کی شرکت کو یقینی بنانا ہے تو ہمیں اپنے درسیاتی انتخابات پر ان دیگر لوگوں سے بھی گفتگو کرنی ہوگی جو تعلیم کے عمل میں جائز طور پر حصہ دار ہیں۔

2.9 نشوونما سے متعلق بعض غور طلب باتیں

بچوں کی دلچسپیاں، جسمانی مہارتیں، لسانی صلاحیت اور تصوراتی فکر کی قابلیت اور قائم کرنے کی صلاحیت اسکول سے پہلے کے زمانے سے لے کر اعلیٰ ثانوی تک وقت کے ساتھ ساتھ نشوونما پاتی ہے۔ یہ تیز رفتار نشوونما اور ارتقا کا زمانہ ہوتا ہے اور دلچسپیوں اور صلاحیتوں میں بنیادی تغیرات اور تبدیلیوں کا زمانہ بھی ہے۔ اس لیے یہ درسیات کے شعبوں کے تعین کے طریقہ اور اس کے انتخاب کو تنظیم کا اہم پہلو بھی ہے۔

علم کی تخلیق اور باز تخلیق، تجرباتی بنیاد زبان کی صلاحیتوں دوسرے انسانوں اور فطری دنیا سے تعامل کا تقاضا کرتی ہے۔ پہلی بار اسکول میں داخل ہونے والے بچے پہلے ہی سے دنیا کے علم کی تشکیل شروع کردیتے ہیں جو کچھ بھی وہ بعد میں سیکھتے ہیں وہ اس ہی

درسیات میں علم کی رسائی کے متعلق کچھ اصول

- معاشرتی حقیقت اور فطری ماحول کے لیے مواد مضمون کے ذریعے تنقیدی زاویہ نظر حاصل کرنا۔
- مقامی کے ساتھ ساتھ سیاق وسباق میں ربط قائم کرکے تعلیم کو متعلق اور بامعنی بنایا جائے۔ اسکول کے باہر حاصل کیے گیے اپنے تجربات کو سمجھ سکیں، ان تجربات کی روشنی میں مشاہدے، باہمی عمل، درجہ بندی، زمرہ بندی، سوالات، توجیہ اور دلیل کے ذریعہ علم حاصل کرسکیں۔
- مختلف مضامین میں داخلی رشتے کو اس طرح ترقی دی جائے کہ علم کے باہمی تعلقات سامنے آسکیں۔
- جاننے کی نتیجہ خیزی اور کھلے پن کو محسوس کرسکیں اور حقائق کی اصل فطرت کو سمجھ سکیں۔
- مقامی علم یا مقامی سطح علاقائی روایات کو جہاں تک ممکن ہو اسکولی مطالعے سے جوڑنا۔
- سوالات کی حوصلہ افزائی کرنا اور نئے سوالات کے لیے جگہ بنانا۔
- درجے میں تدریس کے دوران مساوات اور مختلف گروہوں کے علم حاصل کرنے کی صلاحیت میں تفریق اور ان سے متعلق عام رویوں کے تئیں حساسیت پیدا کرنا (مثلاً لڑکیوں کو روایت کی بنا پر پروجکٹ نہ دینا، نابینا کو ریاضی پڑھنے سے روکنا وغیرہ۔
- تخیل کی نشوونما، اور تخیل اور تصویر کو زندہ رکھنا۔

مقامی علمی روایات

ہندوستان میں بہت سارے فرقے اور افراد ایسے بھی ہیں جن کے پاس ہندوستان کی ماحولیات کے مختلف پہلوؤں سے متعلق معلومات کے ذخیرے موجود ہیں جو انھیں نسلوں سے روایتی علم کی شکل میں، اور خود اپنے ذاتی عملی تجربات سے بھی حاصل ہوا ہے۔ اس طرح کے علم میں نباتات کا نام رکھنا اور ان کی درجہ بندی کرنا، یا پانی کی حفاظت اور پانی کا ذخیرہ کرنے کی تدابیر یا پائیدار کاشت کاری کی روایت شامل ہیں۔ بعض اوقات یہ اس سے مختلف بھی ہوسکتے ہیں جس طرح اسکول میں مضمون کا علم دیتے وقت بتایا جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ ہوسکتا ہے کہ یہ اہم شے کی حیثیت سے نہ پہچانی جاسکتی ہوں۔ ان حالات میں اساتذہ طلبا کی، مقامی روایتوں پر منحصر اور لوگوں کے ماحول سے متعلق عملی علم کے مطالعے کی بنیاد پر، پروجکٹ تیار کرنے میں مدد کرسکتے ہیں، اس میں اسکولی طرز عمل سے اس کے تقابلی مطالعے کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ بعض معاملات جیسے پودوں کی درجہ بندی میں، دو روایتیں محض متوازی ہوسکتی ہیں جو ان مختلف معیاروں پر منحصر ہوں جن کو اہم سمجھا گیا ہے۔ دیگر معاملات میں مثال کے طور پر امراض کی درجہ بندی اور ان کی تشخیص میں یہ مقامی روایت کے برخلاف بھی ہوسکتا ہے۔ بہرحال سبھی قسم کے مقامی علم کو آئینی اقدار اور اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے۔

اخلاقی طور پر صحت مند ہے۔ جب ہم کیرل کے بچوں کو راجستھان کے ریگستان کے علاقے سے متعارف کراتے ہیں تو اس کی تفصیل بھرپور ہونی چاہیے تاکہ وہ تمام چھوٹی چھوٹی مختلف خصوصیات کے ساتھ اس فطری دنیا کو محسوس کرسکیں نہ صرف یہ کہ ان کے ذہن میں صرف بندھی بندھائی ریت کے ٹیلوں اور اونٹوں کی ہی تصویر ابھرے۔ ان میں یہ حیرت پیدا ہونی چاہیے کہ اتنے گرم علاقے میں لوگ بس صرف چند کپڑوں کے بجائے بہت سے کپڑے کیوں پہنتے ہیں۔ انھیں وہاں کی زندگی کا خود اپنی مقامی برادری کی زندگی سے موازنہ کرنے اور یہ سوال کرنے کے قابل ہونا چاہیے کہ کون سی باتیں ریگستان جیسی ہوں گی اور کون سی باتیں اس سے مختلف ہوں گی۔

مقامی ماحول میں نہ صرف طبعی اور فطری دنیا بلکہ سماجی و ثقافتی دنیا بھی شامل ہے۔ تمام بچے گھر پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور اسکول کے لیے یہ ضروری ہے کہ یہ یقینی بنایا جائے کہ کلاس روم میں بھی ان کی رائے پر توجہ دی جاتی ہے۔ سماج برادریوں میں بھی قیمتی ثقافتی وسائل موجود ہوتے ہیں مثلاً مقامی کہانیاں گیت اور نغمے لطیفے اور پہیلیاں اور آرٹ۔ یہ تمام چیزیں اسکولوں میں سکھائی جانے والی زبان اور دیے جانے والے علم میں وسعت پیدا کرسکتی ہیں۔ سماج کی سینہ بہ سینہ چلنے والی قابل قدر تاریخیں بھی ہوتی ہیں۔ خاموشی مسلط کرکے ہم بچوں کا منہ بند کردیتے ہیں۔

2.8 اسکولی تعلیم اور سماجی برادری

سماجی اور ثقافتی دنیا کے تجربات کو بھی درسیات کا حصہ بنایا جانا ضروری ہے۔ بچوں کو درسی کتابوں میں لوگوں اور زندگی کے طریقوں میں اختلاف اور کثرت کی مثالیں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس عکاسی میں یہ یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ کسی سماجی برادری کو بہت سطحی طور پر نہ پیش کیا جائے اس پر کوئی لیبل نہ لگائے اور نہ ہی اس پر کوئی رائے زنی کی جائے۔ بچوں کے لیے یہ اور بھی بہتر ہوگا کہ وہ سماجی علم کے مطالعہ کے حصے کے طور پر مقامی سماجی گروپوں کی تصویریں بنائیں۔ اس طرح وہ گرام پنچایت کے نمائندے سے براہ راست تعامل کرسکتے ہیں جسے اس بارے میں بولنے کے لیے اسکول میں مدعو کیا جاسکتا ہے کہ لامرکزیت میں کس حد تک مقامی شہری مسائل کو حل

3.1 زبان
3.2 حساب
3.3 سائنس
3.4 سوشل سائنس
3.5 آرٹ کی تعلیم
3.6 صحت اور جسمانی تعلیم
3.7 کام اور تعلیم
3.8 تعلیم برائے امن
3.9 جائے سکونت اور سیکھنا
3.10 مطالعے اور جائزے کی اسکیم
3.11 جائزہ اور قدر پیمائی

باب 3 : درسیاتی دائرے، اسکول کے مراحل اور جائزہ

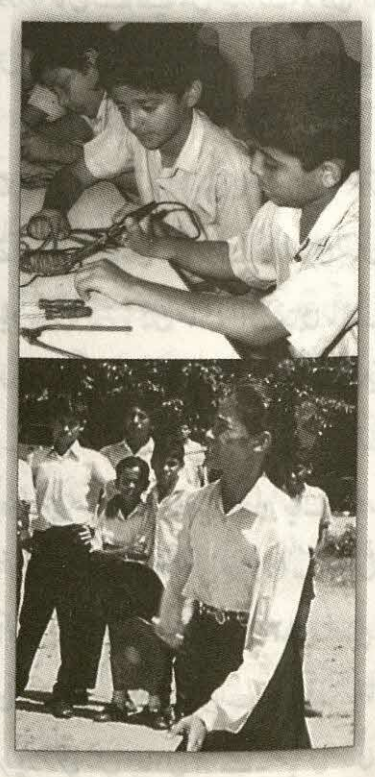

سماجی توقعات اور مختلف علوم کے علمی مطالعے میں اہم تبدیلیوں کے باوجود درسیاتی منصوبہ بندی سے متعلق بنیادی دائرے، ایک طویل عرصے سے مستحکم رہے ہیں۔ درسیات کے ہر پہلو پر بغور نظرثانی کی ضرورت ہے تاکہ ابھرتی ہوئی سماجی ضروریات کے پیش نظر درسیات کے مخصوص نکات کی شناخت کی جاسکے۔ اس ضمن میں فنون، صحت اور جسمانی تعلیم کی اہمیت اور کردار پر خاص توجہ دینی ہوگی جنھیں تقریباً ایک صدی قبل غیر درسیاتی سرگرمیوں (Extra Curicullar) کے خانے میں ڈال دیا گیا تھا۔ بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ چوں کہ جمالیاتی حس اور تجربہ بڑھتے ہوئے بچے کی تخلیقی صلاحیتوں کا محور ہوتا ہے، اس لیے ہمیں فنون کو لازمی طور پر درسیاتی دائرۂ کار میں شامل کرنا ہوگا تاکہ انھیں نہ صرف سیکھنے سکھانے کی تمام سرگرمیوں میں جاری وساری کیا جاسکے بلکہ مختلف متعلقہ مراحل کے لحاظ سے ایک الگ شناخت بھی دی جاسکے۔ کام، امن، صحت اور جسمانی تعلیم کا بھی یہی معاملہ ہے۔ یہ تینوں معاشی، سماجی اور شخصی ترقی کے لیے بنیادی اہمیت کے حامل

علم کے تعلق سے ہوگا جسے وہ کلاس روم میں لے کر آتے ہیں۔ یہ علم وجدانی بھی ہوتا ہے۔ اسکول زیادہ باشعور اور دلچسپ انداز میں اس علم کو بہتر بنانے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ آموزش کے ابتدائی مرحلے میں پری اسکول سے پرائمری اسکول کے سالوں تک درسیات کے تمام مشاغل میں زبان اور ریاضی کو اہم مقام دیا جانا چاہیے۔ مضامین کی تقسیم بہت اہم نہیں ہوتی اور مذکورہ بالا علم کو مربوط کر کے ماحول کے آموزشی تجربات کی شکل میں بچے کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے اس میں فطری اور سماجی ماحول کے ساتھ دلچسپ تعامل بھی شامل ہونا چاہیے جس سے بچے اپنے ہاتھوں سے کام لیں، سماجی تعاملات کو سمجھیں اور اپنی جمالیاتی صلاحیتوں کو بہتر بنائیں۔ فطری اور سماجی ماحول کے یہ ابتدائی مربوط تجربات کی شناخت آئندہ مڈل اسکول کی تعلیم کے دوران سائنس اور سماجی علموں میں ہوجائے گی۔ علم کی مندرجہ بالا شکلوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اعلیٰ پرائمری یا مڈل اسکول کا زمانہ بہتر طور پر وضاحت شدہ مضامین کے نمایاں ہونے کا زمانہ ہوسکتا ہے اس مرحلے پر ان تمام مضامین میں گنجائش پیدا کرنا ممکن ہے جن میں بچے طبعی، سماجی، ریاضیاتی یا لسانیاتی معلومات جمع کرنے، زمرہ بندی اور طبقہ بندی اور اخلاق فہم اور تنقیدی فکر جیسے مخصوص علم کی مدد سے ان کا تجزیہ کرنے کے عمل میں مصروف ہوتے ہیں۔ سماجی مسائل پر غور وفکر کی گنجائش پیدا کرنا اور زمرہ بندی سے آزاد علم اس مرحلے پر تعاملی اندازۂ فکر کو بڑھاوا دے سکتا ہے۔

جب بچے تعلیم کے ثانوی مرحلے پر پہنچتے ہیں تو وہ صحیح معنی میں علم کی مختلف شکلوں میں خود کو مشغول کرنے کے لیے کافی علمی بنیاد، تجربہ، زبان کی صلاحیتیں اور پختہ پن اپنے اندر پیدا کر لیتے ہیں۔ اس لیے مضامین اور مذکورہ بالا بنیادی شکلوں سے زیادہ بہتر طور پر مربوط کیے جاسکتے ہیں اور موضوعات کو بھی اس طرح مربوط کیا جاسکتا ہے جس طرح انھیں آج کی اعلیٰ تعلیم میں تسلیم کیا جاتا ہے۔

علم کی تمام شکلوں کی معقول نمائندگی کے مسائل اور مماثلتوں، خصوصی اوصاف اور ان کے درمیان وسیع ترین ممکن تعاملات پر تاکید اور وقت اہم ہوجاتے ہیں جب مضامین کے دائرے کو واضح طور پر متعین کیا جاتا ہے۔

صلاحیتوں کے فروغ سے ان کا خود اپنے آپ اور اپنی تہذیبی بنیادوں پر اعتماد بھی بڑھے گا۔

3.1.1 زبان کی تعلیم

ہندوستان کی لسانی کثرت نے ایک پیچیدہ صورتِ حال تو ضرور پیدا کردی ہے مگر اس میں کئی مواقع بھی ہیں۔ ہمارے ملک کی انفرادیت صرف اس میں ہی نہیں ہے کہ یہاں بڑی تعداد میں زبانیں بولی جاتی ہیں بلکہ اس میں ہے کہ ان زبانوں میں متعدد اور مختلف لسانی خاندانوں کی نمائندگی بھی ہوتی ہے۔ دنیا میں ایسا کوئی اور ملک نہیں ہے جہاں پانچ مختلف لسانی خاندانوں کی زبانیں موجود ہوں۔ یہ زبانیں یعنی ہند آریائی، دراوڑی، آسٹروایشیاٹک، تبّت۔ برمن اور انڈمنی ساخت کے لحاظ سے اتنی مختلف ہیں کہ ان کی الگ الگ لسانی خاندانوں کے طور پر درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔ مگر پھر بھی ان میں مسلسل راہ ورسم بھی ہے۔ کئی لسانی اور سماجی لسانی خصوصیات ایسی ہیں جو تمام زبانوں میں مشترک ہیں اور اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ مختلف زبانیں اور تہذیبیں ہندوستان میں صدیوں سے موجود رہی ہیں اور ایک دوسرے کو ثروت مند کرتی رہی ہیں۔ کلاسیکی زبانیں جیسے لاطینی، عربی، فارسی، تمل اور سنسکرت تعریفی ساخت اور جمالیاتی قدر و قیمت کے لحاظ سے خاصی ثروت مند ہیں اور ہماری زندگیوں کو منور کرسکتی ہیں کیوں کہ بیشتر زبانیں ان سے الفاظ مستعار لیتی ہیں۔

آج ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ذولسانی یا کثیر لسانی ہونے میں فہم وادراک کے فروغ کے لحاظ سے بڑے فائدے ہیں۔ سہ لسانی فارمولا ہندوستان کے لسانی چیلنج اور امکانات سے نمٹنے کی ایک کوشش ہے۔ یہ ایک حکمت عملی ہے جس کی مدد سے کئی زبانیں سیکھنے کی راہ ہموار ہوسکتی ہے۔ اسے نظری اور عملی دونوں سطحوں پر

> متعدد مطالعوں سے ثابت ہوا ہے کہ دو زبانوں میں مہارت ہونے سے ذہنی استعداد کے فروغ، سماجی رواداری، متنوع فکر اور تعلیمی اکتسابات کی سطح بلند ہوتی ہے۔ سماجی یا قومی سطح پر دو سے زیادہ زبانیں جاننا ایک ایسا وسیلہ ہے جس کا موازنہ کسی بھی دوسرے قومی وسیلے یا ذرائع سے کیا جاسکتا ہے۔

قبول کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہندوستان میں لسانی کثرت اور قومی یک جہتی کو فروغ دیا جائے۔ مذکورہ رہنما اصولوں سے ان مقاصد کی حصولیابی میں مدد مل سکتی ہے۔

- زبان کی تعلیم کثیر لسانی ہونی چاہیے۔ محض اس لحاظ سے ہی نہیں کہ بچوں کو کئی زبانیں سیکھنے کا موقع دیا جائے بلکہ ایسے لائحہ عمل تیار کرنے کے لحاظ سے بھی جن کے تحت کثیر لسانی جماعت کو ایک وسیلے کے طور پر استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔
- بچوں کی گھر کی زبان (زبانیں) جیسا کہ 3.1 میں درج کیا گیا ہے، اسکولی تعلیم کا ذریعہ ہونی چاہیے۔
- اگر اسکول میں اعلیٰ سطحوں پر گھر کی زبان (زبانوں) کے ذریعے تعلیم ممکن نہ ہو تو ابتدائی سطح کی تعلیم لازمی طور پر گھر کی زبان (زبانوں) کے ذریعے ہی دی جانی چاہیے۔ یہ لازمی ہے کہ ہم بچے کی گھر کی زبان (زبانوں) کو اہمیت دیں۔ ہمارے آئین کی دفعہ 350A کے مطابق، ہر ریاست اور ریاست کے مقامی حکام کی کوشش ہونی چاہیے کہ وہ لسانی، اقلیتی فرقوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو ابتدائی سطح پر مادری زبان

ہیں۔ بچوں میں خود انحصاری، طباعی، امن پسندی اور صحت کے شعور کو فروغ دینے کے عمل کو یقینی بنانے میں اسکولوں کو ایک اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔

3.1 زبان

اس دستاویز میں زبان جاننے سے مراد دو یا کئی زبانیں جاننا ہے۔ جب ہم گھر کی زبان یا زبانوں اور مادری زبان یا زبانوں کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے ہم گھر کی زبان، بڑے کنبے کی زبان، گلی کوچوں کی زبان وغیرہ مراد لیتے ہیں جنھیں بچہ فطری طور پر اپنے گھر اور سماج کے ماحول سے سیکھتا ہے۔ بچے پیدائشی طور پر زبان سیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہم اپنے روز مرّہ مشاہدے اور تجربے کی بنا پر جانتے ہیں کہ بیشتر بچے اسکول جانے سے بہت پہلے زبان کی پیچیدگیوں اور اصولوں کو ذہن نشین کرکے زبان دانی کی اہلیت حاصل کرلیتے ہیں۔ بہت سے بچے جب اسکول میں آتے ہیں اس وقت ان کے اندر پہلے سے ہی دو یا تین زبانوں کو بولنے اور سمجھنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ وہ نہ صرف ان زبانوں کو صحیح انداز سے بولتے ہیں بلکہ ان کا مناسب استعمال بھی کررہے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ مخصوص صلاحیتوں کے حامل بچے بھی جو بول نہیں پاتے اپنے اظہار اور ادائے مطلب کے لیے اتنے ہی مشکل متبادل علامات اور اشارات سیکھ لیتے ہیں۔

زبانیں یادداشتوں اور اشارات کا ایک ذخیرہ بھی فراہم کرتی ہیں جو زبان بولنے والے دیگر لوگوں اور خود اپنے عرصۂ حیات کے دوران بنائے گئے اشارات سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ ایسے ذرائع بھی ہیں جن سے بیشتر علوم کی تشکیل ہوتی ہے۔ اس لیے ان کا فرد کے خیالات اور اس کی پہچان سے گہرا رشتہ ہوتا ہے۔ دراصل ان کا پہچان کے ساتھ اتنا مضبوط رشتہ ہوتا ہے کہ بچے کو اس کی مادری

> زبانوں کی کثرت جو بچے کی شناخت کی تشکیل کرتی ہے اور جو ہندوستان کے لسانی منظر نامے کا ایک مخصوص وصف ہے اس کا ایک وسیلہ، کلاس روم تدریسی منصوبے اور ایک مقصد کی شکل میں استعمال ایک تخلیقی صلاحیتوں کے حامل زبان کے استاد کی ذمہ داری ہے۔ یہ محض دستیاب وسائل کا بہترین استعمال ہی نہیں ہے بلکہ اس بات کو یقینی بنانے کا ذریعہ بھی ہے کہ ہر بچہ اپنے آپ کو محفوظ اور مانوس محسوس کرے اور کسی بھی مخصوص لسانی پس منظر کے سبب الگ تھلگ نہ کردیا جائے۔

زبان (زبانوں) سے محروم کرنا یا ان کو مٹانے کی کوشش کرنا اس کے احساسِ تشخص میں دخل اندازی کرنے کے مترادف ہے۔ زبان (زبانوں) کی موثر سمجھ اور استعمال سے بچے میں خیالات، لوگوں اور چیزوں اور اپنے آس پاس کی دنیا سے وابستہ ہونے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

اگر ہم اسکولوں میں زبان کی تدریس کے لیے کوئی موثر پروگرام شروع کرنا چاہتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ بچے کی فطری لسانی صلاحیت کو پہچانیں اور یاد رکھیں کہ زبانیں سماجی اور تہذیبی ماحول میں بنتی ہیں اور زندگی کی روزمرہ سرگرمیوں اور باہمی رابطوں کے زیر اثر بدلتی رہتی ہیں۔ تعلیم کے نقطۂ نظر سے بہترین صورت یہ ہے کہ زبان (زبانوں) کی نشوونما اسی صلاحیت کی بنیاد پر کی جائے، اور حصولِ علم کی غرض سے، خواندگی (رسم الخط بشمول بریل) کے فروغ کے ذریعے اس صلاحیت کو تقویت دی جائے۔ جو بچے لسانی طور پر محرومیوں کے شکار ہیں ان کو معیاری، علامتی زبان سے متعارف کرانا چاہیے جو ان کی مسلسل بھرپور ترقی میں معاون ہوسکے۔ طلبا کی لسانی

ادب بچوں کی اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے لیے بھی محرک ہوسکتا ہے۔ کہانی، نظم یا گیت سننے کے بعد بچوں کو خود اپنے طور پر لکھنے کے لیے حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے۔ انھیں تخلیقی اظہار کی مختلف صورتوں کو یکجا کرنے کے لیے بھی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔

ہم اس کے لیے حتی الامکان کوشش کریں تاکہ اسکولی سطح پر ہندوستانی زبانوں کو سیکھنے سکھانے کے نظام کو تقویت دی جاسکے۔

زبان کی تدریس محض کلاس روم تک ہی محدود نہیں ہوتی۔ سائنسی، سماجی علوم یا ریاضی کی کلاس بھی ایک طرح سے زبان کی ہی کلاس ہوتی ہے۔ کسی مضمون کو سیکھنے کا مطلب ہے اس کے تصورات کو سیکھنا، اس کی اصطلاحات کو سیکھنا، اس کے بارے میں تنقیدی زاویۂ نظر سے غور اور بات چیت کرنے اور لکھنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔ بعض موضوعات میں طلبا کو ترغیب دی جائے کہ وہ الگ الگ زبانوں میں کتابوں کا مطالعہ کریں یا ان زبانوں کے بولنے والے لوگوں سے بات چیت کریں یا انٹرنیٹ سے انگریزی میں مواد حاصل کریں۔ زبان سے متعلق درسیات میں ایسی پالیسی اختیار کرنے سے اسکول میں لسانی تکثیریت کے حقیقی ماحول کو فروغ ملے گا۔ اس کے ساتھ ہی زبان کی تدریس بعض دلچسپ مواقع فراہم کراتی ہے۔ کہانی، نظم، گیت اور ڈراموں کے ذریعے بچے اپنی تہذیبی وراثت سے جڑتے ہیں اور اس سے ان کو اپنے تجربات کو سمجھنے اور دوسروں کے تئیں حساس ہونے کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ یہاں اس بات کی نشان دہی بھی کی جاسکتی ہے کہ بچے بوجھل اور اکتاہٹ پیدا کرنے والے اسباق کے مقابلے اس قسم کی سرگرمیوں سے قواعد بغیر کسی کوشش کے سیکھ لیتے ہیں۔

مخصوص صلاحیتوں والے طلبا عام سماجی روابط سے زبان کی بنیادی مہارت حاصل کرلیتے ہیں۔ پھر بھی انھیں خاص طور پر تیار کیا گیا مواد الگ سے بھی فراہم کیا جاسکتا ہے تاکہ ان کی نشوونما مناسب طریقے سے ہوسکے۔ ایسے بچوں کے لیے جن میں کوئی کمی نہیں ہے بریل اور اشاراتی زبان کا مطالعہ اختیاری مضمون کے طور پر شامل کیا جاسکتا ہے۔

3.1.3 ثانوی زبان کا حصول

ہندوستان کے کثیر لسانی سماج میں انگریزی ایک عالمی زبان کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں انگریزی زبان کی تدریس کی صورت حال خاصی متنوع ہے۔ جن کے دو اسباب ہیں، ایک استاد کی انگریزی میں مہارت اور طلبا کا اسکول سے باہر انگریزی زبان سے سابقہ۔ انگریزی کی تدریس کس سطح پر شروع کی جائے یہ بات اب علمی یا عملی تقاضوں پر نہیں بلکہ عوامی توقعات کے مطابق سیاسی عمل پر مبنی ہوگئی ہے۔ انگریزی کو نصاب میں کس سطح پر شامل کیا جائے اس کے بارے میں عوام کی ترجیحات کا احترام کرنا ہوگا، اس شرط کے ساتھ کہ ہم اس نظام کو مزید پستی تک نہ لے جائیں جو متوقع نتائج دینے میں ناکام رہا ہے۔

ثانوی زبان سے متعلق نصاب کے دوہرے مقاصد ہیں، ایک ایسی بنیادی صلاحیت حاصل کرنا، جو زبان کو فطری طور پر سیکھنے سے حاصل کی جاتی ہے اور دوسرے (مثلاً) خواندگی کے ذریعے زبان کو تجریدی فکر اور حصول علم کا ذریعہ بنانا۔ اس میں ایسے جامع درسیاتی طریق کار پر زور دیا جاتا ہے جس سے انگریزی اور دیگر مضامین اور انگریزی اور دیگر ہندوستانی زبانوں کے درمیان حائل دیواریں گرائی جاسکتی ہیں۔ ابتدائی سطح پر انگریزی سیکھنے کی سرگرمیوں سے متعلق وہ زبان ہوسکتی ہے جس کے ذریعہ بچے دنیا کے بارے میں معلومات

کے ذریعہ تعلیم کی تمام ضروری سہولتیں مہیا کرائی جائیں۔

- بچے ابتدا سے ہی کثیر لسانی تعلیم حاصل کریں گے۔ سہ لسانی فارمولے کو اس کے اصل روپ میں نافذ کیے جانے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے کثیر لسانی ملک میں کئی زبانوں میں اظہار خیال کی صلاحیت کو فروغ دیا جاسکے۔
- غیر ہندی زبان والی ریاستوں میں بچے ہندی سیکھتے ہیں۔ ہندی ریاستوں میں بچے وہ زبان سیکھیں جو اس علاقے میں نہیں بولی جاتی۔ ان زبانوں کے علاوہ جدید ہندوستانی زبان کی حیثیت سے سنسکرت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔
- بعد کی تعلیمی سطحوں پر کلاسکی اور غیر ملکی زبانوں کو متعارف کرایا جاسکتا ہے۔

3.1.2 گھر کی/پہلی زبان (زبانوں) یا مادری زبان کی تعلیم

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ جب بچے اسکول میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اپنی فطری لسانی استعداد اور گردوپیش میں موجود لوگوں کے رابطے کے ذریعہ اپنی زبان یا بعض اوقات متعدد زبانوں میں ترسیلی مہارت حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ وہ محض کچھ ہزار الفاظ کے ذخیرے کے ساتھ ہی اسکول نہیں آتے بلکہ زبان کی پیچیدگیوں اور اس کی آوازوں، لفظوں، جملوں اور کلام پر مشتمل متنوع ساختوں پر بھی انھیں عبور حاصل ہوتا ہے۔ بچے میں اپنی زبان (زبانوں) کو ٹھیک ٹھیک اور مناسب انداز سے سمجھنے اور بولنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ مفاہیم کو سمجھنا اور بولنا جانتا ہے بلکہ وہ اپنی زبان کا صحیح استعمال بھی کرتا ہے۔ وہ مختلف لوگوں، جگہوں اور موضوعات کے لحاظ سے اپنے رویے میں تبدیلی لاسکتے ہیں۔ واضح طور پر بچوں میں آوازوں کے اتار چڑھاؤ کے ذریعے زبان کی پیچیدہ ساختوں کی سمجھ حاصل کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ کلاس میں اعلیٰ سطح کی ترسیلی اور ذہنی استعداد کو دھیرے دھیرے فروغ دینا ہی پہلی یا مادری زبان کی تدریس کا مقصد ہونا چاہیے۔ تیسرے درجے کے بعد سے زبانی اور تحریری طریقوں سے اعلیٰ سطح کی ترسیلی مہارت اور ناقدانہ غور وفکر کی نشوونما کے لیے کوشش ہونی چاہیے۔ ابتدائی سطح پر بچوں کی زبانوں کو کسی بھی اصلاح کے بغیر اسی طرح قبول کیا جانا چاہیے جیسی وہ ہیں۔ چوتھے درجے کے بعد اگر بہتر اور دلچسپ مواقع فراہم کیے جائیں تو بچے زبان کا معیاری تلفظ اور املا خود سیکھ لیتے ہیں۔ لیکن اس عمل کے دوران بچے کی مادری زبان کا لحاظ رکھا جانا چاہیے۔ یہ بات تسلیم کرلینی چاہیے کہ غلطیاں، سیکھنے کے عمل کا حصہ ہوتی ہیں اور یہ کہ بچے اپنی اصلاح خود کرلیں گے جب وہ اس لائق ہوجائیں گے۔ غلطیوں اور مشکل مقامات، پر توجہ دینے کے بجائے تفصیلی، دلچسپ اور چیلنجوں سے پُر مواقع کے لیے زیادہ وقت دیا جانا چاہیے۔

اسکول میں مادری زبانوں کی تدریس کی اہمیت کے بارے میں جو کچھ بھی کہا جائے وہ مبالغہ نہیں ہوگا۔ اگرچہ بچے بنیادی ترسیلی مہارت حاصل کرکے ہی اسکول میں داخل ہوتے ہیں پھر بھی انھیں اسکول میں زبان کی اعلیٰ صلاحیت حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ زبان کی بنیادی صلاحیت ایسے معاملوں میں تو کافی ہوتی ہے جہاں ماحول اچھا ہو اور ذہن پر زیادہ دباؤ نہ پڑتا ہو مثلاً بچوں کی باہمی بات چیت مگر ایسے معاملات میں جہاں کسی طرح کی کوئی مدد نہ ملے اور ذہن پر سخت دباؤ پڑتا ہو مثلاً پیچیدہ موضوع پر مضمون لکھنا اعلیٰ درجے کی صلاحیت درکار ہوتی ہے۔ یہ بات اب ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ اعلیٰ سطح کی لسانی صلاحیت ایک زبان سے دوسری زبان میں آسانی سے منتقل کی جاسکتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ

استاد کی تربیت مسلسل اور وہیں ہونی چاہیے جہاں وہ تدریسی فرائض انجام دے رہا ہو(رسمی اور غیر رسمی امدادی طریقوں کے ذریعے) اور ساتھ ہی یہ تربیت اسے تیار کرنے والی بھی ہونی چاہیے۔اسی طرح مہارت اور پیشہ ورانہ معلومات جہاں تک ممکن ہو استاد کی اپنی زبان میں فراہم کی جائے۔ جو انگریزی پڑھانے والے اساتذہ ہیں انھیں انگریزی کی بنیادی استعداد ہونی چاہیے۔تمام استادوں میں یہ مہارت ہونی چاہیے کہ وہ اس انداز سے انگریزی پڑھا سکیں جو زبان سیکھنے کے عمل سے متعلق ان کے علم کے مطابق ہو۔اس کے لیے مختلف قسم کا ساز وسامان مہیا ہونا چاہیے تاکہ بھرپور امدادی وسائل پر مبنی نصاب فراہم کیا جاسکے جس میں بامعنی ہونے پر توجہ دی گئی ہو۔

زبان دانی کا اندازہ لگانے کے عمل کو مخصوص نصابوں کے مطابق کامیابی سے وابستہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ لسانی مہارت کی پیمائش کے پیمانے کی شکل میں دیکھا جانا چاہیے۔تعین قدر کے عمل کو ایک شکل میں دیکھنے کے بجائے آموزش کے معاون عمل کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔طلبا کی کارکردگی کی مسلسل جانچ ہونی چاہیے اور پورٹ فولیو کی شکل میں اس کا ریکارڈ رکھا جانا چاہیے۔ زبان کی صلاحیت کے سلسلے میں قومی معیار اور پیمانے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔جن کا بنیادی مقصد اختیاری انگریزی زبان کی جانچ کے ایسے پیمانے وضع کرنا ہے جس سے درسیاتی آزادی اور تعین قدر کی معیار بندی قائم ہو۔ نصاب میں آزادی اور جانچ کے درمیان توازن قائم ہو۔اس سے انگریزی (ریاضی بھی) کے موجودہ مسئلے کو حل کرنے میں مدد ملے گی کیوں کہ دسویں جماعت میں طلبا کی ناکامی کی ایک اہم وجہ انگریزی ہی ہوتی ہے۔طلبا کو انگریزی کے بغیر پاس ہونے کی اجازت دی جاسکتی ہے، اگر باضابطہ اسکولی نظام کے باہر انگریزی کی صلاحیت کے لیے سرٹیفکٹ دینے کا متوازی انتظام کیا جاسکے۔

3.1.4 پڑھنے لکھنے کے لیے سیکھنا

اگر چہ ہم زبان کی متعدد مہارتوں کی تدریس ایک مربوط طریقۂ کار کی پرزور وکالت کرتے ہیں لیکن کئی معاملات، خاص طور پر گھریلو زبانوں کے معاملے میں اسکول کو پڑھنے اور لکھنے پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ثانوی، تیسری یا کلاسیکی یا غیر ملکی زبان کے ضمن میں، پڑھنے کی مہارت کے ساتھ ساتھ سبھی ترسیلی مہارتیں اہم ہوجاتی ہیں۔ ایسے یک رخے اور بندھے بندھائے طریقوں کے بجائے جن کا کوئی مطلب نہیں ہوتا، بچے ایک ہمہ جہتی ماحول میں زیادہ سیکھتے ہیں جہاں انھیں ہم آہنگی کا احساس ہو۔متنوع اور قابلِ فہم امدادی وسائل زبان کی سبھی مہارتیں حاصل کرنے کے لیے اہم ہوتے ہیں۔کئی قسم کے ترسیلی معاملات میں جیسے فون پر کسی سے بات چیت کے دوران پیغام درج کرنا، کئی قسم کی مہارتوں کا ایک ساتھ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ ہم واقعی چاہتے ہیں کہ بچہ سمجھ کر پڑھے اور لکھے۔ زبان جو مہارتوں، خیالات کے اشاریوں اور تشخص کی علامتوں کا مجموعہ ہے اسکول کے تمام مضامین میں شامل ہوتی ہے۔ بولنا اور سننا، پڑھنا اور لکھنا عام مہارتیں ہیں۔ اور ان پر عبور اسکول میں بچوں کی کامیابی کو متاثر کرنے والا ایک اہم سبب ہوتا ہے۔کئی معاملوں میں ان سبھی مہارتوں کو ایک ساتھ استعمال کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لیے اسکول کی سطح پر زبان کی تدریس سب لوگوں کی توجہ کا مرکز ہونی چاہیے نہ کہ صرف زبان کے استاد کی ذمہ داری ہے۔ ساتھ ہی زبان سے وابستہ مہارتوں کے بنیاد ساز کردار محض ابتدائی سطح پر ہی نہیں چھوڑ دیا جانا چاہیے بلکہ جیسے جیسے موضوع میں نئی ضرورتیں پیدا ہوں ان کو ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطحوں پر استعمال کرنا چاہیے۔ زندگی سے متعلق مہارت جیسے تنقیدی فکر کی مہارت، دوسروں کے ساتھ بات چیت کرنے کی مہارت، تول مول کرنے یا منع کرنے کی مہارت، فیصلہ لینے یا مسئلہ کو حل کرنے کی

> آئین میں ہر بچے کو آٹھ برس کی تعلیم کی گارنٹی دی گئی ہے جس کے تحت چار برسوں میں انگریزی زبان میں مہارت حاصل کرنا ممکن ہونا چاہیے۔ شروع ہی سے اسکول کثیرلسانی ماحول بنانے سے اس کے منفی اثرات ظاہر ہوسکتے ہیں جیسے اپنی زبان پر کم توجہی اور نہ سیکھ پانے کا بوجھ۔

حاصل کرسکیں۔ بعد کے مرحلوں میں سیکھنے کا سارا عمل زبان کے ذریعے ہوتا ہے۔ اعلیٰ درجے کی لسانی مہارت سبھی زبانوں میں ایک سی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر پڑھنا ایک ایسی مہارت ہے جسے ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ ایک زبان میں پڑھنے کی صلاحیت میں بہتری آتی ہے تو دوسری زبانوں کو پڑھنے کی صلاحیت کو بھی بہتر کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی اپنی زبان میں پڑھنے میں ناکام ہوتا ہے تو اس سے ثانوی زبان کو پڑھنے کی صلاحیت پر بھی برا اثر پڑسکتا ہے۔

انگریزی کوئی الگ تھلگ زبان نہیں ہے۔ انگریزی تدریس کا مقصد ایک سے زیادہ زبانیں بولنے والے لوگ پیدا کرنا ہے جو ہماری تمام زبانوں کو مالا مال کرسکیں۔ یہ ایک دیرینہ قومی نصب العین رہا ہے۔ مختلف ریاستوں میں دیگر ہندوستانی زبانوں کے ساتھ انگریزی کے لیے بھی جگہ بنانے کی ضرورت ہے۔ جہاں بچوں کی دیگر زبانیں انگریزی کی تدریس اور سیکھنے سکھانے کے عمل کو تقویت دیں۔ انگریزی ذریعۂ تعلیم کے اسکولوں میں انگریزی کی مفروضہ برتری کو کم کرنے کے لیے دیگر ہندوستانی زبانوں کو فعال بنانے کی ضرورت ہے۔ انگریزی میڈیم اسکولوں کی نسبتاً زیادہ کامیابی سے ظاہر ہے کہ زبان اسی وقت سیکھی جاتی ہے جب وہ زبان کے طور پر نہ پڑھائی جائے بلکہ بامعنی سیاق وسباق اور ماحول سے واقفیت کے ذریعے پڑھائی جائے۔ اسی لیے انگریزی کو دوسرے مضامین سے جوڑ کر دیکھنا چاہیے۔ ابتدائی تعلیم کے نقطۂ نظر سے پوری درسیات میں زبان کی درس وتدریس کی خاص اہمیت ہے اور آگے چل کر تدریس کا عمل ایک لحاظ سے زبان کی تدریس ہے۔ یہ تصور ''انگریزی بطور مضمون'' اور ''انگریزی بطور ذریعۂ تعلیم'' کے درمیان دوری کو کم کرسکتا ہے۔ اسی طرح ایک ایسے مشترک اسکولی تعلیم کے نظام کی طرف بڑھ سکتے ہیں جہاں ''زبان کی تدریس اور ذریعۂ تعلیم کے طور پر زبان'' کے استعمال میں فرق نہ کیا جائے۔

آموزش میں مدد دینے والے وسائل اور ماحول زبان سیکھنے کی پہلی شرط ہے، چاہے وہ پہلی زبان ہو یا ثانوی۔ ان وسائل میں نصابی کتب، طالبِ علم کے ذریعے منتخب کیے گئے اسباق اور جماعت کی لائبریری جس میں کئی موضوعات کو جگہ دی گئی ہو، (مثال کے طور پر نوجوان آموزگار کے لیے ایک سے زائد زبانوں میں) چھپا ہوا مواد، متوازی کتب اور سازوسامان میڈیا سے تعلق رکھنے والی اشیا (میگزین/اخبار، ریڈیو/آڈیو کیسٹ) اور تسلیم شدہ اشیا شامل ہیں۔ محرومیوں کے شکار طلبا سے متعلق زبان کے ماحول کو بہتر بنانے کے لیے اسکولوں کو اجتماعی مراکز کے طور پر فروغ دیا جانا چاہیے۔ اس سمت میں کئی کامیاب تجربات ہوئے ہیں جنھیں مزید غور وفکر اور ترغیبی عمل سے عام کیا جاسکتا ہے۔ ان سے متعلق نقطۂ نظر اور طریقے ایک دوسرے سے الگ نہیں بلکہ ایک عمومی فلسفیانہ تناظر کے تحت ایک دوسرے کو تقویت پہنچانے والے ہونے چاہئیں۔ (جس میں وائیگوتسکیان، پیاژے، اور چامسکی کے اصول شامل ہوں)۔ اعلیٰ مہارتوں (جس میں ادبی ذوق اور صنف سے متعلق قائم کرنے میں زبان کی اہمیت شامل ہے) کو فروغ دینے کی کوشش تبھی کی جانی چاہیے جب بنیادی مہارتوں میں پختگی لائی جاچکی ہو۔

اسکول میں ریاضی کی تعلیم کے کچھ مسائل

1۔ بیشتر بچے ریاضی کے معاملے میں خوف اور ناکامی کا احساس رکھتے ھیں۔ اس لیے وہ ابتدا میں ھی دست بردار ھوجاتے ھیں اور ریاضی کی سنجیدہ پڑھائی کو چھوڑ دیتے ھیں۔

2۔ یہ نصاب صرف اس کو چھوڑ دینے والوں کے لیے ھی نہیں بلکہ یہ باصلاحیت بچوں کے لیے بھی کوئی چیلنج پیش نہیں کرتا۔

3۔ درجہ بندی کے مسائل، مشقیں اور طریقے میکانکی اور تکراری ھیں اور اس میں شماریات پر زیادہ زور دیا گیا ھے۔ مگر فضائی تفکّر سے متعلق حساب کو مناسب مقام نہیں دیا گیا ھے۔

4۔ اساتذہ میں اعتماد، تیاری اور سہارے کا فقدان ھوتا ھے۔

کہانی سنانا صرف اسکول سے پہلے کی سطح کے لیے ہی سودمند نہیں ہے بلکہ بعد میں بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ بیانیہ انداز میں سنائی گئی زبانی کہانی نہ صرف منطقی سمجھ کی بنیاد فراہم کرتی ہے بلکہ ہمارے تخیل کو وسیع کرتی ہے اور زندگی کی مختلف حالتوں میں شراکت کی صلاحیت کو بھی فروغ دیتی ہے۔ تخیل اور پُر اسراریت بچے کی نشوونما میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ زبان سیکھنے کے ایک حصے کے طور پر سننے کی مہارت کو موسیقی کی مدد سے بھی بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ جس میں عوامی، کلاسیکی نیز مقبول عام دھنیں بھی شامل ہیں۔ عوامی گیتوں اور موسیقی بھی زبان کی نصابی کتابوں میں جگہ پانے کی مستحق ہیں جنھیں انوکھی مشقوں اور سرگرمیوں کی مدد سے فروغ دیا جانا چاہیے۔

زبان کی تعلیم کے پڑھنے کی مہارت کے لیے مرکزی عمل کے طور پر کھلے ذہن سے تسلیم تو کرلیا گیا ہے لیکن اسکولی نصاب اور اسے یاد کرنے کے بوجھ سے اس قدر گراں ہے کہ اپنے لیے پڑھنے کا لطف ہی ختم ہوجاتا ہے۔ سبھی سطحوں پر انفرادی مطالعے کی تہذیب کو فروغ دینے کے مواقع کی ضرورت ہے اور اساتذہ کو اس تہذیب کے ایک رکن کی حیثیت سے مثال قائم کرنی چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اسکولوں اور عام لائبریریوں کی حوصلہ افزائی ہو۔ یہ خیال کہ ناول پڑھنا وقت برباد کرنا ہے پڑھنے کی عادت کی حوصلہ شکنی کی بڑی وجہ ہے۔ سبھی درجوں کے تمام اسکولی مضامین کے لیے اہم اور ضروری معاون قابل مطالعہ مواد کو تیار کرنے اور مہیا کرانے کی فوری ضرورت ہے۔ اس طرح کا کافی مواد، حالانکہ اس کا معیار مختلف ہے، بازار میں دستیاب ہے اور اس کا استعمال کلاس میں کسی مضمون کو پڑھانے میں اضافی امدادی اشیا کے طور پر کیا جاسکتا ہے۔ اساتذہ کے تربیتی پروگراموں میں اس طرح کے مواد سے استادوں کو واقف کرانے اور ایسا معیار فراہم کرنے کی ضرورت ہے جن کے مطابق ان کا انتخاب کیا جاسکے اور موثر طریقے سے ان کا استعمال کیا جاسکے۔

لکھنے کی اہمیت تسلیم تو کی جاتی ہے مگر درسیات میں اس کے جدید رویّوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اساتذہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ بچے صحیح طریقے سے لکھیں۔ وہ لکھنے میں اپنے خیالات واحساسات کا اظہار کرتے ہیں یا نہیں، اس بات کو اہم نہیں مانا جاتا ہے۔ جیسے بالکل ابتدائی سطح پر تلفظ پر زور دینے سے بچے کو اپنی زبان میں آزادانہ گفتگو کرنے کی تربیت دی جاتی ہے ویسے ہی میکانکی طور پر صحیح طریقے سے لکھنے کی ضرورت اپنے خیالات کے اظہار پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اساتذہ کو یہ ترغیب دینے اور ذہن نشین کرانے کی ضرورت ہے کہ لکھنا فنی اظہار کے برابر ہے۔ وہ اسے ایک دفتری مہارت قیاس نہ کریں۔ ابتدائی سالوں میں لکھنے کی مہارت کو بولنے، سننے اور پڑھنے کی مہارتوں کے ساتھ فروغ دینا چاہیے۔ اسکول کی اعلیٰ ابتدائی اور اعلیٰ ثانوی سطحوں پر نوٹ تیار کرنے کی مہارت کو فروغ دینے کی تربیت کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔ اس سے آگے

مہارت، حالات سے مقابلہ کرنے اور خود کے انتظام وغیرہ کی مہارتوں کا روزمرہ زندگی میں خاص مقام ہے۔

زبان کے تربیت یافتہ استاد بول چال کی زبان کو صحت الفاظ کے ساتھ جوڑتے ہیں نہ کہ اس کے کہ قوتِ اظہار اور شراکت کے لحاظ سے۔ اسی وجہ سے کلاس میں بات چیت کو ہمارے نظام میں منفی انداز سے لیا جاتا ہے اور بچّوں سے خاموش رہنے یا صحیح تلفظ کے ساتھ بولنے میں استاد کی ساری توانائی صرف ہوتی ہے۔ اگر استاد بچّے کی باتوں کو شور نہ سمجھتے ہوئے ایک وسیلے کے طور پر دیکھے تو نظم وضبط اور احتجاج کا جھگڑا اظہار اور معاونت کی شکل میں بدل جائے گا۔ اس ضمن میں کافی معلومات دستیاب ہیں کہ کیسے گفتگو کو پڑھائی کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے اور زیرِ خدمت نیز تدریس سے متعلق جو اساتذہ ہیں اور جو بننے والے ہیں دونوں کو اس سے متعارف کرانا چاہیے نصابی کتابوں اور تدریسی مواد تیار کرنے والے ماہرین بھی ایسی تجاویز یا منصوبے بنا سکتے ہیں اور اساتذہ کی رہنمائی کر سکتے ہیں کہ کس طرح بچّوں کے چھوٹے گروہوں کی بات چیت اور ان مشقوں سے نفسِ مضمون کی پیش کاری اور محاسبہ وموازنہ کیا جاسکتا ہے جن کی مدد سے مقابلہ آرائی، سوچنے اور یاد رکھنے، اندازہ لگانے، چیلنج کرنے نیز درجہ بندی کرنے اور فیصلہ لینے کا مادہ پیدا ہو سکے۔ سننے کے معاملے میں اسی طرح کی مفصل مشق کی تجویز یا منصوبہ اگر نصابی کتب، امدادی کتب اور اساتذہ کے لیے رہنما کتب میں شامل کی جائیں تو وہ اس اہم صلاحیت اور اقدار کے احاطوں کو ازسرِنو قائم کرنے میں معاون ہوگی اس کے علاوہ توجہ دینا، دوسرے اشخاص کی رائے کا احترام کرنا، جو کچھ بولا جارہا ہے اس سے رابطہ بنائے رکھنا اور اس کا ایک اندازہ لگالینا بھی اہمیت رکھتا ہے۔ لہٰذا سننے کا عمل بھی ہنرمندی اور قدروں کا ایسا ہی پیچیدہ جال ہے جتنا کہ بولنے کا عمل۔ مقامی طور پر دستیاب ذرائع میں لوک کتھائیں اور کہانی سنانا، اجتماعی گانا (کورس) اور ناٹک شامل ہیں۔

بچّے پڑھنا کیوں نہیں سیکھتے

√ اساتذہ میں بنیادی تدریسیاتی صلاحیتوں کا فقدان ہے۔ (اس بات کی تفہیم کہ سیکھنے والا کہاں وضاحت کرتا ہے، کہاں مناسب سوالات پوچھتا ہے اور پڑھنے کے لیے سیکھنے کے طریقہ عمل کو سمجھتا ہے، جس کا احاطہ بنیادی طریقہ عمل جیسے نصاب کی شناخت اور حرف۔ صوت کا میلان، سے لے کر اوپری سرے کے مکمل لفظ کی شناخت اور متن سے معنی اخذ کرنے کے طریقہ عمل سے واقف ہونا۔ ان میں اکثر جماعت کی انتظامی صلاحیتوں کا بھی فقدان ہے۔ تخیئلی درآیدے اور اظہاریت کے بجائے اُن کا ذہنی میلان اغلاط یا سخت مقاموں پر ہوتا ہے۔

√ ملازمت سے پہلے تربیت میں آئے اساتذہ کے طریقۂ تعلیم کی ٹھیک سے تیاری نہیں ہوتی اور دوران ملازمت کی تربیت عام طور پر بے مقصد ہوتی ہے۔

√ نصابی کتابیں جزو وقتی طور پر لکھی جاتی ہیں جن میں پڑھنا سیکھنے کے کسی مربوط طریقے کو اپنانے کی کوشش نہیں ہوتی۔

√ غیر سہولت یافتہ پس منظر کے بچّوں کو خاص طور پر، پہلی نسل کے پڑھنے والوں کو استاد قبول نہیں کرتے اور وہ اپنے کو نصابی کتابوں سے جڑاہوا محسوس نہیں کرتے۔

پڑھنا شروع کرنے کے لیے کچھ قابل عمل تجاویز

√ کمرۂ جماعت میں ماحولیاتی مطبوعات سے مالامال نشانات کے مظاہرے، چارٹ، کام تنظیمی اطلاعات وغیرہ جس سے تحریری علامات کی مثالی شناخت بشمول حرف۔ صوت مراسلت کی تعلیم فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

√ تخیئلی درآیدے کی ضرورت ہے جسے کوئی باصلاحیت قاری مناسب حرکات و سکنات اور ڈرامائی انداز سے پڑھ سکتا ہو۔

√ بچّوں کے بتائے گئے تجربات کو لکھنا اور پھر ان سے وہی لکھے ہوئے تجربات پڑھوانا۔

√ اضافی مواد کا پڑھنا۔ کہانیاں نظمیں وغیرہ۔

√ پہلی پیڑھی کے طلبا کو اپنا سبق خود تیار کرنے اور منتخب کیے گئے سبق کو جماعت میں پیش کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے۔

- بچے بامعنی مسائل سامنے رکھیں اور ان کا حل بھی تلاش کریں۔
- بچے تجریدیت کا استعمال رشتوں کو سمجھنے، ہیئتوں کو دیکھنے، اشیا کے اسباب تلاش کرنے، بیانات کی تصدیق یا تغلیط کرنے کی بحث میں کرتے ہیں۔
- بچے ریاضی کی بنیادی ہیئتوں، حساب، الجبرا، جیومیٹری، ٹرگنومیٹری کو سمجھیں جو کہ اسکولی ریاضی کے سبھی بنیادی مواد تجریدی سسٹم، اجماع اور مساوات کاری کے لیے طریقۂ کار مہیا کرتے ہیں۔
- استاد جماعت میں ہر ایک بچے کے ساتھ اس یقینی بنیاد پر کام کرے کہ ہر بچہ ریاضی سیکھ سکتا ہے۔

اسکول کی مختلف سطحوں میں مسائل حل کرنے کے ڈھنگ بتدریج سکھائے جاسکتے ہیں جیسے کہ تجریدیت، تخمینہ کاری، موازنہ و مشابہت، تجزیہ کاری، اشیا کو سادہ تر حالات تک لے جانا یہاں تک کہ اندازہ لگانا اور اس کی توثیق بھی بہت سے مسائل کو حل کرنے کے تناظر میں سودمند ہے۔ مزید یہ کہ جب بچے کو مختلف طرح کی تدابیر کی جان کاری ہوجاتی ہے تو ان کے فکری ذرائع بھی قوی ہوجاتے ہیں اور وہ یہ بھی سیکھ لیتے ہیں کہ کون سی تدبیر زیادہ موثر ہے۔ بچوں کو حساب کے بنیادی قواعد کے اظہار کی بھی ضرورت ہوتی ہے نہ صرف یہ یقین کہ ریاضی کلیتاً ایک سائنس ہے۔ عددوں کی تخمینہ کاری اور حل کا مناسب اندازہ لگانا بھی ایک لازمی مہارت ہے۔ جب ایک کسان کسی مخصوص فصل کا اندازہ لگاتا ہے تو اندازہ کاری، تخمینہ کاری مخصوص مہارتوں کا استعمال بڑی حد تک کرتا ہے۔ اسکولی ریاضی اس طرح کی مفید مہارتوں کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔

بصری ثبوت:
3×5=5×3 کیوں ہے؟

تین کے پانچ گروپ

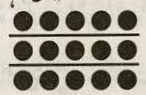
پانچ کے تین گروپ

محاکات اور نمائندگی ایسی مہارتیں ہیں جو ریاضی کی مدد سے فروغ پاتی ہیں۔ مقدار، شکلوں اور خاکوں کے استعمال سے حالات کی عکس ریزی میں ریاضی کا بہترین استعمال ہوسکتا ہے۔ ریاضی نظریات کی کئی طرح سے نمائندگی کی جاسکتی ہے اور یہ نمائندگی مختلف سیاق وسباق میں مختلف مقاصد میں کام آتی ہے۔ ان سب سے ریاضی کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی کام کو الجبرائی شکل میں دکھایا جاسکتا ہے اور ایک گراف کی شکل میں بھی۔ اب اگر p/q کو ایک مکمل اکائی کے جُز کی شکل میں ظاہر کیا گیا ہے تو وہ دو عددوں p اور q کی تقسیم کاری کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ مختلف طرح کی کسروں کے بارے میں یہ جاننا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ کسروں کے حساب کے بارے میں جاننا۔

ریاضی اور دوسرے مضامین کے مابین ربط بنانے کی بھی ضرورت ہے۔ جب بچے گراف کھینچنا سیکھتے ہیں تو انھیں ارضیات (جغرافیہ کی ایک شاخ) سمیت دوسری سائنسوں سے رابطہ قائم کرنے میں بھی حوصلہ افزائی چاہیے۔ ہمارے بچوں کو یہ حقیقت سمجھنی چاہیے کہ ریاضی سائنس کے مطالعے کا ایک موثر آلہ ہے۔

مسائل کی پیش کش

√ اگر آپ جانتے ھیں کہ 367+235=602 تو 369+234 کتنے ھوں گے۔ جواب کیسے ملا؟

√ 5384 میں سے کوئی ایک عدد بدل دیجیے۔ کیا تعداد کم یا زیادہ ھوتی ھے اور کتنی؟

چل کر تختۂ سیاہ، درسی کتابوں اور شرحوں سے نقل کرنے کی میکانکی عادت کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ روایتی انداز میں مکتوب اور مضمون نویسی پر بھی روک لگانے کی ضرورت ہے تاکہ قوّتِ متخیلہ اور تخلیقیت کو تعلیم میں مزید موثر رول ادا کرنے کا موقع مل سکے۔

3.2 ریاضی

ریاضی کی تعلیم کا اصل مقصد بچے کی حسابی مہارتوں کو ترقی دینا ہے۔ اسکولی حساب کا محدود مقصد، 'مفید' مہارتوں بالخصوص عددی حساب، حسابی عمل، پیمائش، اعشاریہ اور فی صد کو ترقی دینا ہے۔ اس کا بڑا مقصد بچے کو حسابی طور پر سوچنے اور اسباب پر غور کرنے، مفروضات سے مدلل نتائج اخذ کرنے اور پیچیدگیوں کو حل کرنے اس کے ساتھ ساتھ مسائل کو باقاعدہ طریقے سے سمجھنا اور ان کا حل ڈھونڈنے کی اہلیت کو ترقی دینا بھی اس کے مقاصد میں شامل ہیں۔

اس کے لیے حوصلہ مند، مدلّل اور ریاضی کے اہم اصولوں کی تعلیم دینے والے نصاب کی ضرورت ہے۔ یہ ان معنوں میں حوصلہ مند ہونا چاہیے کہ مندرجہ بالا نکات کی حصولیابی کے لیے کوشاں رہے نہ کہ صرف محدود مقاصد کو پیش نظر رکھے۔ اسے اس معنی میں مربوط ہونا چاہیے کہ اجزا میں دستیاب مختلف اکائیاں اور تعلیم (حساب، الجبرا اور جیومیٹری) ایک ایسی صلاحیت میں ڈھل سکیں جو ثانوی جماعتوں میں آنے والے مضامین یعنی سائنس اور سوشل اسٹڈیز وغیرہ کی مشکلات کا سامنا کرسکیں۔ یہ اس معنی میں اہم ہونا چاہیے کہ طلبا ایسے مسائل کے حل کرنے کی ضرورت محسوس کریں، نیز اساتذہ اور طلبا دونوں ایسے مسائل کو حل کرنے میں اپنے وقت اور اپنی توانائی کا بہتر استعمال کریں۔ ریاضی کے نصاب کے دو اہم مطالبات ہیں۔ ریاضی کی تعلیم ہر طالب علم کے دماغ کو اپنی طرف کھینچنے کے لیے کیا کرسکتی ہے اور یہ طالب علم کے ذرائع کو کیسے تقویت پہنچاتی ہے؟

چوں کہ ریاضی ثانوی سطح تک ایک لازمی مضمون ہے لہٰذا ریاضی کی معیاری تعلیم کا حصول ہر بچے کا حق ہے۔ تعلیم کی ہمہ گیری کے تعلق سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آٹھ سالوں کی اسکولی تعلیم کے دوران بچے کو کس قسم کی ریاضی کی تعلیم دی جائے جو اسے اعلیٰ ثانوی تعلیم کے لیے ہی نہ تیار کرے بلکہ زندگی کے مختلف مراحل میں بھی اس کے کام آئے۔ ابتدائی اسکول میں پڑھائی گئی ریاضی کی بیشتر مہارتیں مفید ہوتی ہیں۔ بہر حال مذکورہ مقاصد کی حصول یابی کے لیے درسیات کی تازہ کاری سے بچے اس وقت کا بہتر استعمال کرسکتے ہیں جو وہ اسکول میں مسائل حل کرنے اور تجزیہ کرنے کے نام پر گزارتے ہیں اور زندگی میں مختلف النوع مسائل کا بہادری سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔ ساتھ ہی حساب کے نصاب کی لمبی چوڑی شکل وصورت (جس میں ایک مضمون میں مہارت دوسرے کے لیے لازمی ہوتی ہے) پر دیے جانے والے زور کو کم کرنا چاہیے تاکہ ایک وسیع نصاب تیار ہوجائے، جس میں وہ مضامین زیادہ ہوں جو بنیادی باتوں سے شروع ہوتے ہیں۔ یہ مختلف آموزگار کی ضرورتوں کو بہتر طریقے سے پورا کرپائیں گے۔

3.2.1 اسکولی ریاضی کی بصارت

- بچے ریاضی سے خوف زدہ ہونے کے بجائے اس سے لطف اٹھائیں۔
- بچے اہم ریاضی سیکھیں۔ ریاضی فارمولوں اور میکانکی طریقوں سے آگے بھی بہت کچھ ہے۔
- بچے ریاضی کو ایسا مضمون سمجھیں جس کے بارے میں وہ گفتگو کرسکتے ہیں، ترسیل کرسکتے ہیں، بحث کرسکتے ہیں اور اس پر ایک ساتھ کام کرسکتے ہیں۔

سابقہ آموزش اور تجربوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ انھیں ابتدائی سطح پر سیکھے گئے بنیادی نظریوں اور مہارتوں پر جو ایک ہمہ گیر حسابی خواندگی کو حاصل کرنے کے نقطۂ نظر سے ضروری ہے، دوبارہ توجہ دینے اور مستحکم کرنے کے قابل بناتی ہے۔

طلبا الجبرائی علامتوں اور مسائل کو حل کرنے اور عمومیت بخشنے میں اس کے استعمال، جگہوں اور شکلوں کے باقاعدہ مطالعے اور اعداد وشمار سے متعلق معلومات کو مستحکم کرنے سے واقف ہوتے ہیں۔ اعداد وشمار کا استعمال، ان کی نمائندگی اور وضاحت عام معلومات کو برتنے کی استعداد، جو زندگی کی ایک ضروری مہارت ہے، کا ایک خاص حصہ بناتی ہیں۔ اس سطح پر آموزش طلبا کی استدلالی فہم اور بصری مہارتوں کو مالا مال کرنے کا بھی موقع فراہم کرتی ہے۔

ثانوی سطح پر طالب علم حسابی ڈھانچے کو ایک نظام کے طور پر قبول کرتا ہے۔ وہ حسابی ترسیل کی خصوصیات سے واقف ہوتا ہے۔ انھیں اصطلاحات ونظریات کی تعریف، ان کی نمائندگی کے لیے علامتوں کا استعمال، بیان کیے گئے مسائل اور مسائل کے جواز کے ثبوت سے آگاہی ہوتی ہے۔ یہ پہلو خاص طور پر جیومیٹری میں ظاہر ہیں۔ طلبا الجبرا میں نمایاں صلاحیت پیدا کرتے ہیں جو نہ صرف ریاضی کے استعمال میں اہم ہے بلکہ خود ریاضی میں جواز اور ثبوت کی فراہمی میں بھی مددگار ہے۔ اس سطح پر طلبا مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت کے دوران سیکھے گئے نظریات اور مہارتوں کو مکمل کرتے ہیں۔ حسابی ماڈلنگ، اعداد وشمار کی تجزیہ کاری اور وضاحت جو اس سطح پر حاصل ہوتی ہے ایک اعلیٰ پائے کی ریاضی خواندگی کی شکل میں تبدیل ہوسکتے ہیں۔ اس سطح پر روابط اور نمونوں کی انفرادی اور اجتماعی کوشش، محاکات اور عمومیت کاری اور مفروضات قائم کرنا اور انھیں ثابت کرنا ضروری ہیں اور مناسب آلات کے ذریعے، جن میں حقیقی ماڈل جیسے ریاضی کی تجربہ گاہیں اور کمپیوٹر شامل ہیں، حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے۔

اعلیٰ ثانوی سطح پر حسابی نصاب کا مقصد طلبا کو ریاضی کے وسیع تر اطلاق کی تفہیم اور انھیں بنیادی آلات سے آراستہ کرنا ہے تاکہ اس طرح کا اطلاق آسانی سے کرسکیں۔ یہاں گہرائی اور تفصیل کی اکثر آپسی مخالف مانگوں کے مابین محتاط انتخاب ضروری ہے۔ ایک نظام کی طرح ریاضی کے تیزی سے پھیلاؤ اور اس کے استعمال کا وسیع پہلو زیادہ ہمہ گیری کی مانگ کرتا ہے۔ ایسے پھیلاؤ کے لیے شامل شدہ موضوعات کو ان کی حسابی اہمیت سے دیکھا جانا چاہیے۔ جو موضوعات قدرتی طور پر دوسرے مضامین سے زیادہ قریب ہیں انھیں ریاضی کے نصاب سے باہر رکھا جانا چاہیے۔ مضامین کی تشکیل کا ایک مقصد ریاضی کی باریکی اور نظریات کی ترسیل ہونا چاہیے جو قدرتی طور پر طلبا کی دلچسپی اور تجسس کو ابھارتی ہے۔

3.2.3 کمپیوٹر سائنس

جدید سماج کی تشکیل میں کمپیوٹر اور شماریات کی تکنیک کا جو زبردست اثر ہے اس سے اس طرح کے تعلیم یافتہ عوام کی ضرورت سامنے آئی ہے جو ایسی تکنیک کا سماج اور بنی نوع انسان کی بہتری کے لیے موثر استعمال کرسکتے ہیں۔ اس لیے یہ ضرورت محسوس ہورہی ہے کہ علم کے اس دائرۂ اثر کو اسکولی درسیات میں جگہ ملنی چاہیے۔

انفارمیشن ٹیکنولوجی کی درسیات جس میں انفارمیشن اور کمپیوٹر کے دور کے آلات کا استعمال شامل ہے اور کمپیوٹر سائنس کی درسیات جس میں یہ آلات بنائے اور استعمال کیے جاتے ہیں، ان دونوں کے درمیان تمیز کرنا ضروری ہے۔ ان دونوں کا اسکولی تعلیم میں اپنا اپنا مقام ہے۔

جب کہ کئی ممالک نے کمپیوٹر سائنس یا انفارمیشن ٹیکنولوجی کے نصابات اپنے اسکولوں میں نافذ کیے ہیں لیکن ہمیں ان چیلنجوں پر دھیان دینے کی ضرورت ہے جو ہندوستانی اسکول کے طلبا کو درپیش

اس بات پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ ریاضی میں باقاعدہ طور پر کوئی توجیہی نظام ہے بلکہ خوش ذوق اور شائستگی سے بھی آراستہ ہے جو کہ ریاضی دانوں کو عزیز ہیں۔ ثبوت اہم ہے لیکن استخراجی ثبوت کے ساتھ بچوں کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ تصویریں اور شکلیں کب ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ ثبوت ایک ایسا عمل ہے جو کسی بھی شکی مزاج شخص کو قائل کرنے کے لیے ضروری ہے۔ اسکولی ریاضی کے ذریعے سے ثبوت کی حوصلہ افزائی بطور ایک منظّم دلیل کے کی جانی چاہیے۔ اس کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ دلیل قائم کی جائے، اس کا تجزیہ کیا جائے، قیاس کرنے اور پہچاننے کی صلاحیت پیدا کی جائے اور یہ بات سامنے لائی جائے کہ دلیل اور بحث کے ذریعے توجیہہ کے بہت سے طریقے ہوتے ہیں۔

حسابی ترسیل جو کہ زبان کا بہت ہی محتاط اور غیر مبہم استعمال ہے اور تشکیل میں مشقت طلب ہے، حسابی عمل کی اہم خصوصیات ہیں۔ حساب میں زبان کا استعمال شستہ، محتاط اور مخصوص اسلوب میں ہوتا ہے۔ حساب داں اس بات پر غور کرتے ہیں کہ اعداد کو علامتوں کے ذریعے ظاہر کرنے کا کون سا طریقہ مناسب ہے کیوں کہ مناسب طریقے سے خیالات کو تقویت ملتی ہے۔ جیسے جیسے بچے بڑے ہوتے ہیں انھیں ان نکتہ آفرینیوں اور روایتوں کی اہمیت کو سمجھنے اور انھیں استعمال میں لانا بھی سکھانا چاہیے۔ بطور مثال مساوات بنائے رکھنے کو بھی اتنی ہی جگہ ملنی چاہیے جتنی انھیں حل کرنے کے لیے دی جائے۔

ایسی بہت سی مہارتوں اور کارگزاریوں کی بات کرتے ہوئے ہم نے کارگزاریوں اور رویّوں کے تنوّع کی بات کی ہے۔ یہ سب اسکولی حساب کو ان ضابطہ بندیوں اور بندھے ٹکے اصولوں سے آزاد کرانے کے لیے لازمی ہیں جن کا نفاذ پڑھائے گئے قواعد پر ہوتا ہے۔

3.2.2 درسیات

پرائمری سطح سے قبل کی ساری تعلیم ناصحانہ انداز کے بجائے کھیل کے ذریعے ہوتی ہے۔ گنتی کو ترتیب سے رٹنے کے بجائے بچوں کو چھوٹے چھوٹے گروپوں، لفظوں کے کھیل اور گنتی نیز اعداد اور مقدار کے درمیان ربط کو سیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ایک وقت میں آسان موازنہ اور درجہ بندی کرنا، شکل اور سمٹری کو پہچاننا ایسی مہارتیں ہیں جو اس سطح پر سیکھی جاتی ہیں۔ اسی سطح پر اور آگے بھی پہلے سے طے شدہ طریقوں کے بجائے بچوں کو اپنے جذبات وخیالات کے آزادانہ اظہار کے لیے زبان کے استعمال کی حوصلہ افزائی نہایت ضروری ہے۔

ابتدائی (پرائمری) سطح پر بچوں میں ریاضی کے لیے مثبت رجحان اور دلچسپی پیدا کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ وجدانی مہارت اور نظریہ ان کے پاس ہے۔ حسابی کھیل، پہیلیاں اور کہانیاں مثبت رجحان پیدا کرنے اور حساب کو روز مرّہ کی زندگی سے جوڑنے میں معاون ہوتی ہیں۔ یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ ریاضی صرف علم الاعداد نہیں ہے۔ اعداد اور ان کے استعمال کے علاوہ شکلوں، تعلیمی سوجھ بوجھ، نمونوں، پیمائشوں اور اعداد وشمار کی تفہیم کو بھی مناسب اہمیت دینی چاہیے۔ درسیات میں واضح طور پر سیکھنے والے کی ترقی کے عمل کو شامل کیا جانا چاہیے جو تصورات کو غیر مبہم سے مبہم کی طرف لے جاتا ہے۔ شماریاتی مہارتوں کے علاوہ شناخت کرنے، نمونوں اور اظہار اور بیان کرنے، مسائل کو حل کرنے میں تخمینہ لگانے اور اندازہ کرنے، رابطہ بنانے اور ترسیل اور استدلال کے لیے زبان کی مہارتوں کو فروغ دینے پر توجہ دینی چاہیے۔ اعلیٰ ابتدائی سطح پر طلبا کو پہلی بار ریاضی کی قوت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ ان طاقت ور مجرد نظریات کا استعمال کرتے ہیں جو انھیں

طلبا کون سی حیاتیات جانتے ہیں؟

''یہ طلبا سائنس نہیں سمجھتے۔ یہ پس ماندہ طبقے سے ہیں'' ہم اکثر ان بچوں کے بارے میں جو دیہی یا قبائلی پس منظر کے حامل ہیں ان سے متعلق یہ رائے سنتے ہیں۔ پھر بھی دیکھیں کہ یہ بچے اپنے روز مرّہ کے تجربات سے کیا کیا جانتے ہیں۔

جاناں بائی، سہیادری پہاڑیوں کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتی ہے۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ چاول اور توہر کی کھیتی میں مدد کرتی ہے۔ کئی بار وہ اپنے بھائی کے ساتھ بکریوں کو چرانے کے لیے بھی لے جاتی ہے۔ اس نے اپنی چھوٹی بہن کی پرورش میں مدد کی ہے۔ آج کل وہ 8 کلومیٹر پیدل سفر کر کے قریب کے سیکنڈری اسکول میں جاتی ہے۔

وہ اپنے فطری ماحول سے گہرا ربط رکھتی ہے۔ اس نے مختلف پودوں کو خوراک، دوا، ایندھن، رنگوں، اور عمارتی سامان کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اس نے مختلف پودوں کے حصوں کو گھریلو کام کاج کے لیے، مذہبی رسومات کے لیے، تہوار منانے کے لیے استعمال کیا ہے۔ وہ درختوں کے درمیان معمولی فرق بھی پہچانتی ہے اور موسمی تبدیلیوں کا درختوں کی شکل، سائز، پتوں اور پھولوں کی افزائش، خوش بو اور دیگر خصوصیات کا خیال رکھتی ہے۔ وہ تقریباً ایک سو قسم کے پودوں کو پہچان سکتی ہے اور کئی بار تو اپنی اس حیاتیات کے ٹیچر سے بھی زیادہ شناخت رکھتی ہے جس کا ماننا ہے کہ جاناں بائی ایک کمزور طالبہ ہے۔

کیا ہم جاناں بائی کی ایسے مدد کر سکتے ہیں تا کہ وہ اپنی اعلیٰ سوجھ بوجھ کو حیاتیات کے رسمی تصورات کے ساتھ بدل سکے۔ کیا ہم اسے قائل کر سکتے ہیں کہ اسکول کی حیاتیات کسی مجرد دنیا کے بارے میں نہیں ہے جسے طویل متن اور مشکل زبان میں بیان کیا گیا ہے، یہ اسی کھیت کے بارے میں ہے جس میں وہ کام کرتی ہے۔ جانوروں سے متعلق ہے جنھیں وہ جانتی ہے اور جن کی دیکھ بھال کرتی ہے، اس جنگل کے بارے میں ہے جس میں وہ روز گزرتی ہے؟ صرف تب ہی وہ صحیح معنوں میں سائنس کو سمجھ سکے گی۔

تلاش، مفروضات قائم کرنا، معیاری یا حسابی نمونوں کی تعمیر، نتیجے اخذ کرنا، مشاہدوں اور منضبط تجربوں کے ذریعے نظریوں کی توثیق یا ان کی تردید اور اس طرح طبعی دنیا کو متحرک کرنے اور چلانے والے اصولوں تک پہنچنا۔ سائنسی اصول کبھی آفاقی صداقت کے حامل نہیں ہوتے یہاں تک کہ سائنس کے مستحکم ترین اور ہمہ گیر آفاقی اصول بھی ہمیشہ غیر مستقل اور عبوری ہوتے ہیں جو نئے مشاہدے، تجربے اور تجزیے کی روشنی میں ترمیم پا سکتے ہیں۔

سائنس ایک ترقی پذیر اور مسلسل روز افزوں علم کا خزانہ ہے جو ہمیشہ تجربے کے نئے امکانات کو شامل کرتا ہے۔ ایک ترقی پذیر اور بہتر مستقبل کے پر امید سماج میں سائنس حقیقی معنوں میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ اس کی مدد سے لوگوں کو غریبی، لاعلمی اور توہّم پرستی کے موذی دائرے سے آزاد کرایا جا سکتا ہے۔ سائنسی اور تکنیکی ترقی نے زراعت اور صنعت کے روایتی روپ کو بدل دیا ہے اور کام کی نئی شکلیں ظہور میں آئی ہیں۔ آج کا انسان تیزی سے تغیر پذیر سماج کا حصہ ہے جہاں لچیلا پن، تجدیدیت اور تخلیقیت بہت اہم مہارتیں ہیں۔

سائنس کی تعلیم کو قطعی شکل دیتے وقت ان مختلف ناگزیر پہلوؤں کو ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے۔ سائنس کی بہتر تعلیم، بچے، زندگی اور سائنس کے تئیں مخلص ہوتی ہے۔ یہ عام مشاہدہ سائنسی درسیات کے مندرجہ ذیل امور کی معقولیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

1۔ **وقوفی معقولیت** کا تقاضہ ہے کہ درسیات کے مشمولات، ذہنی طریقۂ عمل، زبان اور تدریسی مشغلے عمر کے مطابق ہوں اور بچے کی ذہنی رسائی کے اندر ہوں۔

2۔ **مشمولات کی معقولیت** کا تقاضہ ہے کہ درسیات اہم اور صحیح سائنسی معلومات فراہم کرے۔ مواد کی سادگی ضروری ہے تا کہ درسیات طالب علم کی وقوفی سطح

ہیں۔ پہلا چیلنج کمپیوٹر سائنس کے لیے تکنیکی ذرائع کی قلت ہے۔ کمپیوٹنگ ذرائع کی کمی کے باوجود کمپیوٹر سائنس پڑھانا، (کمپیوٹر کے استعمال کی تو بات رہنے دیجیے) سوچنا ہی فضول ہے۔ سبھی طلبا کے لیے کمپیوٹر اور اس کے لیے رابطے مہیا کرانا ایک بڑا تکنیکی اور مالی چیلنج ہے۔ کمپیوٹر تکنیک کے روز افزوں اثرات کو دیکھتے ہوئے ہمیں اس بنیادی چیلنج کو سنجیدگی سے لینا ہوگا اور ہارڈ ویئر، سافٹ ویئر اور رابطے کی تکنیک کے معاملے میں معروضی متبادل تلاش کرنے ہوں گے جو ہندوستان کے شہری اور دیہی اسکولوں کے لیے مناسب اور فائدے مند ہوں۔

ہمیں کمپیوٹر سائنس اور انفارمیشن ٹیکنولوجی میں ایک جامع اور مربوط نصاب کو ترقی دینے کے مسئلے کو بھی حل کرنا ہوگا جو تعلیمی تربیت کار، منتظمین اور عوام کے درمیان بحث ومباحثے کے لیے بنیاد فراہم کرسکے۔ کچھ بنیادی عناصر کئی کمپیوٹر سائنس اور انفارمیشن ٹیکنولوجی کے نصابات میں مشترک ہیں اور وہ ہندوستانی اسکولوں میں بھی نافذ ہوسکتے ہیں۔ ان میں اعادے کے مراحل اور حسابی عمل، شماریات سے پیدا ہونے والے عام مسائل کو حل کرنے کی حکمت عملی، کمپیوٹر استعمال کے مواقع، جدید دنیا میں کمپیوٹر کی اہمیت اور اس سے پیدا شدہ معاشرتی مسائل جیسے بنیادی عناصر شامل ہیں۔

3.3 سائنس

زمانۂ قدیم سے ہی مہم جو اور تخیلاتی انسانی ذہن نے قدرت کے پرجلال اور تعجب خیز پہلوؤں پر ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ حیاتیاتی اور طبیعیاتی ماحول کا بغور جائزہ، کسی بامقصد طریقۂ کار اور روابط کی جستجو اور دنیا کو سمجھنے کے لیے قابل قبول ماڈل بنانے کے لیے عمل سے ہی جدید سائنس کی ترقی ہوئی ہے۔ موٹے طور پر کہیں تو سائنسی طریقۂ کار میں کئی آپسی مربوط اقدام: عمومی مشاہدہ، باقاعدگیوں کی

سوال پوچھنا

''ہوا ہر جگہ ہے''۔ یہ ہر ایک اسکولی بچہ سیکھتا ہے۔ ممکنہ طور پر طلبا یہ بھی جانتے ہیں کہ زمین کے ماحول میں کئی گیسیں ہیں یا یہ کہ چاند پر ہوا نہیں ہے۔ ہم خوش ہوسکتے ہیں کہ وہ کچھ سائنس تو جانتے ہیں لیکن اس گفتگو پر توجہ دیں جو چوتھی جماعت میں استانی اور طلبا کے درمیان ہوئی:

استانی: کیا اس گلاس میں ہوا ہے؟

طلبا: (مل کر) جی ہاں!

وہ استانی اس عام جواب سے مطمئن نہیں تھیں کہ ''ہوا ہر جگہ ہے''۔ اس نے طلبا سے اس بات کو ایک آسان سے موقع پر نافذ کرنے کے لیے کہا اور اچانک اس نے دیکھا کہ انہوں نے کچھ متبادل تیار کیے تھے۔

استانی: اب گلاس کو الٹا رکھ دیں۔ کیا اب بھی اس میں ہوا ہے؟

کچھ طلبا نے کہا ''جی ہاں'' کچھ نے کہا ''جی نہیں'' اور کچھ متذبذب رہے۔

پہلا طالب علم: ''ہوا گلاس سے باہر آگئی''

دوسرا طالب علم: ''گلاس میں ہوا تھی ہی نہیں۔''

دوسری جماعت کی ایک استانی نے جلتی موم بتی کے اوپر ایک خالی گلاس رکھا اور موم بتی بجھ گئی۔

طلبا نے ایک ایسا کام کیا تھا جو ان کی یادداشت میں دو سال بعد بھی تازہ تھا لیکن کم سے کم کچھ نے تو اس کا غلط نتیجہ نکالا تھا۔

کچھ سمجھانے کے بعد استانی نے پھر طلبا سے سوال کیا ''کیا اس بند الماری میں ہوا ہے؟''

''کیا مٹی میں ہوا ہے؟ پانی؟ ہمارے جسم میں؟ ہماری ہڈیوں کے اندر؟ ہر سوال نئے خیال لے کر آیا اور اس سے کچھ غلط فہمیاں دور ہوگئیں۔ یہ سبق جماعت کے لیے بھی ایک پیغام تھا: کسی بھی بات کو تجزیہ کے بغیر قبول نہ کرو۔ سوال پوچھیے۔ ہوسکتا ہے سبھی کے جواب نہ ملیں لیکن آپ اس سے زیادہ سیکھیں گے۔

چاہیے۔گروپ کی سرگرمیاں، ہم جولیوں اور اساتذہ سے تبادلۂ خیال، سروے، اعدادوشمار کی تنظیم وترتیب اور ان کی نمائشوں کے توسط سے اسکولوں اور پاس پڑوس میں پیش کش وغیرہ تدریس کے اہم اجزا ہونے چاہئیں۔جائزے کا عمل مسلسل اور میعادی ہونا چاہیے۔اکائی جانچ اور میقات کی اختتامی جانچ براہِ راست گریڈنگ کے نظام کو اختیار کرنا چاہیے۔کسی طالب علم کو روکنا نہیں چاہیے۔وہ بچہ جو اسکول میں آٹھ سال گزار چکا ہو، نویں جماعت میں داخلے کا اہل ہونا چاہیے۔

ثانوی سطح پر بچوں کو مشترک مضمون کے طور پر سائنس کی آموزش میں اعلیٰ ابتدائی سطح کے مقابلے میں ہاتھ اور اوزاروں سے زیادہ بہتر تکنیکی ماڈیول کی ڈیزائن کرنے میں اور ماحولیات اور صحت بشمول تولیدی اور جنسی صحت سے متعلق مسائل کی سرگرمیوں اور تجزیے میں مشغول رکھنا چاہیے۔منظّم تجربوں کو ایک آلے کے طور پر دریافت کرنا، نظری اصولوں کی تصدیق کرنا اور سائنس اور ٹکنالوجی پر مشتمل اہم مقامی پروجیکٹوں پر کام کرنا اس سطح کی درسیات کے اہم حصے ہونے چاہئیں۔

اعلیٰ ثانوی سطح پر سائنس کو الگ مضمون کے طور پر متعارف کرانا چاہیے جس میں تجربوں رتکنیک اور مسائل حل کرنے پر زور دیا گیا ہو۔حالیہ تناظر میں 1986 کی قومی تعلیمی پالیسی میں شامل موجودہ دو دھاروں— علمی اور پیشہ ورانہ— پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔طلبا کو اپنی دلچسپی کے مضامین منتخب کرنے کی پوری آزادی ہونی چاہیے، حالاں کہ ہر اسکول میں سبھی مختلف مضامین کا ہونا ہوسکتا ہے قابل عمل نہ ہو۔ثانوی اور اعلیٰ ثانوی نصابوں کے درمیان غیر معمولی تدریجی فرق کو نظر انداز کرنے کے لیے درسیاتی بوجھ کو معقول ہونا چاہیے۔اس سطح پر مضمون کی موجودہ ترقی کو دھیان میں رکھتے ہوئے اس کے اہم حصوں کی محتاط طریقے سے پہچان کی جانی چاہیے اور انھیں مناسب سختی اور ذہانت سے برتنا چاہیے۔زیادہ سے زیادہ موضوعات کا سطحی طور پر احاطہ کرنے کی عادت سے بچنا چاہیے۔

3.3.2 نقطۂ نظر

اگر ہندوستان میں سائنس کی تعلیم کے پیچیدہ منظر نامے پر نظر ڈالی جائے تو تین واضح نکات سامنے آتے ہیں۔ پہلا، سائنس کی تعلیم آج بھی ہمارے آئین میں درج منصفانہ مقاصد کے حصول سے بہت دور ہے۔دوسرے ہمارے ملک میں سائنس کی تعلیم اعلیٰ ترین تعلیمی لیاقت کو تو بڑھاتی ہے مگر تخلیق کاری اور ایجادکاری کی حوصلہ افزائی نہیں کرتی۔ تیسرا، امتحان کا بوجھل نظام بھی ہمارے ملک میں سائنس کی تعلیم کے بیشتر بنیادی مسائل کی اساس ہے۔

سماجی تبدیلیوں کی حصول یابی کے لیے سائنس کی درسیات کو ایک آلے کے طور پر ضرور استعمال کرنا چاہیے تاکہ معاشی طبقے، جنسی، ذات، مذہب اور علاقے کی بنیاد پر مبنی اختلافات کو کم کیا جاسکے۔ہمیں درسی کتابوں کو منصفانہ عمل کے لیے بنیادی آلوں کے طور پر ضرور استعمال کرنا ہوگا چوں کہ کثیر تعداد میں اسکول جانے والے بچوں اور ان کے اساتذہ کے لیے تعلیم کا یہی واحد قابلِ رسائی اور مقدرت کا ذریعہ ہے۔ہمیں ملک میں متبادل نصابی کتب تیار کرنے کے عمل کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے جو قومی درسیات کے خاکے کے رہنما خطوط کے دائرے کے اندر ہی لکھی جائیں۔ان نصابی کتابوں میں اطلاعات پر مبنی آموزش کے بجائے ایسی سرگرمیوں، مشاہدوں اور تجربات کو شامل کرنا چاہیے ۔ سائنس کی طرف فعال پیش رفت کی حوصلہ افزائی کرتی ہو اور بچے کو اس کی ارد گرد کی دنیا سے جوڑتی ہو۔اس کے علاوہ، مشقی کتابوں، معاون درسیات اور مقبول عام سائنسی کتابوں اور بچوں کے انسائیکلوپیڈیا جیسے مواد جو بچوں کو اطلاعات اور خیالات تک رسائی میں اضافہ کریں

کے مطابق ہوں۔ یہ اس قدر ہلکی اور غیر اہم نہیں ہونی چاہیے کہ بنیادی طور پر نا مناسب اور بے معنی چیزوں کی ترسیل کرے۔

3۔ **طریقۂ عمل** کی معقولیت ایسی ہو کہ درسیات طالبِ علم کو ایسے طریقۂ کار اور مراحل میں مشغول کردے جو اسے سائنسی معلومات کے حصول اور جواز تک پہنچائیں، فطری تجسّس کو ابھاریں اور سائنس میں تخلیق کاری کو آگے بڑھائیں۔ طریقۂ عمل کی معقولیت ایسا معیار ہے جو بچوں کو سائنس کی آموزش میں مدد کرتی ہے۔

4۔ تاریخی جواز کا تقاضہ ہے کہ سائنس کا نصاب تاریخی پس منظر سے آگاہ کرے کہ وقت کے ساتھ ساتھ سائنس کے تصورات کس طرح فروغ پائے۔ یہ سائنس کو سماجی جرأت مندی کے طور پر دیکھنے اور سائنس کی ترقی پر سماجی عوامل کی اثر پذیری کو سمجھنے میں بھی طالب علم کی مدد کرتی ہے۔

5۔ **ماحولیاتی جواز** کا تقاضا ہے کہ سائنس کو طالبِ علم کے مقامی اور عالمی، ماحول کے وسیع سیاق میں جگہ دی جائے تاکہ وہ سائنس، ٹکنالوجی اور سماج کے باہمی رشتوں سے متعلق مسائل کو سمجھ سکیں اور انھیں کام کی دنیا میں داخل ہونے کے لیے ضروری معلومات اور مہارتوں سے آراستہ کیا جاسکے۔

6۔ **اخلاقی معقولیت** کے لیے ضروری ہے کہ نصاب ایمان داری، معروضیت، تعاون، خوف سے آزادی جیسی اقدار کی حوصلہ افزائی کرے اور طلبا میں ماحول کے تحفظ کے تئیں بیداری کا ذہن بنائے۔

3.3.1 درسیات کے مختلف مراحل

دیے گئے مذکورہ بالا معیار کے مطابق درسیات کے مختلف مراحل کے لیے مقاصد، مواد، تدریس اور جائزے کی مندرجہ ذیل تلخیص کی گئی ہے۔

ابتدائی سطح پر بچے کو گردوپیش کے ماحول کو لطف اندوزی کے ساتھ تلاش کرنے اور اس سے ہم آہنگی پیدا کرنے میں مصروف رکھنا چاہیے۔ بچے میں گردوپیش کی دنیا (قدرتی ماحول، مصنوعات اور لوگوں) کے تئیں تجسس پیدا کرنا، مشاہدے، درجہ بندی اور استنباط کے ذریعے بنیادی وقوفی اور نفس حرکی مہارتوں کو حاصل کرنے کے لیے بچوں کو متجسس اور خود کار سرگرمیوں میں مصروف رکھنا، بعد کی سطحوں پر تکنیکی اور کمّیتی مہارتوں کو فروغ دینے میں پیش خیمہ کے طور پر تشکیل وتعمیر، تخمینہ اور پیمائش پر زور دینا اور صرف سائنس کے لیے ہی نہیں بلکہ سائنس کے ذریعے بھی بنیادی لسانی مہارتوں مثلاً بولنے، پڑھنے، لکھنے کو فروغ دینا اس سطح کے اہم مقاصد ہیں۔ سائنس اور سماجی سائنس کو صحت کے اہم جز کے ساتھ ماحولیاتی مطالعے میں ضم کردینا چاہیے۔ پورے پرائمری مرحلے میں باقاعدہ طور پر کوئی میعادی جانچ نہیں ہونی چاہیے نہ ہی نمبر یا گریڈ ملنا چاہیے اور نہ ہی کسی کو فیل کرنا چاہیے۔

اعلیٰ ابتدائی سطح پر بچوں کو مانوس سائنسی تجربوں کے ذریعے مشغول رکھنا چاہیے۔ ہاتھوں کے ذریعے سادہ تکنیکی اکائیوں اور ماڈیول (مثال کے طور پر بوجھ اُٹھانے کے لیے پون چکی کے ماڈل کی تشکیل وتعمیر) اور سرگرمیوں اور سروے کے ذریعے ماحولیات اور صحت بشمول تولیدی اور جنسی صحت کے بارے میں جانکاری حاصل کرنے میں مشغول رکھنا چاہیے۔ سائنسی نظریات کو خاص طور پر تجربات اور مشغلوں کے ذریعے ہی سمجھنا چاہیے۔ اس سطح پر سائنس کے کام کو ثانوی درجات سے کم اہمیت کا حامل حصہ نہیں سمجھنا

رکھتے ہوئے نئے ابعاد اور سروکاروں کو شامل کرنے پر غور کیا جاسکتا ہے۔ ایک بامعنی درسیات کے لیے مواد کا انتخاب اور اہتمام، ایسی درسیات جو طلبا میں سماج کے تئیں تنقیدی تفہیم پیدا کرسکے ایک مشکل کام ہے۔

چوں کہ سوشل سائنس کو غیر افادی مضامین کے طور پر لیے جانے کا رجحان پایا جاتا ہے اور اسے فطری سائنس کے مقابلے میں کم اہمیت دی جاتی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ اس بات پر زور دیا جائے کہ تیزی سے بڑھتی ہوئی بین انحصاری دنیا میں خود کو ضم کرنے کے لیے اور سیاسی اور معاشی حقائق سے نبرد آزما ہونے کے لیے، یہ ہمیں خاطر خواہ سماجی، تہذیبی اور تجزیاتی مہارت فراہم کرتی ہے۔

ایسا یقین کیا جاتا ہے کہ سوشل سائنس محض اطلاعات کو منتقل کرتی ہے اور نصاب مرکوز ہوتی ہے۔ لہٰذا، امتحانات کے لیے یاد کرنے کی غرض سے حقائق کی قطار لگانے کے بجائے مشمولات میں ضرورت اس بات کی ہے وہ تصورات کی تفہیم پر مرکوز ہو۔ بغیر بوجھ کے تعلیم (1993) کی سفارشات کے مطابق تفہیم کے بغیر اطلاعات کو محض رٹنے کے بجائے ترقی پذیر تصورات اور سماجی سیاسی حقائق کے تجزیے کی صلاحیت پر زور دینے کی اشد ضرورت ہے۔

ایک عام خیال یہ بھی ہے کہ ایسے طلبا جو سوشل سائنس کو اپنا مخصوص مضمون بناتے ہیں ان کے لیے ملازمت کے بہت زیادہ متبادل مواقع دستیاب نہیں ہوتے۔ اس کے برخلاف، سوشل سائنس تیزی سے پھیلتے ہوئے خدمات کے سیکٹر میں ملازمت کے لیے نیز تجربے اور تخلیق کاری میں مہارت حاصل کرنے میں بہت موزوں (Relevant) ہوتی جارہی ہے۔

ہمارے جیسے کسی تکثیری سماج میں یہ اہم ہوجاتا ہے کہ سبھی خطے اور سماجی گروپ نصابی کتابوں سے مربوط ہونے کے قابل ہوں۔ مثالی طور پر مقامی وسائل سے ماخوذ سرگرمیوں کے تفاعل کے ذریعے متعلقہ مقامی مواد کو درس وتدریس کے طریقۂ عمل کا حصہ ہونا چاہیے۔

یہ پہچاننے کی بھی ضرورت ہے کہ سوشل سائنس خود سائنسی تفتیش کے لیے اتنا ہی کارآمد بتاتی ہے جتنا کہ قدرتی سائنس اور طبعی سائنس بتاتی ہیں۔ ساتھ ہی ان طریقوں کی بھی نشان دہی کرنے کی ضرورت ہے جن میں سوشل سائنس کے ذریعے اختیار کیے گئے طریقۂ کار ممتاز ہوتے ہیں (لیکن کسی طرح بھی قدرتی اور طبعی سائنس سے کمتر نہیں ہوتے۔)

سوشل سائنس انسانی اقدار مثلاً آزادی، اعتماد، باہمی احترام اور رنگا رنگی کے لیے احترام کے پختہ طور کے لیے عیاری ذمے داریوں کو نبھاتی ہے۔ سوشل سائنس کی تدریس کا مقصد طلبا میں فیصلہ کن اخلاقی اور ذہنی توانائی پیدا کرنا چاہیے تاکہ وہ ان سماجی قوتوں سے محتاط رہ سکیں جو ان اقدار کو خطرہ پہنچاتی ہیں۔

تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات اور معاشیات جیسے مضمون، جو اکثر اپنی حدود میں رہنے کا جواز فراہم کرتے ہیں، سوشل سائنس میں نمایاں طریقۂ کار رکھتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ مضمون کے ممکنہ دوطرفہ رویّے کی بھی نشان دہی ہونی چاہیے۔ درسیات کو کارآمد بنانے کے لیے مخصوص موضوعات کو بھی، جو بین مضامین افکار کی سہولت فراہم کرتے ہیں، شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

3.4.1 مجوزہ علمیاتی خاکہ

مذکورہ بالا مقبول عام مفروضات اور سوشل سائنس کے مطالعے میں جن مسئلوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے انھیں ذہن میں رکھتے ہوئے سوشل سائنس کی مجوزہ تدریس کے لیے نیشنل فوکس گروپ نے ترمیم شدہ نصاب کے لیے کچھ بنیادی نکات کی طرف اشارے کیے ہیں۔ (نصابی کتابوں کو بذاتِ خود ایسا ہونا

گے، انھیں نصابی کتابوں میں مزید بوجھ کے لیے دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ انھیں پروجیکٹ کے توسط سے شامل کیا جائے جو اُن کی آموزش میں اضافہ کریں گے۔ علاقائی زبانوں میں اچھی تصویروں والے ایسے مواد کی بہت کمی ہے۔

دیہی علاقوں میں سائنسی گوشے کی ترقی، سائنس کی تجرباتی آلات تک رسائی اور تجربہ گاہیں مہیا کرانا بھی سائنس کی آموزش کے لیے یکساں سہولیات دینے کا اہم طریقہ ہے۔ انفارمیشن اینڈ کمیونی کیشن ٹیکنولوجی (آئی سی ٹی) سماجی خلیج پاٹنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ آئی۔ سی۔ ٹی کا اس طرح استعمال ہونا چاہیے کہ یہ معلومات، ترسیل اور تحسیب کے ذرائع کو دور دراز کے علاقوں تک پہنچا کر سب کو برابر موقع فراہم کرنے والا ہونا چاہیے۔ اگر آئی۔ سی۔ ٹی کا استعمال طلبا اور اساتذہ کو یونیورسٹی ریسرچ سینٹروں میں کام کررہے سائنس دانوں سے رابطہ بنانے میں کیا جائے تو سائنس دانوں اور ان کے کارناموں کی توضیح میں مدد ملے گی۔

موجودہ صورت حال میں کسی کیفیتی تبدیلی کے لیے ہندوستان میں سائنسی تعلیم کی کایا پلٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ رٹنے کے ذریعے آموزش کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔ زبان اور کمیتی مہارت کے ذریعے پوچھنے کے عمل کی حمایت اور تقویت بخشنی چاہیے۔ اسکول میں ہم کو درسیاتی اور زائد درسیاتی سرگرمیوں پر زیادہ زور دینا چاہیے تاکہ چھان بین کی لیاقت پیدا ہو، ایجاد کاری اور تخلیق کاری کا ذہن بنے خواہ یہ بیرونی امتحانات کے نظام کا حصہ نہ ہوں۔ ایسی سرگرمیوں کو چلڈرنس سائنس کانگریس کے خطوط پر، جو اس وقت کامیابی کے ساتھ ان کاموں کو بروئے کار لارہی ہے، وسیع پیمانے پر وسعت دینی چاہیے۔ اس تحریک میں شرکت کرنے کے لیے اسکولوں اور اساتذہ کی حوصلہ افزائی کے لیے ایک وسیع پیمانے کا سائنس اور ٹیکنولوجی میلہ (بشمول کلسٹر/ضلع/ریاست کی سطح کے معاون میلے) منعقد کیا جاسکتا ہے۔ ایسی تحریک ہندوستان کے ہر کونے سے ہوکر جنوبی ایشیا تک پھیلنی چاہیے تاکہ نوجوانوں اور استادوں کے بیچ تخلیق کاری اور سائنسی فکر کا رجحان فروغ پائے۔

امتحانات سے متعلق اصلاحات کو مناسب فنڈ اور اعلیٰ قسم کے انسانی وسائل کے ساتھ ایک قومی مشن کے طور پر شروع کرنا چاہیے۔ اس مشن کو چاہیے کہ وہ استادوں، ماہرین تعلیم اور سائنس دانوں کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر لائے، طلبا کی جانچ کے لیے نئے طریقے جاری کرے جس سے اعلیٰ امتحانات سے متعلق تناؤ کو کم کیا جاسکے، داخلے کے امتحانات کی مجنونانہ کثرت کو روکا جاسکے اور رسمی علمی لیاقت کے علاوہ کثیر لیاقتی امتحانات کے نئے طریقوں پر تحقیق کرائی جاسکے۔

بہرحال ان اصلاحات کے لیے بنیادی طور پر اساتذہ کو اختیارات دینے کی ضرورت ہے۔ کوئی بھی اصلاح چاہے وہ کتنی ہی منظم اور حوصلہ افزا کیوں نہ ہو تب تک کامیاب نہیں ہوتی جب تک کہ اساتذہ کی اکثریت اس کے نفاذ کے لیے کوشاں نہ ہو۔ اساتذہ کی فعال شمولیت سے مندرجہ بالا اصلاحات کا ہمارے اسکولوں میں ہر سطح کی سائنس کی تعلیم پر بہتر اثر پڑ سکتا ہے۔

3.4 سوشل سائنس

سوشل سائنس سماج کے مختلف سروکار کا احاطہ کرتی ہے اور اس میں تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات، معاشیات، سماجیات اور بشریات جیسے مختلف نوع کے مضامین شامل ہوتے ہیں۔ سوشل سائنس کی تعلیم اور اس کا تناظر ایک منصفانہ اور امن پسند سماج کی تعمیر کی بنیاد فراہم کرنے کے لیے ناگزیر ہوتی ہے۔ اس کے نصاب کا مقصد مانوس سماجی حقیقتوں کی تجزیاتی جانچ اور اس پر سوال قائم کرنے کے لیے طلبا میں بیداری پیدا کرنا ہے۔ طلبا کی اپنی زندگی کے تجربات کو مدنظر

علم شہریت کے بجائے علم سیاسیات کی اصطلاح استعمال کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ ہندوستانی اسکولوں کی درسیات میں علم شہریت کو نو آبادیاتی دور میں انگریزی راج کے خلاف ہندوستانیوں میں بڑھتی ہوئی سرکشی کے پس منظر میں شامل کیا گیا تھا۔ فرماں برداری اور وفاداری علم شہریت کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ سیاسیات متمدن سماج کو ایک ایسے دائرے کی شکل میں دیکھتا ہے جو حساس، سوال اٹھانے والے، غور و خوص پر مامور اور تبدیلی کے خواہاں شہری پیدا کرتا ہے۔

کسی بھی تاریخی واقعے اور معاصر سروکار کے مباحثے کے دوران صنفی سروکار کی بحث میں خواتین کے پورے تناظر کو شامل کرنا ضروری ہے۔ یہ مروّجہ پدرانہ مفروضات سے ایک ایسی علمی تبدیلی کا مطالبہ کرتا ہے جو موجودہ سماجی مطالعے کو زیادہ باخبر بناتا ہے۔

بچوں کی صحت سے متعلق سروکار اور بلوغت کے دوران رونما ہونے والی تبدیلیوں اور ترقیوں سے متعلق سماجیاتی پہلوؤں جیسے والدین کے ساتھ بدلتے ہوئے رشتوں میں آئی تبدیلی، ہم سر گروپ، جنس مخالف اور عام طور پر بالغان کو مناسب طریقے سے زیر بحث لانے کی ضرورت ہے۔ مختلف سطحوں پر بچوں اور بالغوں/ نوجوانوں کی صحت سے متعلق ضروریات پر پالیسیوں اور پروگراموں کے ذریعے توجہ دینا ان سروکاروں سے گہرے طور پر وابستہ عناصر ہیں۔

انسانی حقوق کا تصور آفاقی تناظر رکھتا ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ بچوں کو آفاقی قدروں سے اس طرح متعارف کرایا جائے جو ان کی عمر کے مطابق ہوں۔ روز مرّہ کے مسائل مثلاً پانی کے حصول یابی مسئلے پر اس طرح کی بحث کی جاسکتی ہے کہ نوجوان طلبا انسانی وقار اور حقوق سے متعلق مسائل سے آگاہ ہوسکیں۔

3.4.2 درسیات کی منصوبہ بندی

ابتدائی درجات کے لیے قدرتی اور سماجی ماحول کو زبانی اور ریاضی کے ایک لازمی جز کے طور پر بیان کیا جائے گا۔ بچوں کو طبیعیاتی، حیاتیاتی، سماجیاتی اور تہذیبی پہلوؤں سے متعلق تصاویر کے ذریعے ماحول شناسی کی سرگرمیوں میں مشغول کرنا چاہیے۔ استعمال کی جانے والی زبان صنفی لحاظ سے حسّاس ہونی چاہیے۔ تدریسی طریقۂ کار شرکتی اور مباحثہ خیز طرز کا ہونا چاہیے۔

تیسری سے پانچویں جماعت تک کے لیے ماحولیاتی مطالعہ (E.V.S.) کو متعارف کرایا جائے گا۔ قدرتی ماحول کے مطالعے میں اس کے تحفظ اور قدرتی طور پر تباہی سے بچانے پر زور دیا جائے گا۔ بچوں کو دیہی اور شہری علاقے کے سماجی مسائل جیسے غریبی، بچہ مزدوری، ناخواندگی، ذات اور طبقے کی نابرابری کا احساس دلانا شروع کردیا جائے گا۔ مشمولات سے بچوں اور ان کے گردوپیش کی زندگی کے روزمرہ تجربوں کی عکاسی ہونی چاہیے۔

اعلیٰ ابتدائی سطح پر سماجی مطالعہ تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات اور معاشیات سے اپنے مواد اخذ کرے گی۔ تاریخ ہندوستان کے مختلف حصوں میں ہونے والی تبدیلیوں کے علاوہ جزوی طور پر دنیا کے دیگر حصوں میں رونما ہونے والی تبدیلیوں اور واقعات کی تحسیب کرے گی۔ جغرافیہ مختلف مقامی سے عالمی سطحوں پر ماحولیات، وسائل اور ترقی سے متعلقہ مسائل کے متوازن تناظر کو فروغ دینے میں مددگار ہوسکتا ہے۔ سیاسیات میں طلبا کو مقامی، ریاستی اور مرکزی سطح کی حکومتوں کی تشکیل اور ان کے کاموں نیز شراکت کے جمہوری طریقۂ کار سے متعارف کرایا جائے گا۔ معاشیات کے اجزا طلبا کو خاندان، بازار اور ریاست جیسے معاشی اداروں کا مشاہدہ کرنے کا اہل بنائیں گے۔ اس ضمن میں ایک

چاہیے جو مزید تفتیش کے لیے نئی راہیں ہموار کریں نیز نصابی کتابوں کے علاوہ مزید مطالعے اور مشاہدے کے لیے طلبا کی حوصلہ افزائی کریں۔)

جیسا کہ کوٹھاری کمیشن نے اشارہ کیا ہے کہ سوشل سائنس کی درسیات اب تک ترقیاتی مسائل پر زور دیتی ہے۔ یہ ضروری تو ہے لیکن سماج اور سیاست میں مساوات، انصاف اور وقار جیسے عیاری جہت کی تفہیم کے لیے کافی نہیں ہے۔ 'ترقی' میں لوگوں کے رول کو اکثر بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہندوستانی قوم کے کثیر جہتی تصور کو مطالعے کا حصہ بنانے کے لیے ایک علمیاتی تبدیلی کا مشورہ دیا گیا ہے۔ قومی تناظر کو مقامی سیاق سے متوازن کیے جانے کی ضرورت ہے۔ ساتھ ہی ہندوستان کی تاریخ کو الگ سے نہیں پڑھانا چاہیے بلکہ دنیا کے دوسرے حصوں میں ہو رہی تبدیلیوں کا بھی حوالہ ہونا چاہیے۔

پانی اور ماحولیات	
پانی کہاں سے آتا ہے؟ سمندر، بحر اعظم، دریا کیسے بنتے ہیں؟ ہمارے پانی کے مقامی ماخذ کیا ہیں؟ کنوئیں کیوں خشک ہو جاتے ہیں؟ ہینڈ پمپ کیسے کام کرتے ہیں؟ کیا بڑے ڈیم چھوٹے ڈیموں سے زیادہ فائدے مند ہیں؟ ریگستانی علاقوں میں لوگ پانی کیسے حاصل کرتے ہیں؟ قحط کے اسباب کیا ہیں؟	**قدرتی آبی وسائل** دریا، جھیلیں، سمندر، زمین کے نیچے کا پانی **آبی ذرائع کا خاکہ** مقامی/علاقائی/قومی **قدرتی اور مصنوعی آبی ذرائع کے درمیان تعلق** زمینی پانی کی سطح، ہینڈ پمپ سے سینچائی، بڑے ڈیم کا ماحول پر ہونے والے اثر کو سمجھنا۔ **مختلف ماحولیاتی نظام میں پانی** ریگستانی علاقوں میں پانی کے چشمے پہاڑی علاقوں میں پانی کے چشمے قحط اور سیلاب
پانی کے معاشرتی پہلو	
گاؤں کے کنوؤں کو کون کنٹرول کرتا ہے؟ پانی کون لاتا ہے؟ کیا ہمارے پاس کافی مقدار میں پانی ہے؟ صاف پانی کیوں ضروری ہے؟	**ذات اور جماعت** پانی کے ذرائع کی صفائی اور آلودگی پر قابو **مشقت کی جنسی تقسیم اور پانی کی دستیابی** پینے اور سینچائی کے پانی کو لے کر مقامی اور علاقائی جھگڑے پانی بازار کی توانائی کی حیثیت سے۔ **صحت** جسم کو پانی کی ضرورت ہے صاف پانی کا حق پانی سے پیدا ہونے والی بیماریاں۔

تعلیم میں تھیٹر

تھیٹر ایک طاقت ور لیکن تعلیم میں سب سے کم استعمال میں لائے جانے والے فن کی شکل ھے۔ دوسروں کے تعلق سے خود کی تلاش، خود کی سمجھ کا ارتقا، ناقدانہ ھمدردی محض افراد میں ھی نہیں بلکہ قدرتی، مادی اور معاشرتی دنیا میں بھی اھم ترین ذریعہ ھے۔

سبق کا ڈرامائی انداز کرنا، تھیٹر کا ایک چھوٹا سا حصہ ھے۔ اس سے کافی شاندار تجربات، کردار نگاری، ڈرامائی مشقیں، جسم اور آواز کی رفتار پر قابو اور بے ساختہ نمائش کے ذریعے ممکن ھوسکتے ھیں۔

یہ تجربات نہ صرف اساتذہ کی اپنی ترقی کے لیے اھم ھیں بلکہ اساتذہ کے ذریعے بچوں کے لیے بھی اتنے ھی اھم ھیں۔

تہذیب کے نقوش (Replican) کے بڑے وسائل اختیار کرنے چاہئیں۔

آموزشی طریقۂ کار کی شراکت کے لیے معلومات فراہم کرنے کے بجائے انھیں مباحثے اور تبادلۂ خیال کی طرف منتقل کرنے کی ضرورت ہے۔ آموزش کا یہ رویّہ طلبا اور استاد دونوں کو سماجی حقیقتوں سے آگاہ رکھے گا۔

افراد اور کمیونٹی کی زندگی کے تجربوں کے ذریعے طلبا کے تصورات کو واضح کرنا چاہیے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ کلاس روم کے ماحول میں تہذیبی، سماجی اور طبقاتی تفریقات خود ہی تعصّبات، طرف داریاں اور رجحانات پیدا کرتے ہیں۔ لہٰذا تدریسی رویّے میں کھلا پن ہونا چاہیے۔ اساتذہ کو جماعت میں سماجی حقائق کے مختلف جہات پر بحث کرنی چاہیے نیز طلبا اور اپنے آپ میں خود آگہی بڑھانے کے لیے کام کرنا چاہیے۔

3.5 فن کی تعلیم

کئی دہائیوں سے تعلیمی نظام میں فن کی اہمیت کی بات چلتی رہی ہے، بحث ومباحثے کے بعد اس کی سفارش کی جاتی رہی ہے لیکن اس ضمن میں کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ اگر اپنی نادر تہذیبی شناخت کو اس کی رنگا رنگی اور تکثیریت کے حوالے سے بچائے رکھنا ہے تو اسکولی تعلیم میں فن کی تعلیم فوراً شروع کیے جانے کی ضرورت ہے۔ فن کی تعلیم کی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے ہمارے تعلیمی نظام میں نوجوان فن کاروں کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے یا پھر اسے ایک افادی شوق یا دل بہلانے کا ذریعہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ فن صرف اسکول میں ''یومِ تاسیس، سالانہ دن'' یومِ آزادی یا اسکول کے معائنے کے موقعوں پر نمائش کی شے بن کر رہ گیا ہے۔ ان کے علاوہ فن سے طلبا کو اسکول میں دور ہی رکھا جاتا ہے اور طلبا کو انھیں مضامین کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے جنھیں پڑھنا امتحان کے نقطۂ نظر سے زیادہ سود مند ہوتا ہے۔ فن کی عمومی سمجھ آہستہ آہستہ نہ صرف طلبا، ان کے سرپرستوں، اساتذہ، اور یہاں تک کہ پالیسی ساز اور ماہرین تعلیم میں بھی کم ہوتی جارہی ہے۔

موم سرما کی ایک صبح کو استانی نے بچّوں کو صبح کا منظر بنانے کے لیے کہا۔ ایک بچّے نے منظر مکمل کر لیا اور پھر پس منظر کو گھرا کر دیا گویا سورج پوری طرح چھپاھو۔ ''میں نے تمھیں صبح کا منظر بنانے کے لیے کہا تھا ، سورج کو چمکنا چاھیے۔'' استانی چلّا اٹھی، اس نے یہ توجہ نہیں دی کہ بچّے کی آنکھیں کھڑکی سے باھر دیکھ رھی ھیں؛ آج ابھی تک اندھیرا تھا، سورج گھرے کالے بادلوں کے پیچھے چھپا ھوا تھا۔

سیکشن ایسا بھی ہوگا جو ان مشمولات کے لیے کثیر مضامین رویے کی نشان دہی کرے گا۔

ثانوی سطح پر سوشل سائنس تاریخ، جغرافیہ، سماجیات، سیاسیات اور معاشیات پر مشتمل ہوگی۔ عصری ہندوستان پر توجہ مرکوز ہوگی اور ملک کو درپیش سماجی اور معاشی چیلنج کی وسیع تفہیم کے لیے طلبا کو آمادہ کیا جائے گا۔ مجوزہ علمیاتی تبدیلی کے پیش نظر انھیں بشمول درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل نیز حق رائے دہی سے محروم آبادی کو کثیر تناظر میں زیر بحث لایا جائے گا۔ مشمولات کو بچوں کی روز مرہ زندگی سے مربوط کرنے کی حتی الامکان کوششیں کرنی چاہئیں۔ تاریخ میں ہندوستان کی تحریکِ آزادی اور جدید تاریخ کے دیگر پہلوؤں کے علاوہ دنیا کے دوسرے حصوں میں ہونے والی اہم تبدیلیوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ تاریخ کی تدریس طلبا کو دنیا اور ان کے شان دار اور متنوع ماضی سے تشکیل پانے والے اپنے تشخص کی بہتر تفہیم کے لیے ان کے اہل بنانے کے ارادے سے ہونی چاہیے۔ اس سطح پر تاریخ کو دنیا میں ہورہی تبدیلی اور تسلسل کے مراحل کو تلاش کرنے اور اقتدار واختیار کے ان طریقوں کا موازنہ کرنے میں طلبا کی مدد کرنی چاہیے جو پہلے بھی استعمال کیے جاتے تھے اور اب بھی کیے جارہے ہیں۔ ترقیاتی مسائل کے ساتھ ساتھ تحفظاتی اور ماحولیاتی سروکاروں کی تنقیدی بصیرت پیدا کرنے کی ضرورت کو ذہن میں رکھتے ہوئے جغرافیہ پڑھانا چاہیے۔ سیاسیات کے تحت آئینِ ہند کے اقداری خاکے میں کارفرما فلسفیانہ اساس مثلاً مساوات، آزادی، انصاف، اخوت، سیکولرزم، وقار، کثرت اور استحصال سے نجات پر مفصّل بحث پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔ چوں کہ اس سطح پر بچوں کو بطور ایک مضمون معاشیات سے متعارف کرایا جارہا ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ عوام کے تناظر میں موضوعات کو زیر بحث لانا چاہیے۔

اعلیٰ ثانوی سطح اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ طلبا کو مضامین کے انتخاب کے مواقع فراہم کرتی ہے۔ کچھ طلبا کے لیے یہ سطح ان کی رسمی تعلیم کا آخری مرحلہ ہوسکتی ہے جو کام کی دنیا اور روزگار کی سمت لے جاتی ہے جب کہ دوسروں کے لیے اعلیٰ تعلیم کی اساس ثابت ہوسکتی ہے۔ وہ یا تو مخصوص تعلیمی کورس یا روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے لیے پیشہ ورانہ کورس کا انتخاب کرسکتے ہیں۔ اس سطح پر اساس کو ابتدائی معلومات اور منتخبہ میدان میں با مقصد تعاون کے لیے انھیں ضروری مہارتوں سے آراستہ کرانا چاہیے۔ سوشل سائنس اور کامرس سے کئی طرح کے کورس کی پیش کش کی جاسکتی ہے اور طلبا اپنے انتخاب کو عمل میں لا سکتے ہیں۔ مضامین کی علاحدہ گروپ بندی کی ضرورت نہیں ہے اور طلبا کو اس بات کی آزادی ہونی چاہیے کہ وہ اپنی دلچسپی اور لیاقت کے مطابق کسی مضمون یا کورس کا انتخاب کرسکیں۔ سوشل سائنس میں سیاسیات، جغرافیہ، تاریخ، معاشیات، سماجیات اور علم نفسیات جیسے مضامین بھی شامل ہوں گے۔ کامرس میں کاروبار کا علم اور کھاتہ داری شامل کیے جاسکتے ہیں۔

3.4.3 تدریسیات اور وسائل کے رویّے

سوشل سائنس کی تدریس کو مزید تقویت بخشنے کی غرض سے باہمی تفاعل کے ماحول میں علم اور مہارت حاصل کرنے کے لیے طلبا کی مدد کرنے کی ضرورت ہے۔ سوشل سائنس کی تدریس کو ایسے طریقے اختیار کرنے چاہئیں جو تخلیقیت، جمالیات اور تنقیدی تناظر کو پروان چڑھائے نیز ماضی اور حال کے درمیان رشتے بنانے اور سماج میں ہورہی تبدیلیوں کی تفہیم کے لیے بچوں کو اہل بنائے۔ مسائل کو حل کرنے، ڈرامے اور کردار کی ادائیگی چند ایسی زیر دریافت حکمت عملیاں ہیں جنھیں بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔ تدریس کو سمعی بصری مواد بشمول تصاویر، چارٹ اور نقشے، اور آثار قدیمہ اور مادی

بصری اور اظہاری دونوں قسم کے فنون کو تعلیمی درسیات کا ایک اہم حصہ بنائے جانے کی ضرورت ہے۔ بچے اس میں ہنرمندی اور قابلیت حاصل کر سکتے ہیں لیکن محض دل بہلاوے کے لیے نہیں۔ فنون کی درسیات کے ذریعے بچوں کو ہندوستان کے متنوع اور قیمتی ورثے کی روایت سے متعارف کرایا جائے۔ فن کی تعلیم کو اسکولوں میں بطور وسیلہ اور مضمون کو لازمی (دسویں جماعت تک) بنایا جائے اور اس کے لیے ہر اسکول میں سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ چاروں فنون موسیقی، رقص، بصری فنون اور تھیٹر کی تعلیم شامل ہونی چاہیے۔ فنون کے بارے میں والدین، سرپرستوں اور اسکول انتظامیہ میں بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ پڑھانے کے بجائے سیکھنے پر زور دیا جائے اور طریقہ تعلیم ہدایتی ہونے کے بجائے ایسا ہونا چاہیے جن میں طلبا پورے طور پر شریک ہوں اور اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر سکیں۔

پوری اسکولی زندگی کے دوران ہر سطح پر بچوں کو موقع دیا جانا چاہیے کہ وہ مختلف فنون کے توسط سے کھیل کھیل میں اور باضابطہ انداز سے اپنے آپ کو اور مختلف وسائل کو سمجھ سکیں اور مختلف انداز سے اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر سکیں۔ موسیقی، رقص اور تھیٹر شخصیت کی نشوونما میں ذہنی اور سماجی دونوں سطحوں پر مددگار ہوتے ہیں۔ ماقبل ابتدائی اور ابتدائی سطح کے دوران اس طرح کے تجربات کی اہمیت پر زیادہ زور نہیں دیا جا سکتا۔

بچے مختلف فنون کے ذریعے تجرباتی طور پر زبان، فطرت کی جستجو اور اپنے اور دوسروں کے بارے میں گہری سمجھ پیدا کر سکتے ہیں۔ فنون کا مزاج ہی ایسا ہوتا ہے کہ تمام بچے فطری طور پر ان میں شامل ہو سکتے ہیں۔

فنون اور وراثتی دست کاری کو تعلیم سے جوڑنے کے وسائل ہر اسکول میں فراہم ہونے چاہئیں۔ اس لیے یہ بہت اہم ہے کہ درسیات میں ان متنوع فنی سرگرمیوں کے لیے کافی وقت دیا جائے۔ تھیٹر، رقص، مٹی کے کام کے لیے گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کا وقت مقرر ہونا چاہیے۔ زور اس بات پر نہیں ہونا چاہیے کہ بچے فن کے اعلیٰ معیار یا تصورات سے واقف ہو جائیں بلکہ انھیں مختلف فنی وسائل، ہنرمندیوں اور تکنیکوں سے آشنا کر کے خود اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے مگر اس طرح کہ مذکورہ وسائل پر ضرورت سے زیادہ زور نہ ہو۔ اس طرح چند برسوں میں طلبا استاد کی مدد سے آزادانہ طور پر اور پوری لگن اور مستقل مزاجی سے فنی سرگرمیوں پر غور کرنے اور انھیں انجام دینے کے لائق ہو جائیں گے اور ساتھ ہی ان میں احساسِ جمال اور فن کا اعلیٰ شعور بھی پیدا ہو جائے گا۔

ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطحوں پر فن کی درسیات میں طلبا کو اپنی دلچسپی کے کسی فن میں خصوصی مہارت حاصل کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے۔ فن کی تعلیم حاصل کرنے اور اس کی مشق کرنے کے دوران طالب علم فن کے جمالیاتی تجربے کے بارے میں کچھ اصولی علم بھی حاصل کر سکتا ہے۔ جس سے فن کے بارے میں اس کی سمجھ بڑھے گی اور اسے اس میں شعبہ علم کی اہمیت کا احساس پیدا ہوگا۔ ثقافت اور لوک فنون کی مقبول عام شکلوں، مختلف فنی روایات (ثقافتی تنوع) اور تخلیقی اظہار کی مختلف صورتوں کے بارے میں بات چیت بھی بچوں میں طرح طرح کے فنون کو سمجھنے اور ذوق پیدا کرنے میں مددگار ہو سکتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ درسیات میں اعلیٰ یا ادنیٰ فن کا تذکرہ نہ ہو، اس میں کلاسیکی اور لوک فنون کے بارے میں الگ الگ رویہ اختیار نہ کیا جائے۔ اس سے وہ طلبا بھی تیار ہو سکیں گے جو بارہویں جماعت میں فن کو خصوصی مضمون کی حیثیت میں کسی سے پڑھنا چاہتے ہیں یا آگے چل کر فن کو ہی اپنا پیشہ یا ذریعۂ معاش بنانا چاہتے ہیں۔

فن کی تعلیم پر مبنی زیادہ سے زیادہ مواد اساتذہ کو فراہم کرایا جائے۔ اساتذہ کی تربیت اور ذہن سازی اس طرح کی جائے کہ وہ

موروثی دست کاری روایات

دستکاری ایک پیداواری عمل ہے۔ ایک حیرت انگیز، ہندوستانی تکنیک جو غیر مرّوج ہے۔ اس میں استعمال میں لایا جانے والا مواد ہندوستان میں دستیاب ہے اور ماحولیات کے لیے مفید ہے۔ یہاں زندہ دست کاری کی مہارتوں، تکنیکی نمونوں اور پیداوار کے بھرپور وسائل ہیں جو فن اور کام دونوں تعلیمی نصاب کے لیے مضبوط ضروری وسائل بنیں گے اور بن سکتے ہیں۔ ہاتھ سے کام کرنا، مواد کے ساتھ اور تکنیک سے امداد کرتاہے۔ سرگرمیوں کو سمجھنے میں، وسائل میں خود کفیل ہونے میں، پھل کرنے میں اور مسئلے کو حل کرنے میں۔ یہ تجربات بچّوں کے لیے بہت مفید ہوتے ہیں اور کسی اور تجربے کے مماثل نہیں ہوسکتے۔ یہ میدان جامع تعلیم کے لیے بھی اہم میدان ہے۔

دست کاری عملی طورپر اور جمالیاتی کام کی شکل میں اور کام کی طرح پڑھائی جانی چاہیے۔ اسے تاریخ، سوشل سائنس اور ماحولیاتی مطالعہ، جغرافیہ اور معاشیات سے جوڑا جا سکتاہے۔ جنس، ماحولیات اور اشتمالی معاشرے پر ایک نظریے کا ارتقا کرنا، تنقیدی دست کاری، تدریس کا حصّہ بنایاجاناچاہیے۔

- دست کاری کے نصاب تعلیم میں فن کے حِصّے کی شکل میں تخلیقی اور جمالیاتی پہلوئوں پر زور دیتے ہوئے جوڑے جاسکتے ہیں۔
- دست کار خود دست کاری کے استاد اور تعلیم دینے والے ہونے چاہییں اور انہیں اسکول میں جُز وقتی کام کرنے کے اہل بنانے کے طریقے تلاش کرنا ضروری ہے۔
- دستکاری ایک زندہ، تجرباتی عمل کی شکل میں پڑھائی جانی چاہیے۔
- یہ پروجیکٹ کے طور پر پڑھائی جانی چاہیے نہ کہ کلاس روم مشقوں کی طرح۔
- الگ الگ نصاب تعلیم الگ الگ دست کاریوں کے لیے وضع کیے جائیں۔ ایسے وسائل جیسے نمونہ کتاب، ماخذی کتاب، ٹول گائڈیں، نمونے اور دست کاری کے نقشے۔
- مناسب مواد اور ٹولز کے ساتھ دست کاری تجربہ گاہوں کو ترقی دینے کی ضرورت ہے۔
- دست کاری میلوں کا اہتمام کیا جاسکتاہے۔ بچّوں کو دست کاروں، دست کاری کی روایتوں اور بچّوں کو خود تیار کرنے کی صلاحیت کی جانکاری دینے کے لیے۔

اسکول اور اسکولی انتظامیہ ایک سطحی اور عام مقبول فن کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اور ان کی نمائش بڑے فخر سے کرتے ہیں جو تفریح سے پُر ناچ گانوں، ڈراموں سے بھر پور ہوتے ہیں، مگر ان میں جمالیات کا فقدان ہوتا ہے۔ ہم فن کی اہمیت کو زیادہ عرصے تک نظر انداز نہیں کرسکتے۔ بچوں میں فن کے بارے میں بیداری اور دلچسپی کو بڑھاوا دینے کے لیے ہر ممکن حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ ہندوستان میں فن، مذہبی رواداری اور تہذیبی گوناگونی کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ ان میں ملک کے ہر علاقے کے متعدد لوگ گیت کلاسیکی گائیکی، رقص، موسیقی، پتلے بنانا، مٹی کا کام وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں کسی فن کا مطالعہ ہمارے نوجوان طلبا کے علم میں نہ صرف اضافہ کرے گا بلکہ وہ اسکول کے باہر کی زندگی میں بھی ان کے کام آئے گا۔

اسکاؤٹس اینڈ گائڈس اور این سی سی ایسے ہی کچھ دائرے ہیں۔ سائنسی علوم فعلیات، صحت اور امراض، مختلف جانداروں کے باہمی انحصار اور مادی ماحول کے بارے میں جاننے کا موقع دیتے ہیں۔ سماجی علوم، عالمی سماجی واقتصادی نقطۂ نظر سے لوگوں کی صحت اور چھوت کی بیماریوں کے پھیلنے ان کی روک تھام اور علاج کے بارے میں معلومات فراہم کرسکتے ہیں۔ یہ مضمون مشق کے ذریعے سیکھنے سکھانے کا تقاضا کرتا ہے اور درسیات کے اس حصے پر عمل کرنے کے لیے نئے نئے طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔

بچوں کے مجموعی نشو ونما کے لحاظ سے اس مضمون کی اہمیت کو پالیسی سازی کی سطح پر شدت سے نشان زد کرنا ضروری ہے۔ اس کام میں منتظمین، اسکولوں کے دیگر مضامین کے استادوں، محکمۂ صحت، والدین اور بچوں کو شریک کیا جانا چاہیے۔ صحت اور جسمانی تعلیم کو ایک بنیادی مضمون تسلیم کرتے ہوئے ابتدائی سے ثانوی سطحوں تک لازمی مضمون کی حیثیت سے اور اعلیٰ ثانوی سطح پر اختیاری مضمون کے دیگر مضامین کے مساوی حیثیت دی جانی چاہیے جو اسے اس وقت حاصل نہیں ہے۔ درسیات کے اس حصے کو موثر طور پر عمل میں لانے کے لیے اسی بات کو یقینی بنانا لازمی ہے کہ ہر اسکول میں اس مضمون سے متعلق سرگرمیوں کے لیے کم سے کم لازمی جگہ اور آلات دستیاب ہوں اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر اور دیگر طبی کارکن پابندی سے اسکولوں کے دورے کرتے رہیں۔ اس مضمون کے اساتذہ تیار کرنے کے لیے منصوبہ بند اور مسلسل کوششیں درکار ہیں۔ صحت کی تعلیم، جسمانی تعلیم اور یوگ پر مشتمل اسی مضمون کو ابتدائی اور ثانوی سطحوں سے متعلق، اساتذہ کے ماقبل ملازمت تربیتی کورسوں میں مناسب انداز سے لازماً شامل کیا جانا چاہیے۔ جسمانی تعلیم کے موجودہ تربیتی مراکز کی صلاحیتوں اور امکانات پر نظر ثانی کی جانی چاہیے اور انھیں اچھی طرح کام میں لایا جانا چاہیے۔ اسی طرح ان مراکز کے نصابات اور اسکولوں میں یوگ کے اساتذہ کی تربیت کے نظام پر بھی نظر ثانی کی جانی چاہیے اور انھیں از سر نو تشکیل دیا جانا چاہیے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ان امور و معاملات کو نیشنل کیڈٹ اسکیم، نیشنل اسکاؤٹس اینڈ گائڈس اور نیشنل کیڈٹ کور کی سرگرمیوں کا حصہ بنایا جائے۔

جسمانی، نفسیاتی وسماجی اور ذہنی امور کے مختلف پہلوؤں کے سلسلے میں 'ضرورت پر مبنی طریق کار' اختیار کیا جاسکتا ہے۔ ان پہلوؤں کی اسکولی تعلیم کے مختلف مرحلوں کا حصہ بنایا جانا چاہیے۔ ان امور کی بنیادی فہم ضروری ہے مگر زیادہ اہم بات یہ ہے کہ کھیل کود، ورزش، اور ذاتی واجتماعی صفائی کے معاملات میں عملی شرکت کے ذریعے صحت، مہارتوں اور جسمانی سلامتی کو فروغ دیا جائے۔ صحت اور اجتماعی زندگی سے متعلق شخصی اور مجموعی ذمہ داریوں پر زور دیے جانے کی ضرورت ہے۔ تولیدی اور بچوں کی صحت، ایچ آئی وی/ ایڈس، تپِ دق اور ذہنی صحت سے متعلق بہت سے قومی پروگراموں کے تحت ان امراض کی روک تھام کے سلسلے میں بچوں کو مرکزی اہمیت دی جارہی ہے۔ بچوں کی موجودہ درسیاتی سرگرمیوں میں اضافہ کرنے کے بجائے ان ضرورتوں کو ان سرگرمیوں کا حصہ بنایا جانا چاہیے۔

غیر رسمی طور پر تو یوگ کی تربیت ابتدائی سطح سے شروع کی جاسکتی ہے۔ مگر آسنوں کی تربیت وغیرہ چھٹی جماعت کے بعد ہی دی جانی چاہیے۔ صحت اور صفائی کی تعلیم سمیت تمام اقدامات میں بچوں کی زندگی کے عملی اور تجرباتی پہلوؤں کا دھیان رکھا جانا چاہیے۔ مقامی کھیلوں پر زیادہ زور دیا جاسکتا ہے۔

کم سے کم بلاک سطح پر اسکول کی جگہ کا استعمال کرتے ہوئے خصوصی طور پر باصلاحیت بچوں کے لیے اسکول اوقات سے پہلے اور بعد میں خصوصی کھیل کود کے پروگرام کیے جانے چاہئیں تاکہ

پوری مہارت اور کارگر ڈھنگ سے فن کی تعلیم دے سکیں۔ ساتھ ہی مراکز اطفال، جنھوں نے شہروں میں اہم کردار نبھایا ہے ضلعی سطح پر اور پھر نتیجتاً ہر بلاک مرکزوں پر قائم کیے جانے چاہئیں۔ اس سے فنون اور دست کاریوں کے بارے میں مزید تعلیمی سرگرمیوں کو فروغ ملے گا اور بچوں کو اس کا موقع میسر آئے گا کہ وہ ان میں سے کسی فن کا براہِ راست مطالعہ کرسکیں۔

3.6 صحت اور جسمانی تعلیم

یہ بات عموماً تسلیم کی جاتی ہے کہ صحت کا معاملہ حیاتیاتی، معاشرتی، اقتصادی، ثقافتی اور سیاسی عوامل کے زیر اثر ہوتا ہے۔ بنیادی ضرورتوں جیسے غذا، صاف پانی، مکان، صفائی اور خدمات برائے صحت تک رسائی عوام کی صحت کو متاثر کرتی ہے۔ اور یہ صورتِ حال شرحِ اموات اور تغذیے کے اشاریوں سے ظاہر ہوتی ہیں۔ صحت بچے کی مکمل نشوونما کے لیے حد درجہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور بچے کے اسکول میں داخلے، حاضری اور پڑھائی پوری کرنے کے حالات کو متاثر کرتی ہے۔ درسیات کے اس شعبے میں صحت کا ایک جامع تصور پیش نظر رکھا جاتا ہے جس میں جسمانی تعلیم اور یوگ بچے کی جسمانی، معاشرتی، جذباتی، اور ذہنی نشوونما میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

پری پرائمری سے اعلیٰ ثانوی سطحوں تک ملک کے بیشتر بچوں کو غذا کی کمی اور چھوت کی بیماری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے اسکول میں ہر سطح پر اس مسئلے سے نمٹنے کی ضرورت ہے، خاص طور پر کمزور طبقے کے بچوں اور لڑکیوں کے معاملے میں۔ یہ تجویز بھی پیش کی گئی ہے کہ دوپہر کے کھانے (مڈ ڈے میل) کے پروگرام اور صحت کی جانچ کو درسیات کا حصہ بنایا جانا چاہیے اور صحت کے بارے میں تعلیم بھی دی جانی چاہیے جو بچے کی نشوونما کے مختلف مراحل سے متعلق مخصوص مسائل پر زور دیتی ہے۔ 1940 کی دہائی میں ایک جامع اسکول صحت پروگرام کا خاکہ تیار کیا گیا تھا جس کے چھے بڑے اجزا تھے، طبّی خدمات، اسکول میں صفائی ستھرائی کا ماحول، دوپہر کا کھانا، صحت اور جسمانی تعلیم۔ یہ سبھی اجزا بچوں کی مکمل نشوونما کے لیے ضروری ہیں اور ان کو درسیات میں شامل کیا جانا چاہیے۔ یوگ کو حال ہی میں درسیات کا حصہ بنایا گیا ہے۔ ان تمام عوامل کو ایک ساتھ اور جامع طور پر صحت وجسمانی تعلیم کی درسیات کا حصہ بنایا جانا چاہیے نہ کہ ٹکڑوں ٹکڑوں میں جیسا کہ اس وقت اسکولوں میں رائج ہے۔ درسیات کے بنیادی جزو کے طور پر کھیلوں اور یوگ کے لیے جو وقت مقرر کیا گیا ہے اسے کسی بھی حالت میں نہ تو کم کیا جائے نہ ختم کیا جائے۔

اس بات کا احساس اب بڑھتا جارہا ہے کہ نو بالغوں کی صحت خصوصاً تولیدی وجنسی صحت کی ضرورتوں پر دھیان دینے کی ضرورت ہے۔ چوں کہ ان ضرورتوں کا تعلق جنس اور جنسیت سے ہے جو سماجی وثقافتی لحاظ سے حسّاس معاملات ہیں اس لیے انھیں ان سے متعلق مناسب معلومات حاصل کرنے سے دور رکھا جاتا ہے۔ اس طرح تولیدی اور جنسی صحت سے متعلق ان کی سمجھ اور طرز عمل بنیادی طور پر سنی سنائی باتوں، عوامی روایتوں یا غلط فہمیوں پر مبنی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ خطرناک حالات کا شکار ہوسکتے ہیں۔ اس سے نشیلی دوائیں استعمال کرنے یا ان میں ایچ آئی وی/ ایڈس سے متاثر ہونے کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ نو بالغوں کو تولیدی وجنسی صحت اور منشیات اور ایچ آئی وی/ایڈس کے بارے میں ان کی عمر اور پس منظر کے لحاظ سے معلومات فراہم کی جائے تاکہ وہ زندگی گذارنے کے ہنر حاصل کرسکیں اور بڑھتی عمر کے مسائل سے نمٹ سکیں۔

3.6.1 حکمتِ عملی

صحت کی کثیر رخی نوعیت کے پیش نظر درسیات میں تعلیمی اور دیگر سرگرمیوں کے متعدد مواقع ہیں۔ قومی خدمات کی اسکیم، بھارت

امن بیداری مہم

عمر +5 احتیاط سے دیکھ بھال کریں: بچّوں کو قطار میں کھڑا کریں۔ ایک ایک کر کے ان بچّوں کو ان کے سر کے اوپر سے پتّا لہراتے ہوئے یا جیسے وہ چاہیں اس پتّے کو پیچھے والی قطار تک پہنچنے دیں۔ پھر ایک بچّہ اس پتّے کو آگے لے آئے اور پھر سے شروع کرے۔ اس کے بعد بچّوں سے کہا جائے کہ وہ پتّے کو کئی طرح سے پکڑنے کے سبب ہونے والے نقصان کو دیکھیں۔ یہ سرگرمی پتّوں کے بارے میں اور یہ کن پیڑوں کی ہیں، آپسی گفتگو کو بڑھا سکتی ہے۔ اس ایک پتّے کا نقصان پوری قدرت کا نقصان ہے۔ پتّا پوری کائنات کا عکس ہے۔

عمر +7 مشترکہ احساسات: بچّوں کو ایک گول گھیرے میں بٹھائیں اور پوچھیں کہ ان کی زندگی کا سب سے خوشی کا دن کون سا تھا؟ کیوں وہ دن خوشی کا تھا؟ سبھی بچّوں کو سوال کا جواب دینے دیں۔ کچھ بچّوں کو ایک یا زیادہ تجربات کو ظاہر کرنے کا موقع دیں۔ جیسے ہی بچّے جذبات کو مشترک کرنے سے واقف ہو جائیں ان سے زیادہ مشکل سوال پوچھیں۔ جیسے آپ کس سے اصل خوف کھاتے ہیں؟ آپ ایسا کیوں محسوس کرتے ہیں؟ آپ کیسا محسوس کرتے ہیں جب کسی کو لڑتے ہوئے دیکھتے ہیں؟ آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے؟ آپ کو اس میں کون سی چیز دکھی کرتی ہے؟

عمر +10 بے انصافی پر انصاف کا عطیہ : بیان کریں کہ دنیا میں بے انصافی کے بہت سے اسباب ہیں۔ یہ بھی بتائیں کہ انصاف دنیا میں امن قائم کرنے کا بنیادی پیمانہ ہے۔ بے انصافی کی دو یا تین مثالیں دیں۔ بچّوں کو اور زیادہ مثالیں دینے کے لیے کہیں۔ اس کے بعد سوال پوچھیں بے انصافی کا کیا سبب تھا؟ آپ عام حالات میں کیسا محسوس کرتے ہیں؟ کچھ بچّوں کو ان کے جوابات پوری جماعت میں بتانے دیں۔

عمر +12 امن کا وکیل بنیں: بچّوں کو کہیں کہ وہ امن کے وکیل ہیں جو ملک کے لیے امن کے اصول بنائیں گے۔ ان کے ذریعے تجویز کردہ پانچ اہم اصولوں کی فہرست بنائیں۔ دوسروں کے ذریعے تجویز کردہ کون سا اصول آپ اپنی فہرست میں شامل کرنا چاہیں گے؟ کن اصولوں کو آپ نہیں مانتے اور کیوں؟

ایک کارآمد کام جو بچے کی عمر اور صلاحیت کے مطابق اور اس کی فطری نمو میں مددگار ہو، بچوں میں اقدار، بنیادی سائنسی تصورات، مہارتوں اور تخلیقی اظہار کا شعور و احساس پیدا کرتا ہے۔ بچے کام کے ذریعے ایک پہچان حاصل کرتے ہیں اور ان میں اپنے کارآمد ہونے کا احساس پیدا ہوتا ہے کیوں کہ کام سے بچوں میں قدر و قیمت کا احساس بڑھتا ہے، سماج سے وابستگی پیدا ہوتی ہے اور حصولِ علم میں مدد ملتی ہے۔

کام کے ذریعے ہم سماج میں اپنے مقام سے واقف ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسی تعلیمی سرگرمی ہے جس سے سبھی میں شریک وشامل ہونے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ کسی تعلیمی ادارے میں کارآمد کام میں شرکت سے سماجی زندگی کی قدر و قیمت اور ان چیزوں کی سمجھ پیدا ہوتی ہے جنھیں سماج میں اچھا سمجھا جاتا ہے۔ چوں کہ کام کے مقاصد واضح اور قابلِ حصول ہوتے ہیں اور اس میں بہت سی باہم منحصر سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں، اس لیے اس میں نظم وضبط کے ساتھ کوششیں درکار ہوتی ہیں۔ اور اس طرح ضبطِ نفس، ذہنی ارتکاز اور جذبات پر قابو رکھنے کے زیادہ سے زیادہ امکانات پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے کام یا مہارتوں کو جنھیں نہایت خوش اسلوبی سے انجام دینا ہوتا ہے اعلیٰ کارکردگی حاصل کرنے اور خود نظمی سیکھنے کا اچھا ذریعہ نہیں سمجھا جاتا۔ کام کے ساز و سامان (مثلاً مٹی یا لکڑی) کے زیرِ اثر جو نظم وضبط پیدا ہوتا ہے وہ اُس نظم و

ان بچوں کی صلاحیتوں کو نکھارا جا سکے۔ ایسا ہی چھٹیوں کے دوران بھی کیا جا سکتا ہے۔ کھیل کود کی سہولتوں کو مزید فروغ دیا جا سکتا ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ بچے خالی وقت میں ان سہولتوں سے استفادہ کر سکیں اور باسکٹ بال، تھروبال، والی بال اور مقامی کھیلوں میں شریک ہو سکیں۔

3.7 کام اور تعلیم

عام فہم معنی میں کچھ کرنے یا بنانے کو کام کہا جاتا ہے۔ اس کا ایک اور مفہوم پیسے یا کسی اور چیز کے بدلے کسی اور کو اپنی محنت یا صلاحیتوں یا دونوں کا فائدہ اٹھانے کا موقع دینا بھی ہے۔ ان میں سے بیشتر سرگرمیوں کا تعلق غذا اور روزانہ استعمال کی چیزیں پیدا کرنے، لوگوں کی جسمانی وذہنی سلامتی کی دیکھ بھال اور سماجی نظم ونسق کی دیگر سرگرمیوں سے ہے۔ کسی بھی سماج میں، ان دو بنیادی پہلوؤں (اشیا کی پیداوار اور سماج کے مناسب نظم ونسق کا قیام) کے علاوہ دیگر بہت سی سرگرمیاں بھی انسانی بہبود سے تعلق رکھتی ہیں اور اس لحاظ سے انھیں بھی کام کے زمرے میں رکھا جا سکتا ہے۔

اس مفہوم میں سمجھا جائے تو کام سے مراد ہے سماج کے دیگر لوگوں سے وابستگی اور احساسِ فرض کیوں کہ ہم کام یا اپنی صلاحیتوں کا استعمال دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ اس کا ایک اور مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارا کام کارکردگی کے اجتماعی معیاروں پر پرکھا جائے گا اور اس کے بارے میں فیصلہ دوسرے لوگ کریں گے۔ تیسری بات یہ ہے کہ کام کا مطلب سماجی زندگی میں شرکت بھی ہو سکتا ہے خواہ یہ کام زندگی کے لیے کارآمد چیزیں پیدا کرنے سے متعلق ہو یا عمومی طور پر سماجی سرگرمیوں میں حصے داری ہو۔ آخری بات یہ ہے کہ کام افہام وتفہیم اور لطف اندوزی کے نئے نئے پہلو پیدا کر کے انسانی زندگی کو مالا مال کرتا ہے۔

ان سب کے باوجود ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ بچوں کی پرورش اکثر اس طرح کی جاتی ہے کہ ان کے ذہن میں تعصّبات اور امتیازات جاگزیں ہو جاتے ہیں۔ بڑے لوگ بچوں کو غالب سماجی وثقافتی ماحول میں پروان چڑھاتے ہیں۔ یہ جاننا اہم ہے کہ بڑے اور بچے ایک جیسے سماجی ماحول میں پرورش پاتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بندھوا مزدوری شاید زور زبردستی کی سب سے تذلیل کن شکل ہے۔ اس بات کو یقینی بنانے کی بھی کوشش کی جانی چاہیے کہ کام کو درسیات کا لازمی حصہ بنانے کا یہ مطلب ہرگز نہ ہو کہ بچے سے زبردستی کام کرایا جائے یا کام بچے کی تعلیم اور فطری نمو میں رکاوٹ بن جائے۔ ذات برادری یا صنف پر مبنی محنت کی تقسیم سے وابستہ کام کی روزانہ بار بار کی جانے والی سرگرمیوں سے سختی سے بچا جانا چاہیے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ بچے خود سے اس میں شریک نہ ہوں تو اس سے بھی کام کو درسیات کا حصہ بنانے کا مقصد پورا نہیں ہوگا۔ کام کو اسکول کی سرگرمیوں میں شامل کیے جانے کو کسی بھی صورت میں بچوں کے استحصال کا جواز نہیں بنایا جانا چاہیے۔

کام بچوں کے لیے سیکھنے سمجھنے کا وسیلہ بھی ہوتا ہے، خواہ یہ کام گھر میں ہو یا اسکول میں، کام کرنے کی جگہ پر ہو یا پھر کوئی سماجی کام۔ بچے دو سال کی عمر سے ہی کام کے بارے میں سوچنا سمجھنا اور محسوس کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بچے بڑوں کی نقل کرتے ہیں اور ان ہی کی طرح کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً بچوں کو عام طور پر ''جھاڑو دینے'' یا ''میٹنگ کرنے'' یا ''مکان بنانے'' یا ''کھانا پکاتے'' دیکھا جا سکتا ہے۔ تعلیم کے بہت سے طریقوں میں کام کو وسیلۂ تدریس کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً مانٹیسری طریقے میں کام سے متعلق تصورات اور مہارتوں کو شروع ہی سے تدریس کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ سبزیاں کاٹنا، کلاس روم کی صفائی، باغبانی اور کپڑے دھونا وغیرہ تمام سرگرمیاں سیکھنے کے مسلسل عمل کا حصہ ہیں۔

دیگر بے اثر گروہ وغیرہ کے ان نہ نظر آنے والے کاموں کی پھر سے جانچ کی مانگ کرتا ہے جو سماج کے لیے گراں قدر مانے جاتے ہیں۔ پیداواری کام درسیات کی مرکزی بنیاد بنائی جاسکتی ہے۔ پیداواری کام کو درسیات میں مرکزی مقام کا حامل بنانے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اسکولی تعلیم کے کتابی اطلاعات فراہم کرنے اور عموماً غیر چیلنجنگ کردار کے لیے ایک قوی اصلاحی حربے کا کام کر سکے اور اس کے عوض موخرالذکر کو بچے کی زندگی کی ضروریات سے جوڑا جاسکے۔ تعلیماتی تجربے کے استعمال سے کام بچپن اور نوعمری کی مختلف سطحوں پر موثر اور اہم ترقیاتی اوزار بن جائے گا۔ اس طرح، کام مرکوز تعلیم، پیشہ ورانہ تعلیم سے مختلف ہوتا ہے۔

ابتدائی پرائمری سے اعلیٰ ثانوی سطحوں تک اسکولی درسیات کی بازتشکیل کی جانی چاہیے تاکہ کام کی تعلیماتی قوت کو معلومات کی حصولیابی، ترقیاتی قدروں اور کثیر الجہت صلاحیت کی تشکیل میں تعلیماتی ذریعے کی حیثیت سے بروئے کار لایا جاسکے۔ بچوں کی نشوونما کے ساتھ کام پر انحصار رکھتے ہوئے تعلیمی نظام کو ترقی دی جاسکتی ہے جس میں بڑھتی الجھن کی سمجھ تو ہو ساتھ ہی لچیلا پن اور حوالہ بھی ہو۔ کام انحصاری مضامین کی تعلیم ہر سطح پر دی جانی چاہیے۔ اس میں تنقیدی فہم، علم کا پھیلاؤ، تخلیق، آپسی گفتگو کی تعلیم، جمالیات، معاشرتی ذمہ داری وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے لیے اندازۂ قدر کے پیمانے بھی پھر سے طے کیے جانے کی ضرورت ہے۔ کام انحصاری تعلیم کے اثر انگیز اور عالمگیر پروگرام کے بغیر یہ ممکن نہیں کہ یو۔ای۔ای اور یونیورسل سیکنڈری ایجوکیشن بھی کبھی کامیاب ہو سکے گا۔

3.8 تعلیم برائے امن

ہم لوگ غیر معمولی تشدد کے دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں جس میں عدم رواداری، مذہبی جنون اور تضاد وغیرہ کے چیلنج درپیش ہیں۔ اخلاقی اور امن وفلاح کے کاموں میں نئی رکاوٹیں پیش آرہی ہیں۔ غیر حل شدہ تنازعات سے جنگ اور تشدد پیدا ہوتا ہے حالاں کہ تنازعات ہمیشہ جنگ اور تشدد کا سبب نہیں بنتے بلکہ اس کی وجہ اور کئی دیگر متوقع عمل اور ردعمل ہوتے ہیں۔ تشدد تنازعات کے کئی وجوہات میں سے ایک ہے۔ اس لیے موجودہ دور میں انسانوں، گروپوں اور قومی پس منظر میں معاملات حل کرنے کے لیے غیر تشدد آمیز طریقے کی مہارتوں کو حاصل کرنے اور عمل میں لانے کی ضرورت ہے۔ عالمی، قومی اور مقامی سطح پر بڑھتے ہوئی تشدد کو دیکھتے ہوئے قومی درسیات کی دستاویز میں امن کی تعلیم کو جگہ دینا اشد ضروری ہے کیوں کہ امن وانصاف قائم کرنے اور فرائض کی ادائیگی کے ضمن

تجاویز برائے امن مہم

- ✓ اسکولوں میں ایسے خصوصی کلبوں اور دارالمطالعوں کو قائم کیا جائے جو امن کی خبروں اور ایسے واقعات پر مبنی ہوں جو معاشرتی انصاف اور مساوات کے خلاف ہوں۔
- ✓ ایسی فلموں کی فہرست تیار کرنا جو انصاف اور امن کی اقدار سے تعلق رکھتی ہوں ۔ اسکولوں میں انھیں وقتاً فوقتاً دکھایا جائے۔
- ✓ امن کے مطالعے میں میڈیا کو مددگار بنایا جائے۔ بچّوں کو مخاطب کرنے کے لیے بااثر نامہ نگاروں اور مدیروں کو بلایا جائے۔ اس کا اہتمام کیا جائے کہ بچّوں کے خیالات کم از کم مہینے میں ایک بار اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوں۔
- ✓ اسکولوں میں ہندوستان کے تہذیبی اور مذہبی تنوع کا انعقاد کیا جائے۔
- ✓ ایسے پروگراموں کا اہتمام کیا جائے جس سے خواتین کے تئیں تعظیم اور ذمہ داری کے جذبے کو فروغ ملے۔

ضبط سے زیادہ موثر اور خوب تر ہوتا ہے جو کسی انسان کے ذریعے کسی دوسرے انسان میں پیدا کی جاتی ہے۔ کام میں ساز وسامان یا دیگر لوگوں (بیشتر دونوں) کے ساتھ رہنا اور ملنا جلنا شامل ہوتا ہے جس سے فطرت کی چیزوں اور سماجی تعلقات کی زیادہ گہری فہم اور عملی علم حاصل کیا جاتا سکتا ہے۔ اس کے سوا وہ عام جسمانی ہنرمندیاں بھی ہیں جو کوئی کام سیکھنے میں مددگار ہوتی ہیں اور آگے چل کر ذریعۂ معاش بھی بن سکتی ہیں۔ یہاں کام کے جن پہلوؤں کا ذکر کیا گیا ہے ان سے کام کے معنی اور علم پیدا کرنے والی خوبی پر روشنی پڑتی ہے۔ کام کا یہی وہ تدریسی کردار ہے جو وہ درسیات کا ایک حصہ بن کر انجام دے سکتا ہے۔

کام کی اس نوعیت کا فائدہ تبھی اٹھایا جاسکتا ہے جب اسے اسکول کی درسیات کا حصہ بنایا جائے۔ تعلیمی وتدریسی ماحول میں کیے جانے والے کام میں نہ صرف تخلیقی اظہار اور سیکھنے سمجھنے کی نئی صورتیں پیدا کرنے کے قابلِ لحاظ امکانات ہوتے ہیں بلکہ خود کام کی نوعیت تبدیل ہوجانے کا امکان بھی رہتا ہے۔ اس کی اہمیت اس لحاظ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ ہندوستان کے بیشتر کنبوں میں گھر کے کاموں اور خاندانی کاروبار میں ہاتھ بٹانا ایک عام بات اور چلن ہے۔ مگر اب چوں کہ بچوں کا بیشتر وقت اسکول کے کاموں میں گذرتا ہے اور اسباق کو رٹنے کا سلسلہ بڑھتا جارہا ہے اس لیے یہ صورتِ حال تبدیل ہوتی جارہی ہے۔ علمی سرگرمیاں عموماً ضابطے کے شکنجے میں جکڑ کر رہ جاتی ہے۔ جب علمی ہنر اور کام کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا جاتا ہے تو اس سے علم کی جستجو اور کام کرنے کے طریقوں میں تخلیقی پہلوؤں کا اضافہ ہوتا ہے۔ بہتر ہینڈ پمپ اس طرح وجود میں آتے تھے۔ شروع شروع میں اونچا اڑنے والے پلاسٹک کے غبارے زیادہ سرد ماحول سے گذرنے کے دوران پھٹ جایا کرتے تھے۔ تبھی کسی سائنسی ذہن والے کاریگر نے بتایا کہ اگر اس میں تھوڑا سا کاربن ڈال دیا جائے تو وہ سورج کی روشنی کو جذب کرکے اسے گرم رکھے گا۔ دراصل تمام بڑے موجد ایسے ہی اناڑی لوگ تھے جو بہت کم سائنس جانتے تھے۔ ایڈیسن، فورڈ اور فیراڈے اس زمرے میں آتے ہیں یا وہ جنھوں نے پہلے پہل چشمہ یا دوربین بنائی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے کمہاروں، دستکاروں، بنکروں، کسانوں اور معالجوں کا رسمی علم اسی طریقے سے آیا ہے۔ جس میں یہ افراد جسمانی محنت اور علمی غور وخوض ساتھ ساتھ کیا کرتے تھے۔ ہمیں اپنی تعلیم میں تجدید، تجسس اور عملی تجربے کی تہذیب کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

بہرحال، موجودہ اسکول بنیادی سہولیات یا آموزشی مواد کی حیثیت سے کام کو درسیات کے حصّے کے طور پر لینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ کام لازمی طور پر ایک بین مضامینی سرگرمی ہے۔ اس لیے، کام کو اسکول کی درسیات کا جزو لاینفک بنانے کے لیے تعلیماتی تفہیم کی وسیع پیمانے پر ضرورت پڑے گی تاکہ اسے آموزش اور جائزے اور اندازۂ قدر سے ہم آہنگ کیا جاسکے۔

کام کو اسکولی نصاب میں نافذ کرنے کے لیے تخلیقی اور حوصلہ مند سوچ کی ضرورت ہے جس سے معاشرتی افادیت اور پیداواری کام (SUPW) کے دوران سکہ بند مقامیت ٹوٹے گی جس کے بارے میں ہمارے اساتذہ اور طالب علم جائز طور پر مشکوک رہتے ہیں۔ اس کی پرکھ کی ضرورت ہے کہ کس طرح حاشیے کے بچّے کے مضبوط علم کی بنیاد اور اس کے ہاتھ کے کام کو اس کے وقار کی اساس اور دوسرے بچّوں کے علم کی اساس بنایا جاسکتا ہے۔ یہ اس سیاق میں خاص طور پر اہم ہے کہ اونچے متوسط طبقے کے بچّوں میں اپنی تہذیبی وراثت کے تئیں مایوسی بڑھتی جارہی ہے اور اس کو تقویت دینے میں تعلیمی درسگاہوں کا اہم رول ہوسکتا ہے۔ اس کا بڑا امکان ہے کہ بڑے پیداواری طبقے کے وسیع علم کی بنیاد کی سمجھ کے ذریعے تعلیمی نظام میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ کام کو ممتاز علم کی شکل میں دیکھا جاسکتا ہے، جو خواتین اور

گہرا اثر ڈال سکتا ہے۔ بزرگوں کے درمیان ٹکراؤ یا والدین میں بگڑتے رشتے ان میں ناقابلِ بیان خوف اور بے دلی پیدا کردیتے ہیں جو چند سال بعد ابتدائی جوانی کے دنوں میں تشدد کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ علمی مقاصد کے علاوہ بھی والدین اور اساتذہ کو ساتھ لانے کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ مکمل طور پر انفرادی اخلاق کے فروغ کی ذمے داری نہ تو صرف والدین پر ہے اور تو صرف اسکول پر۔

مختلف عمر کے لوگوں میں اخلاقی فروغ کے مختلف طرز ہوتے ہیں۔ شروع کے برسوں میں طالب علم اپنے اردگرد کو سمجھنے اور اس کے اور اپنے بارے میں بیداری کو فروغ دینے میں لگے رہتے ہیں۔ ان کا رویّہ سزا سے بچنے اور انعام پانے سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ اچھے برے کا اندازہ اس سے لگاتے ہیں کہ کون سی بات ان کے بزرگوں کے ذریعہ مانی گئی اور کون سی نہیں۔ اس سطح پر وہ اپنے بڑوں میں جو دیکھتے ہیں اسی کے مطابق اخلاقی اقدار کی اپنی سمجھ بناتے ہیں۔

جیسے جیسے بچے بڑے ہوتے ہیں ان کی منطقی صلاحیت تو بڑھتی جاتی ہے مگر وہ اتنے باشعور نہیں ہوتے کہ وہ جواز پر سوال قائم کرسکیں۔ دوسروں کو متاثر کرنے اور خود کو مضبوط دکھانے کے عمل سے ان میں قانون توڑنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس مرحلے پر یہ بحث ومباحثے کے ذریعے ان میں اصولوں، پابندیوں، ذمّے داریوں وغیرہ کا تجزیہ کرکے فکر کو تقویت دیتے ہوئے ان میں اچھائی، قربانی، ہمدردی اور صبر وتحمل کی اور اقدار کی سمجھ قائم کی جاسکتی ہے۔ اس سے بچوں کو اچھے برے کی پہچان ہوگی اور زندگی کی اخلاقی بنیادوں کی تفہیم ہوگی۔

بعد میں جب تصوراتی فکر کا ان میں پوری طرح فروغ ہوجائے تو وہ مدلل ڈھنگ سے بتا سکتے ہیں کہ اخلاقی رویہ کیا ہوتا ہے۔ اس سے اخلاقی اصولوں کی پاس داری ان کا داخلی جزو بن جاتا ہے۔ اور لمبے عرصے تک ان کے ساتھ رہتا ہے۔ کسی باہری دباؤ کے نہ ہوتے ہوئے بھی اخلاقی شکل سے باشعور فرد پوری طرح سے اصول وقوانین کو سمجھتا ہے اور اس کے مطابق کام کرتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ سماج میں مکمل امن وامان بنائے رکھنے میں اس کا کس قدر دخل ہے۔

ہمارے پرانے اور اچھے اساتذہ مانتے ہیں کہ کہانیوں اور لطائف کے ذریعے اخلاقی اور معاشرتی پیغام دیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی اٹل سچائی ہے کہ چاہے بچہ کتنا ہی سست فہم ہو، اس کی گھریلو زندگی کتنی ہی خراب ہو، پھر بھی کچھ نہ کچھ اس کے پاس کہنے کے لیے ہوتا ہے، اور جماعت میں ہونے والی بحث ومباحثہ میں وہ حصہ لینا چاہتا ہے، اساتذہ کو اس کی ذہانت اور خود اعتمادی کے ارتقا میں مدد دینی چاہیے، دھمکی بھری زبان کا استعمال نہیں کرنا چاہیے اور اس پر غصہ نہیں ہونا چاہیے۔

اقدار کی تعلیم کا مطلب ہوتا ہے پسندیدہ رویّے کے تئیں سمجھ داری۔ اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ جو بھی ناپسندیدہ ہے اس کی نامنظوری۔ اس وجہ سے طالب علم اکثر اپنے صحیح جذبات خیالات اور احساس کو چھپا کر بس زبانی طور پر اخلاقی اقدار کی بات کرنے لگتے

دیگر جان داروں کے ذریعے کیے جانے والے کام

بچوں سے کسی ایسے جانور یا پرندے کا انتخاب کرنے کے لیے کہیں جس کو وہ اچھی طرح جانتے ہوں اور پھر انھیں ان کے 'کام' کی فہرست سازی کرنے کے لیے کہیں اور ان سے پوچھیں کہ یہ کام کس کے ہیں۔ آدمی، عورت یا بچے کے؟ اس طرح سے محنت کی تقسیم کے اسباب سے متعلق بات کریں اور ان کے پیچھے منطق کو سمجھائیں۔ پھر ان سے اس کی بنیاد پر نظم یا مضمون لکھنے کو کہیں اور انھیں کلاس میں پوسٹر کی شکل میں چپکانے کے لیے کہیں۔

میں تعلیم کا اہم کردار ہوسکتا ہے۔ حالاں کہ آج جس قسم کی تعلیم اسکولوں میں دی جارہی ہے اس سے اشارتاً اور بہت حد تک حقیقی طور پر تشدد کو تقویت مل رہی ہے۔ ان حالات میں تعلیم کی پھر سے رخ بندی کرنے کی ضرورت ہے اس لیے اسکولی درسیات کو فوقیت حاصل ہے۔ اب ضروری ہے کہ اقدار کی شکل میں امن سبھی کورسوں سے جڑا ہوا اور ان میں امن کی اقدار پر زور دیا گیا ہو۔ اس طرح یہ ایک ایسی سوچ ہے جس کا تعلق درسیات اور اساتذہ دونوں سے ہے۔

امن کی غرض سے دی جانے والی تعلیم اخلاقی فروغ کے ساتھ ساتھ ان اقدار، نظریات اور مہارتوں کی پرورش پر زور دیتی ہے جو نظامِ قدرت اور انسانی معاشرے کے درمیان تعلقات اور ہم آہنگی قائم کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ اس میں زندگی کا وہ لطف پنہاں ہے جس میں انسانیت کا ارتقا محبت، امید اور ہمت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اس میں دوسروں کے لیے محبت اور قربت کا عنصر ہے، اس میں انسانی حقوق، انصاف، رواداری، باہمی تعلقات، معاشرتی فرائض کی ادائیگی کا احساس، ثقافتی تنوع کا لحاظ شامل ہے۔ اس کے علاوہ یہاں جمہوری اور عدم تشدد کے طریقے سے تنازعہ حل کرنے پر توجہ دی جاتی ہے۔ ایسی تعلیم میں سماجی انصاف اور امن پر خاص طور سے زور دیا جاتا ہے۔ چوں کہ مساوات اور سماجی انصاف اس کا اہم نقطہ ہوتا ہے اس لیے غریبوں اور کمزور طبقے کے لوگوں کی ترقی پر خاص توجہ ہوتی ہے اور کسی کو ستائے نہ جانے کا نظریہ شامل ہوتا ہے۔ اس طرزِ تعلیم میں انسانی حقوق پر بھی توجہ دی جاتی ہے اس لیے امن کا راستہ خود بخود ہموار ہوجاتا ہے کیوں کہ انسانی حقوق کی پاس داری ہی امن کا مرکزی پہلو ہے۔ اگر لوگوں کے حقوق کی پاس داری نہ کی جائے تو امن کبھی کبھی قائم نہیں ہوسکتا۔ انسانی حقوق کی بنیاد تو مساوات اور غیر جانب دارانہ رویّے پر قائم ہے جس سے سماج میں امن قائم رہتا ہے۔ اس طرح امن کے نظریے سے دی جانے والی تعلیم میں کئی اقدار شامل ہیں جو محبت، امید اور حوصلے سے بھرپور شخصیت کے فروغ میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

امن کی تعلیم پر اتنی توجہ دی جائے کہ اس کا اثر تمام اسکولی زندگی پر ہو۔ نصاب، جماعت کا ماحول، اسکولی ضابطہ، استاد شاگرد کے تعلقات اور اسکول سے منسلک تمام سرگرمیاں اس کے دائرے میں آجائیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ درسیات اور امتحان کا اس طرز سے تجزیہ ہو کہ وہ شاگردوں کی محرومی، ناامیدی اور عدم تحفظ کو تقویت تو نہیں دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اردگرد اور میڈیا کے ذریعے بچوں کے ذہن پر جو تشدد کا اثر پڑ رہا ہے اس کے منفی اثرات کو دور کرکے اخلاقی اور امن پسند زندگی کے مقاصد کے گہرے معنی کو فروغ دیے جانے کی ضرورت ہے تاکہ تعلیم صحیح معنوں میں افراد کی اپنی اقدار کو ظاہر کرنے میں مددگار ہو۔ ان کو صحیح فیصلہ کرنے کی ترغیب اور تشدد کے بجائے امن کے انتخاب کے لیے ترغیب دے۔ ان کو امن قائم کرنے کے عمل سے جوڑے تاکہ وہ محض امن سے استفادہ کرنے والے نہ بنے رہیں۔

3.8.1 حکمتِ عملیاں

اخلاقی فروغ کا مطلب اس طرح کا حکم دینا نہیں ہے کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو بلکہ اس کا مقصد شاگردوں میں اس کے طریقۂ کار کو بڑھاوا دینا ہے جس کی بدولت وہ یہ سیکھ لیں کہ کیا درست ہے، کیا خاصیت ہے، عوام کے لیے کیا بہتر ہے اور نجی و معاشرتی اقدار کے ضمن میں سب کی بھلائی کے لیے کیا مناسب ہے۔

بچے جو بھی دیکھتے اور سنتے ہیں اس میں زیادہ چیزوں کو سمجھ سکتے ہیں لیکن کہنے اور کرنے کے تضاد کو سمجھ پانے میں وہ اہل نہیں ہوپاتے۔ یہاں تک کہ گھر میں چھوٹا سا اختلاف بھی بچوں پر

کے اعداد کے شمار کا تجزیہ کر کے بارش میں کمی کی وجوہات معلوم کی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح کچرا انتظام پلانٹ کو بہتر طریقے سے علم کیمیا کی تدریس سے جوڑا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی اسکول، پنچایت، نگر، پالیکاؤں اور میونسپل کارپوریشن کے تعاون سے حیاتیاتی تفریق اور اس سے وابستہ موضوعات کو درج کر سکتے ہیں۔ اسکول موضوع حیاتیات میں اس طرح کا پروگرام لے سکتے ہیں کہ دوا والے پودے کہاں کہاں پر ہیں اور ان میں کیا کیا خوبیاں ہیں۔ یا مچھلی کی بعض نسلوں کو مختلف خطرات سے بچا کر ان کی نسل کو کس طرح محفوظ کرایا جاسکتا ہے۔ مختلف فنون، موسیقی، رقص اور فن تراشی کے ذریعے لوگوں کو ماحولیات اور اس سے وابستہ موضوعات (جانور، جنگل، ندی، پودے وغیرہ) کو کیسے سمجھایا جاسکتا ہے۔ اس قسم کی سمجھ کو درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے لوگوں کی زندگی سے بھی جوڑا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ اکثر و بیشتر ان کی روزی روٹی کا انحصار قدرتی وسائل پر ہی ہوتا ہے۔ اس طرح کا عمل مردم شماری کرنے والوں کے لیے مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ طلبا کو بھی منفرد پروگراموں کے ذریعہ اس طرح کے کاموں سے جوڑا جاسکتا ہے۔ علم صحت کے لیے ان جنگلی پیڑ پودوں کا علم ضروری ہے جو غذائیت کے لیے مناسب ہیں اور آدی باسی انھیں معقول غذا کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ پیڑ پودوں کی بابت جانکاری حاصل کرنے کے لیے مختلف پروجیکٹ بھی بنائے جاسکتے ہیں جو علم صحت کے لیے کارآمد ثابت ہوسکتے ہیں۔ اس طرح مقامی ماحولیات کی بابت نقشہ تیار کر کے ماحولیاتی تاریخ کو درج کرنا اور ماحولیات سے تعلق رکھنے والے سیاسی مسائل کو لے کر انھیں جغرافیہ، تواریخ اور سیاسیات جیسے مضامین کے ساتھ جوڑا جاسکتا ہے۔ مقامی، صوبائی، قومی اور عالمی سطحوں پر پانی سے متعلق جھگڑے معلومات کے ان بیانات سے وابستہ مختلف سرگرمیوں اور پروجیکٹوں کی تجویز کے لیے وسیع ذریعہ فراہم کرتے ہیں۔

3.10 مطالعے اور تحسیب کے منصوبے

اسکول کا مطلب کم و بیش پورے ہندوستان میں پہلی جماعت سے دسویں جماعت تک کی تعلیم سے ہوتا ہے۔ بعض صوبوں میں یہ بارہویں جماعت تک ہوتا ہے جب کہ کچھ دوسرے صوبوں میں گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کو، ماقبل یونیورسٹی یا جونیر کالج کا مرحلہ سمجھا جاتا ہے۔ کچھ اسکولوں میں دو سے تین سال ماقبل اسکول کی جماعتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ اسکولی تعلیم کی ان چار سطحوں میں تقسیم کا مقصد انتظامی سہولیات کے علاوہ بھی کچھ ہے۔ درسیات کی ترتیب اور اساتذہ کی تیاری کے نقطۂ نظر سے ان سطحوں کی ارتقائی معنویت ہے۔ مرحلہ وار تناظر میں دیکھا جائے تو درسیات کے بارے میں غور و خوض اسکول کا انتظام ان دشواریوں پر قابو پانے میں مدد کرسکتا ہے جو مروجہ 'یک درجاتی' جماعتوں پر زیادہ زور دینے سے پیدا ہوتی ہیں جہاں عمر کے اعتبار سے بچوں کی درجہ بندی کر کے تدریس اور آموزشی مقاصد کا سختی سے استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک یا دو اساتذہ والے اسکولوں کے تصور کی باز تشکیل ایسے گروہ کی حیثیت سے کی جاسکتی ہے جہاں سیکھنے والی جماعت میں مختلف صلاحیتوں اور آموزشی ضروریات کے بچے شامل ہوں نہ کہ جماعتوں کے طور پر جہاں وقت کے انتظام سے متعلق طریقوں کی ضرورت ہو۔ بچوں کی تحصیلی جانچ، کہ انھوں نے کیا سیکھا اسکول میں چند سال گذارنے کے بعد ہوسکتی ہے نہ کہ ہر سال کی بڑھتی ہوئی سالانہ مشقت کی ضرورت کے طور پر۔ اس سے بچوں کے سیکھنے کی رفتار کا لحاظ رکھنے کا زیادہ رجحان پیدا ہوگا۔ سیکھنے کی کمترین سطحیں، جیسے منصوبے نہ صرف سال کے آخر میں حاصل ہونے والے نتائج پر بے لوچ انحصار کو مستحکم کریں گے بلکہ انھیں سبق میں مزید محدود کریں گے۔ مختلف سطحوں پر نصاب، تدریس اور تحسیب کی خصوصیات اور فکر کا بیان درسیات، نصابی کتب اور آموزشی ذرائع اور اساتذہ کے ذریعہ طلبا کی نشوونما اور

ہیں۔ مگر اسے صرف بات چیت کا حصہ نہیں رہنے دینا چاہیے بلکہ بات چیت سے ہٹ کر اسے تجربات اور سوچ کا حصہ بنانا چاہیے تاکہ یہ اخلاق کا حصہ بن سکے جس سے انسانی زندگی کی پیچیدگیوں کو کھولا جاسکے۔

اساتذہ خود متعدد بار کوشش کریں کہ امن سے متعلق اقدار درسیات سے جوڑے جائیں اور انھیں بچوں کو ان کی ترقیِ عمر کے ساتھ ان سے روشناس کرایا جائے۔ مثال کے طور پر استاد کسی درس میں چھپے ہوئے مقاصد کو سمجھ کر ایک واجب طریقۂ کار کے تحت اس سے بچوں میں امن کے متعلق مثبت احساس پیدا کراسکتے ہیں۔ اور اس بات کو باور کراسکتے ہیں کہ اس سے متعلق اقدار کے لیے وہ کس قدر اہم ہے۔ تدریسی اور آموزشی عمل میں فروغِ امن کے لیے سوال، قصہ کہانی، کھیل کود، روایتی مباحثہ، مختلف مثالوں اور تمثیلی طریقۂ کار کے طور پر مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔ اخلاق کی تعلیم اور مشق کا دائرہ انفرادی سطح سے شروع ہوکر معاشرتی اور ملکی حدوں کو پارکرکے عالمی سطح تک پھیلا ہے۔ایک استاد جو امن کی درس وتدریس کی تیاری کرچکا ہو ایسے مواقع پر ان کے پیمانے اور اس کے رشتوں کے بارے میں بتا سکتا ہے۔ اساتذہ کے تربیتی پروگراموں میں امن کی تعلیم کو اختیاری مضمون کی شکل میں شامل کیا جانا چاہیے۔

3.9 سکونت اور آموزش

سکونت وہ جگہ ہوتی ہے جہاں کسی بھی نوع کو ایسا ماحول فراہم ہوتا ہے کہ وہ ترقی کرسکے۔ سیکھنا بھی جان داروں کی سب سے اہم صلاحیت ہے۔ جانور اپنے رہنے کی خصوصیات کی بارے میں ان نکات کو سلجھاتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ ان کو کہاں کھانا ملے گا، کہاں ساتھی ملیں گے یا کہاں دشمن سے مقابلہ ہوگا۔ اس لیے ہمارے آباواجداد کے لیے علم کی ابتدا اپنے رہنے کی جگہ کی تلاش سے ہوئی۔

لیکن انسان نے فطری طور پر ماحول پر اپنا قبضہ بڑھایا۔ اس نے اس دنیا کو زیادہ سے زیادہ اپنی ضروریات کے مطابق بنایا۔ لیکن جیسے جیسے انسان کا اپنے ماحول پر اختیار بڑھتا گیا اور وہ دنیا کو اپنے مطابق بناتا گیا وہ علم کے اس میدان سے الگ ہوتا گیا۔ آج علم کا یہ میدان اتنا کم ہوگیا ہے کہ رسمی تعلیم طلبا کی اقامت سے پوری طرح دور ہوگئی۔ آج جس تیزی سے ماحولیات کا خاتمہ کیا جارہا ہے اس سے ہونے والے نقصانات ہمیں مجبور کررہے ہیں کہ ہم قدرتی دین کی قدر کریں جو ہماری رہائش کا ایک اہم حصہ ہے۔ انسان کے لیے اب ضروری ہے کہ وہ ماحولیاتی بنیادوں کو سمجھے اور اپنے رہائش کے نظام سے اسے پھر سے وابستہ کرے۔ اب خلاصہ کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ سکونت اور آموزش کی ماحولیاتی تعلیم کے لیے مساوی حیثیت ہے۔

ماحولیات سے متعلق مسائل کا بہتر طور پر حل اس صورت میں ممکن ہے کہ ماحولیاتی تعلیم کو مختلف مضامین کے ساتھ جوڑ کر پڑھایا جائے اور یہ یقینی بنایا جائے کہ اس سے متعلق عملی سرگرمیوں کو مناسب جگہ اور وقت مل رہا ہے۔ یہ نظریہ مثبت طریقے سے طبیعیات، ریاضی، علم کیمیا، حیاتیات، جغرافیہ، تاریخ، سیاسیات، صحت وجسمانی تعلیم، علم فن، موسیقی وغیرہ کی نصابی سرگرمیوں سے جوڑا جاسکتا ہے۔ زندگی سے وابستہ عملی سرگرمیوں سے طلبا کی دلچسپی کو قائم کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر مختلف جگہوں پر مختلف طریقے سے بارش ہوتی ہے اس کے اس تضاد کے اعداد وشمار موجود ہیں جنھیں طبیعیات اور ریاضی کی تدریس میں دلچسپ طریقوں سے کئی سرگرمیوں کو بڑھاوا دینے کے لیے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ طبیعیات میں ایسے تجربے کرائے جاسکتے ہیں جن میں غیر برابر زمینی حصوں پر سیّال کے بہاؤ کی کیفیت کو سمجھایا جاسکے یا اس بات کا اظہار کیا جائے کہ ہوا اوپر اٹھنے پر کس طرح ٹھنڈی ہوتی ہے اور بارش میں تبدیل ہوتی ہے جب کہ نیچے آنے پر مختلف اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ ریاضی میں لمبے عرصے تک، مان لیجیے پچاس برسوں

آموزش، زبان کو لکھنے سے پہلے اسے سننے اور بولنے کے لیے سیکھنا، سیاق وسباق اور گھر اور اسکول کے درمیان تسلسل) بچوں کے پورے بچپن کے دور کے آموزشی تجربات کے بارے میں بتاسکیں اور ابتدائی اسکول میں ان کے داخلے کو آسان اور ہموار بناسکیں گے۔

ابتدائی بچپن کی دیکھ بھال اور تعلیم (ای سی سی ای) کے پروگرام تکثیریت کی تصویر پیش کرتے ہیں۔ جس میں سرکاری، غیر سرکاری (رضا کار تنظیمیں) اور پرائیویٹ تنظیمیں مختلف خدمات فراہم کرتی ہیں۔لیکن ان پروگراموں کا دائرہ کافی محدود ہوتا ہے اور ان کے ذریعے فراہم کی جانے والی خدمات کم وبیش خراب ہوتی ہیں۔ بچوں کی ایک بڑی تعداد، خاص طور پر غریب اور حاشیائی جماعت سے تعلق رکھنے والے بچے، ابتدائی دیکھ بھال کے پروگراموں کے دائرے میں شامل نہیں کیے جاتے اور اُنھیں ان کے ہی حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ قبل از اسکول پروگراموں میں تفریق پائی جاتی ہے۔ کہیں بچوں کے لیے بوجھل اور اکتا دینے والے معمول بنائے جاتے ہیں تو کہیں باقاعدہ رسمی تعلیم جو اکثر انگریزی میں ہوتی ہے بچوں پر تھوپ دی جاتی ہے جس میں بچوں کے ٹیسٹ لیے جاتے ہیں اور انھیں ہوم ورک دیا جاتا ہے اور ان سے کھیلنے کا حق چھین لیا جاتا ہے۔ یہ طریقے ناپسندیدہ اور نقصان دہ ہیں جو والدین کی گمراہ کن تمناؤں اور ماقبل اسکول تعلیم کے بڑھتے ہوئے تجارتی رجحانات کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں اور یہ بچوں کی نشوونما اور ان میں سیکھنے کی فطری تحریک کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں۔ اس طرح کے بیشتر مسائل اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ ابھی تک ای سی سی ای کی حیثیت کو تعلیمی نظام کے مرکزی دھارے میں تسلیم نہیں کیا جاتا۔ یک رخی خدمات ہمارے ملک کی معاشرتی تقسیم کو اجاگر بھی کرتی ہیں اور انھیں بڑھاوا بھی دیتی ہیں۔ ہندوستانی معاشرے میں پھیلے گہرے صنفی تعصب اور سماج میں درج پدری اقدار کا فروغ کی وجہ سے دارالاطفال (کریچ) اور ڈے کیئر کی سہولیات فراہم کرنے والے اداروں کی ضرورت کو اہم نہیں سمجھا جاتا۔ خاص طور پر غریب گاؤں اور شہروں میں کام کرنے والی عورتوں کے بچوں کی دیکھ بھال کے لیے یہ چشم پوشی لڑکیوں کی تعلیم کو متاثر کرتی ہے۔

ای سی سی ای کا اچھے معیار کا پروگرام بچوں کی ہمہ جہت نشوونما پر مثبت اثر ڈال سکتا ہے۔ یہ اپنے آپ میں خود ایک وجہ ہے کہ تمام بچوں کے لیے ای سی سی ای کے حق کی مانگ کی جائے اور اسی لیے بدقسمتی یہ ہے کہ صفر سے چھے سال کی عمر تک کے بچوں کو آئین کی دفع اکیس (21) کے دائرے سے باہر رکھا گیا ہے۔ ساتھ ہی ای سی سی ای کو اسکولوں میں بچوں کے داخلوں اور ان کی آموزشی نتائج کے ساتھ ایک براہ راست کڑی کے طور پر بھی دیکھا گیا ہے۔ تمام بچوں کو مساوی معیار کی ای سی سی ای فراہم کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس مقصد کے لیے قائم فنڈز میں بہت اضافہ کیا جائے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ مختلف طریقوں سے معیار کے پانچ بنیادی پہلوؤں پر بھی غور کیا جائے۔ مثلاً نشوونما کی مناسبت سے درسیات، تربیت یافتہ معقول معاوضہ پانے والے اساتذہ، استاد اور شاگرد کا صحیح تناسب اور جماعت کا سائز، بچوں کی ضروریات کے مطابق مکانیت اور بچوں کی حوصلہ افزا کرنے والی نگرانی۔ اگر چہ ان پروگراموں میں مرکزیت کو ختم کرنے، لچک داری اور سیاق وسباق سے ہم آہنگی کی ضرورت ہے وہیں اس بات کی بھی فوری ضرورت ہے کہ مناسب اصول وضوابط اور لائحہ عمل تیار کیے جائیں تاکہ بچوں کی نشوونما سے کوئی سمجھوتہ نہ ہوسکے۔ مختلف کام کرنے والوں کے لیے ان کے کثیر جہتی کرداروں کی مناسبت سے ہر سطح پر صلاحیتوں کی تعمیر کی ضمانت دی جانی چاہیے۔ یہاں ان کی مناسب ومعقول اجرت کی بھی یقین دہانی ہونی چاہیے۔

صلاحیتوں، مہارتوں اور تصورات کی نشوونما میں بتدریج اور اجتماعی گہرائی پیدا کرنے کے لیے منصوبے بنانے میں مدد کرتا ہے۔

3.10.1 ابتدائی بچپن کی تعلیم

ابتدائی بچپن کا دور، چھے سے آٹھ سال تک کی عمر کا دور انتہائی نازک ہوتا ہے جب تاحیاتی نشوونما اور مکمل صلاحیتوں کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ تحقیقات بتاتی ہیں کہ اس عمر میں ذہنی صلاحیتوں کی مکمل نشوونما کے نازک دور ہوتے ہیں۔ بعد میں بننے والے رویّے اور اقدار اور سیکھنے کی خواہش بھی اسی دور میں متاثر ہوتی ہے۔ اس دور میں حوصلہ افزائی کی کمی یا بے توجہی کے منفی یا کبھی کبھی ناقابل تلافی نتائج ہوسکتے ہیں۔ ابتدائی بچپن کی دیکھ بھال اور تعلیم (اَرلی چائلڈ ہڈ کیئر اینڈ ایجوکیشن۔ ECCE) کا مطالبہ ہے کہ چھوٹے بچوں کو دیکھ بھال، مواقع اور تجربات فراہم کرائے جائیں تاکہ ان کی ہمہ جہت نشوونما— جسمانی، ذہنی، معاشرتی اور جذباتی ہوسکے اور انھیں اسکول کے لیے تیار کیا جاسکے۔ ایک کلی اور مربوط نظریے سے دیکھا جائے تو بچوں کی صحت اور تغذیاتی ضروریات کا براہِ راست تعلق ان کی نفسیاتی اور تعلیمی نشوونما سے ہے۔ ابتدائی بچپن کی دیکھ بھال اور تعلیم کے درسیاتی ڈھانچے اور فنِ تدریس کو اسی تناظر پر مبنی ہونا چاہیے جس میں ہمہ جہت نشوونما کے مختلف پہلوؤں، ہر ایک سطح پر بچوں کی خصوصیات اور تجربات کے حوالے سے ان کی آموزشی ضروریات کو مدِ نظر رکھا جائے۔

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ بچوں میں سیکھنے اور اپنے گردوپیش کو سمجھنے کی فطری خواہش ہوتی ہے۔ لہٰذا ابتدائی سالوں میں آموزش بچوں کی دلچسپیوں اور ترجیحات کے مطابق ہونی چاہیے اور یہ آموزش اُن کے اصل سماجی سیاق وسباق کے پس منظر میں ہوں نہ کہ رسمی تجربات کی بنیاد پر۔ بچوں کو باصلاحیات بنانے والا ماحول وہ ہوتا ہے جس میں محرکات اور تجربات بہت ہوں، جو بچوں کو کچھ تلاش کرنے، تجربات کرنے اور اپنے خیالات کے آزادانہ اظہار کے مواقع فراہم کرے، اس کے ساتھ ہی وہ سماجی رشتوں سے منسلک ہو جو انھیں پیار، تحفظ اور اعتماد بخشتا ہو۔ کھیل کود، موسیقی، گیت آرٹ اور مقامی سامان کو استعمال کرنے والی سرگرمیاں، اس کے ساتھ ہی بولنے، سننے اور اظہارِ جذبات کے مواقع، اور دوسروں کے ساتھ غیر رسمی تعلقات قائم کرنے کے مواقع، اس سطح پر آموزش کے لازمی اجزا ہیں۔ یہ لازمی ہے کہ ابتدائی تعلیم کے لیے وہی زبان استعمال کی جائے جس سے بچہ اپنے فوری ماحول میں مانوس ہو، جب کہ غیر رسمی کثیر لسانی جماعت میں بچے دوسری زبان (انگریزی) سے جلد مانوس ہوجاتے ہیں اور پہلی جماعت سے ذریعۂ تعلیم کے ساتھ آسانی سے مطابقت پیدا کرلیتے ہیں۔ ای سی سی ای کے دائرے میں آنے والے بچے ایک وسیع جماعت کا حصہ ہوتے ہیں جس میں شیر خوار بچوں سے لے کر قبل ابتدائی جماعتوں کے بچے شامل ہوتے ہیں، یہ لازمی ہے کہ ان کے لیے مشاغل اور تجربات نشوونما کے نقطۂ نظر سے مناسب ہوں۔

بچوں کی معذوریوں کی تحسیب کی جلد از جلد نشان دہی، ان کی تحسیب اور مناسب محرکات کی فراہمی معذوریوں کو مزید سنگین ہونے سے روکنے میں بڑی حد تک مددگار ہوسکتی ہیں۔ یہاں یہ احتیاط لازمی ہے کہ بچوں پر پڑھنے، لکھنے اور ریاضی کے سوالات کرنے جیسے تینوں ہنر (پڑھنا، لکھنا اور حساب لگانا) کے لیے دباؤ نہ ڈالا جائے، اور نہ ہی رسمی تعلیم جلد شروع کی جائے، یعنی ماقبل اسکول تعلیم کو ابتدائی مدرسوں میں داخلے کا تربیتی مرکز نہ سمجھا جائے۔ درحقیقت، تجویز یہ ہے کہ صفر سے آٹھ سال کی عمر کے بچوں کو ای سی سی ای میں شامل کیا جائے (تاکہ ابتدائی اسکول کی شروع کی جماعتیں اس میں شامل کی جائیں)۔ ایسا اس لیے ہے کہ ای سی سی ای کا کل تناظر اور طریقۂ کار (ہمہ جہت اور مکمل نشوونما، مشاغل پر مبنی

مرحلے پر مختلف اقسام کے مشاغل دستیاب کرائے جانے چاہئیں جن میں ثقافتی پروگراموں میں شرکت، تقریبات کا انعقاد، اسکول سے باہر کے مقامات کا سفر کرنا، دوسروں کا لحاظ کرنے کے لیے تخلیقی اور پُراعتماد بنانے والی سماجی اور جذباتی تجربات فراہم کرنا اور اقدام کرنے اور ذمے داری قبول کرنے کے قابل بنانا شامل ہیں۔ رہنمائی اور صلاح کاری کا تجربہ رکھنے والے اساتذہ بچوں کی نشوونما کی ضروریات سے متعلق مشاغل کی تشکیل اور قیادت کر سکتے ہیں۔ اس طرح وہ خود اور عملی دنیا کے تئیں ضروری رجحانات کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ وہ معاشرے کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے بچوں کو ابتدائی تعلیم کے دوران اس عادت کو برقرار رکھنے میں مدد بھی دے سکتے ہیں۔ تمام تر درسیات کا طریقۂ کار نتیجے پر مرکوز ہونے کے بجائے تعلیم کے عمل پر مرکوز ہونا چاہیے۔ نشوونما کے یہ تمام میدان ہر بچے کو دستیاب ہونے چاہئیں۔ یہ یقینی بنانے کا خاص خیال رکھا جائے کہ درسیات میں ترجیحات، انتخابات اور مختلف اقسام کی صلاحیتوں سے متعلق بندھے ٹکے نظریات کو مستحکم نہ کیا جائے۔ اس سیاق وسباق میں کام کا تجربہ حاصل کرنے کے حصہ کے طور پر روزگار مرکوز مہارتوں کی تجریدی شمولیت، شمولیتی درسیات کا اہم پہلو ہوگی۔

3.10.3 ثانوی تعلیم

ثانوی اسکول کا دور نمایاں جسمانی تبدیلی اور شناخت کی تشکیل کا ایک دور ہے۔ یہ پُر زور فعالیت اور توانائی کا بھی دور ہے۔ جب تجریدی تعقل اور منطقی فکر کا آغاز ہوتا ہے تو بچوں کو گہری فہم اور اپنے اردگرد موجود دنیا اور حال سے آگے کا علم حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ معاشرتی اعتبار سے خود کو سمجھنے کا بھی یہی دور ہے۔

اس سطح کے نصابات کا مقصد عموماً مختلف موضوعات سے واقف کرانا ہے اور طالب علم کو ان موضوعات کے مطالعہ کے امکانات سے متعارف کرانا ہوتا ہے۔ اس طرح کی مصروفیت کے ذریعے وہ اپنی دلچسپیوں اور رجحانات کو دریافت کرتے ہیں اور اس بارے میں خیالات قائم کرتے ہیں کہ وہ مطالعہ کے کون سے نصابات اور متعلقہ کام اختیار کرنا پسند کریں گے۔ اس طرح کی ضروریات کی تکمیل موثر طور پر منظّم نوعیت کی رہنمائی اور اصلاح کاری کی مداخلتوں سے کی جاسکتی ہے جس میں تربیت یافتہ اساتذہ اور ماہر صلاح کاروں کا تعاون لیا جائے گا۔ طلبا کی بہت بڑی تعداد کے لیے یہ ایک اختتامی مرحلہ بھی ہے کہ وہ اسکول سے رخصت ہوتے ہیں اور پیداواری کام کی مہارتیں حاصل کرتے ہیں۔ سماجی اور اقتصادی حالات کی وجہ سے جن لوگوں کے لیے یہ مرحلہ اختتامی مرحلہ ثابت ہوتا ہے انھیں تخلیقی اور پیداواری کام کی مہارتیں سیکھنے کے لیے مواقع کی ضرورت ہوتی ہے۔ تعلیمی نظام مجموعی طور پر ثانوی تعلیم کی عالم کاری کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ کتب خانوں اور تجربہ گاہوں تک رسائی بہت اہم ہے اور اس لیے یہ یقینی بنانے کے لیے بھرپور کوشش ہونی چاہیے کہ تمام بچوں کو یہ سہولتیں حاصل ہوں۔

اسکولی تعلیم کے ان دو برسوں پر بورڈ کے امتحان میں بہت اچھے نمبرات حاصل کرنے کا خوف منڈلاتا رہتا ہے۔ ہمارے اسکول اکثر بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ وہ دسویں جماعت کا نصاب پہلی میعاد تک ختم کردیتے ہیں اور سال کا باقی حصہ (دو میعادیں) دہرانے میں لگاتے ہیں تاکہ بچے امتحان کے لیے اچھی طرح تیار ہوجائیں۔ اس مرحلے کی گیارہویں اور بارہویں جماعت کو بھی امتحان کی ہی طرز پر کردیا جاتا ہے۔ امتحان سے حد درجہ سروکار اور آموزش پر اس کے نقصان دہ اثرات کا جائزہ لینے اور ان کا مقابلہ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ شاید یہ اس طرح کی لاحاصل مصروفیت میں بچے کے مفید ترین دور کا ایک سال برباد کرنے کا زمانہ نہیں ہے؟ کیا یہ ممکن

3.10.2 ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم یعنی پہلی جماعت سے آٹھویں جماعت تک کی تعلیم کو بھی اب لازمی تعلیم قرار دیا گیا ہے۔ اسے آئینی ترمیم کے ذریعے بنیادی حقوق میں شامل کرلیا گیا ہے۔ اس دور کی شروعات میں بچے کو پڑھنے، لکھنے اور ریاضیات سے رسمی طور پر متعارف کرا دیا جاتا ہے جس کی انتہا رسمی مضامین جیسے سائنس اور سماجی سائنس سے تعارف کی شکل میں ہوتی ہے۔ آٹھ سال کا یہ دور بچے کی زبردست ادراکی نشوونما، استدلال کی ترتیب اور سماجی مہارتوں کی نشوونما کا دور ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ رویّے اور مہارتیں جو کسی کام کرنے کی شروعات کے لیے لازمی ہوتی ہیں فروغ پاتی ہیں۔

'ابتدائی تعلیم کی عالم کاری' (یو ای ای) کے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوششوں میں تیزی آنے کے ساتھ ساتھ ابتدائی اسکولوں کی جماعتوں کی ذمہ داری ان بچوں کے تئیں بڑھ رہی ہے جن کا تعلق الگ الگ پس منظر سے ہو۔ معیارات سے سمجھوتہ کیے بغیر تکثیریت اور لچک داری کو اس دور کی تعلیم کا نشانِ امتیاز بنایا جانا چاہیے۔ اس دور کی تعلیم کا کردار ارتباطی نوعیت کا ہونا چاہیے جس میں بچے کو زبان سیکھنے اور اظہار کی صلاحیت پیدا کرنے کی سہولت ہونی چاہیے جس سے ان میں خود اعتمادی پیدا ہوسکے اور وہ اسکول اور اسکول سے باہر پُر اعتماد آموزگار بن سکیں۔

اسکول کا پہلا سروکار بچے کی زبان کے ارتقا سے ہے۔ گویائی، خواندگی، کچھ بنانے، سوچنے اور دوسروں کے ساتھ تبادلۂ خیال میں زبان کے استعمال کی صلاحیتوں جیسے مسائل اس میں شامل ہیں۔ یہ یقینی بنانے کے لیے خصوصی تاکید کی ضرورت ہے کہ اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند بچوں کے لیے جن میں قبائلی زبانیں اور لسانی پٹیاں بھی شامل ہیں زیادہ سے زیادہ مواقع موجود ہیں چاہے طلبا کی تعداد بہت مختصر ہی ہو۔ ان متبادلات کو فروغ دینے اور بہتر بنانے میں متعلقہ نظام کی صلاحیت اور آئندہ متبادلات کی راہیں کھلی رکھنے کے لیے کوئی نظام وضع کرنے کی ضمانت معیاری تعلیم کی فراہمی میں ان کی اہلیت کی علامت بننی چاہیے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہندوستانیوں کے کثیر لسانی ذہانت کی برقراری اور سہ لسانی فارمولے کے نفاذ کے لیے تخلیقی اور اجتماعی کوششیں ضروری ہیں۔ اگرچہ اس مدت میں انگریزی پڑھائی جاسکتی ہے لیکن ہندوستانی زبانوں کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔

ریاضیاتی غور وفکر جس کا آغاز گنتی جاننے سے ہوتا ہے اور جو رفتہ رفتہ نسبتاً زیادہ مجرد خیالات سے لطف اندوزی اور اس میں آسانی کی طرف بڑھتی ہے اسے ٹھوس تجربات اور جوڑ توڑ کی صلاحیت سے تقویت دیے جانے کی ضرورت ہے۔ آموزشی دشواریوں کی تشخیص اور زبان اور ریاضی میں اصلاحی کام کی تجویز کی کوششیں ابتدائی سالوں یعنی چوتھی جماعت تک ہی بروئے کار لائی جانی چاہئیں۔

اس طرح کے ٹھوس تجربات ماحولیات کے مجموعی مطالعے سے متعارف کرانے کے لیے بھی ضروری ہیں جس کی مدد سے دنیا سے متعلق بچے کے ادراکی علم اور اسکول میں حاصل کیے گئے علم میں ربط پیدا ہوتا ہے۔ آگے کے برسوں میں اسی مطالعے کو ایک نسبتاً زیادہ منظّم طریقۂ کار کی طرف بڑھانا چاہیے لیکن ان کا تعلق تصورات کی تشکیل اور مخصوص مضمون کی لفظیات اور اس کے طریقوں کو سیکھنے سے ہو۔

آرٹس اور دست کاریوں کا مطالعہ نہ صرف جمالیاتی حس کو فروغ دینے بلکہ سامانوں کو اپنی سمجھ بوجھ سے کام میں لانے اور کام کے لیے ضروری رجحانات اور مہارتوں کو سیکھنے کے لیے بھی بہت اہم ہے۔ درسیات کو بچے کے سامنے زندگی کی عملی مہارتوں اور مختلف اقسام کے کام کے تجربوں کو سامنے لانا چاہیے۔ کھیل کود کے مشاغل کے ذریعے جسمانی نشوونما بھی لازمی ہے۔ اسکولی تعلیم کے اس

کو تنگ کرنے کے لیے اختیار کیے جائیں۔ ایسے کئی بورڈس ہیں جو سائنس کے زمرے (سائنس اسٹریم) اور آرٹس کے زمرے (آرٹس اسٹریم) اور کامرس کے زمرے (کامرس اسٹریم) کی شکل میں مضامین کی مجموعہ بندی کو محدود کرتی ہیں۔ سی بی ایس ای مضامین کی ان تراکیب کے امکان پر پابندی نہیں لگاتا جو طلبا منتخب کر سکتے ہوں لیکن مضامین کے بعض مجموعوں کی بڑھتی ہوئی شہرت کے پیشِ نظر اور دوسروں کے مقابلے میں کسی مضمون کو برتر حیثیت دیے جانے کے رجحان کی وجہ سے بھی ایسے کئی متبادلات کو طلبا کے لیے ممنوع کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یونیورسٹیوں کو بھی اپنے داخلے کے معیارات کا جائزہ لینے کی بھی ضرورت ہے کیوں کہ وہ اس وقت ان داخلوں پر پابندی لگا رہی ہیں جو 2+ کے مرحلے پر پڑھے گئے نصابات کی تراکیب اور ان کی اقسام کی بنیاد پر کیے جائیں۔ نتیجتاً کئی اہم اور ضروری تراکیب مضامین مثلاً طبیعیات، ریاضی اور فلسفہ، یا ادب، حیاتیات اور تاریخ کے دروازے طلبا پر بند ہیں۔

طب اور انجینئرنگ کے نصابات کے مطابق اپنی کلاسوں کو ڈھالنے والے اسکولوں کے حالیہ ترین رجحانات کا نتیجہ ہے کہ اسکول میں پڑھائے گئے نصابات پر ایک مصنوعی پابندی لگا دی جاتی ہے۔ عذر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ان کی مقبولیت ہے اور نظامِ اوقات میں ان کے لیے آسانی سے جگہ بنائی جا سکتی ہے۔ ملک کے کئی حصوں میں آرٹس اور آزاد مضامین پڑھنے والوں کے سامنے چند ہی متبادلات ہوتے ہیں — اسکولوں میں اکثر نظامِ اوقات کی دشواریوں سے بچنے کے پیش نظر غیر روایتی مضامین اختیار کرنے کے لیے طلبا کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ ہم اس میں یقین رکھتے ہیں کہ طلبا کے لیے تمام متبادلات کھلے رکھنا بہت ضروری ہے۔ ایسی صورت میں کہ کسی اسکول میں کوئی مخصوص مضمون اختیار کرنے والے طلبا کی تعداد نہ ہو تو اسکول انتظامیہ علاقے کے دوسرے اسکولوں کی مدد سے اس کا انتظام کرنے پر غور کر سکتا ہے تاکہ وہ آپس میں مل کر کسی موزوں استاد کی خدمات حاصل کر سکے۔ اس طرح کے اساتذہ ایسے مخصوص مضامین پڑھانے کے لیے بلاک کی سطح پر رکھے جا سکتے ہیں جو بصورت دیگر کسی اسکول میں دستیاب نہ ہوں۔ اسکول بورڈس مضامین اور مطالعہ کے زمروں کو فروغ دینے میں زیادہ فعال کردار ادا کرنے پر بھی غور کر سکتے ہیں۔

2+ کے مرحلے پر پڑھائے جانے والے نصابات کو مضامین میں تازہ ترین تبدیلیوں سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ علم کے نئے میدانوں کے وجود میں آنے کے ساتھ ساتھ مضامین کی حدود تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور بین موضوعاتی مطالعات کا فروغ ہوتا ہے۔ طلبا کو علم کے ان میدانوں میں مصروف رکھنے کے لیے جن کی اہمیت ان کے متعلقہ مضامین اور میدانوں میں روز بروز بڑھ رہی ہو اختیاری ماڈیول فراہم کرنے کے لیے بھی نصابات وضع کیے جانے چاہئیں بجائے اس کے کہ ہر چیز کو ایک ہی جیسے نصابات میں رکھ کر اسے بہت زیادہ معلومات سے بھر دیا جائے۔ مثال کے طور پر تاریخ کے مضمون میں آثاریات یا تاریخِ عالم کا ایک اختیاری ماڈیول ہو سکتا ہے۔ اسی طرح طبیعیات میں فلکیات، خلائی سائنس اور راکٹ بازی (Rocketing) کے اختیاری ماڈیول ہو سکتے ہیں۔

وسیع نصابات کا احاطہ کرنے کے دباؤ میں تجرباتی کام اور تعلیمی دوروں (Field Trip) جیسے آموزشی پہلو اور حوالہ جاتی کام، پروجیکٹ کا کام اور پیش کش جیسے آموزشی طریقوں کو پوری طرح استعمال نہیں کیا جاتا جس سے آموزش کے مجموعی عمل کو نقصان پہنچتا ہے۔ اچھی طرح آراستہ تجربہ گاہوں اور کتب خانوں اور کمپیوٹروں تک رسائی بنیادی ضرورت ہے اور یہ یقینی بنانے کی تمام کوششیں کی جانی چاہئیں کہ ہمارے اسکول اور جونیر کالج اس طرح

نہیں ہے کہ پورے سال زیادہ مساویانہ انداز میں آموزش کی مرحلہ بندی کرکے خود امتحان کی تیاری کافی بہتر انداز میں کرائیں۔ امتحانات کی وجہ سے درسیات کے دیگر کئی گوشوں خصوصاً کھیل کود اور آرٹس سے بھی سمجھوتہ کرلیا جاتا ہے۔ یہ یقینی بنانا ضروری ہے کہ ان گوشوں کو ماخوذ بنایا جائے اور یہ بھی کہ اس زمانے کے دوران کام کے بامعنی تجربات کو شکل دینے کی سنجیدہ کوشش کی جائے۔

ہمارے ملک میں زیادہ تر تعلیمی بورڈ اس دور میں بہت محدود اختیاری نصابات کی سہولت دیتے ہیں یا بالکل سہولت نہیں دیتے۔ مثلاً دو زبانیں (جن میں سے ایک انگریزی ہے) ریاضی، سائنس اور سماجی علوم امتحان کے خاص مضامین ہیں۔ اس زمرے میں ریاضی اور انگریزی کے نصابات کا جن کی وجہ سے طلبا کی ایک بڑی تعداد ناکام ہوجاتی ہے دوبارہ جائزہ لینے اور انھیں دوبارہ تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ پورے امتحان میں کامیاب اور ناکام کے اعلان کرنے کی پالیسی اور 'پاس مارک' کے معنی پر بھی نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔ متعلقہ مسائل باب 5 کے اصلاحاتِ امتحانات کے سیکشن میں بحث کی گئی ہے۔

چند تعلیمی بورڈ ایسے بھی ہیں جو طلبا کو مضامین کے پورے سلسلے میں سے ایسے اختیاری نصابات منتخب کرنے کی ترغیب دیتے ہیں جن میں معاشیات، موسیقی اور طباخی شامل ہیں۔ اس طرح کے اختیاری مضامین میں اضافہ کیا جاسکتا ہے اور زیادہ روایتی مضامین کی جگہ ان متبادلات پر غور کیا جاسکتا ہے۔ روزگاری متبادلات کو بھی متعارف کرایا جاسکتا ہے۔ اس طرح کے کئی روزگاری متبادلات مقامی بستی میں پیداواری کام کی دنیا سے پیدا ہوسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر گیرجوں میں موٹر گاڑیوں کی مرمت، کپڑوں کی سلائی اور نیم طبّی خدمات بامعنی روزگاری نصابات تیار کرنے میں تعاون کے مواقع فراہم کرسکتے ہیں۔ اسکول بورڈس اس طرح کی آموزش کو تسلیم کرسکتے ہیں اور اس طرح اسکول کے باہر واقع آموزش کے کئی مقامات کو منظور شدہ حیثیت دے سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں روزگاری دھارے کے کئی نصابات کا معیار گر گیا ہے اور اسی لیے وہ کام سے متعلق واقفیت اور مہارتیں فراہم نہیں کرسکتے۔ کئی حالات میں ان نصابات کو کارگزاری پر سند دینے والے معمول کے نصابات بنادیے گئے ہیں اور کوئی کام کرنے کے مقصد سے ہونے والی آموزش اور ملازمت حاصل کرنے والی آموزش میں کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا۔

3.10.4 اعلیٰ ثانوی تعلیم

اعلیٰ ثانوی مرحلے پر عملی اور روزگاری دھاروں کی حیثیت پر بورڈ اور داخلہ جاتی امتحانات، نام نہاد تعلیمی دھارے کو برابر دی جانے والی فوقیت اور روزگاری دھارے کو عملی شکل دینے میں ناکامی کے پیشِ نظر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ دو سال کی اس مدّت کے دوران طلبا اپنی دلچسپیوں، ذہنی صلاحیتوں اور مستقبل کی ضروریات کی بنیاد پر اپنے انتخابات کرتے ہیں۔

ذاتی دلچسپی اور مستقبل میں اختیار کیا جانے والے پیشے دونوں کے اعتبار سے علم کے مختلف شعبوں کی معلومات حاصل کرنا اور انھیں سمجھنا اس مرحلے کا اٹوٹ حصہ ہے۔ وسیع بین موضوعاتی تناظر میں مختلف موضوعات پر غور وخوض کرنا اور مسائل کا حل تلاش کرنا اس مرحلے پر ممکن ہوتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مطالعہ کے لیے منتخب کیے گئے مضامین کے اندر اور ان کے باہر بھی اس طرح کی تلاش وجستجو کا موقع انھیں دیا جائے۔

بیشتر تعلیمی بورڈ زبان کے لازمی نصابات کے علاوہ مختلف مضامین کی سہولت دیتے ہیں۔ ایسی رسمی اور غیر رسمی پابندیوں کے بارے میں تشویش ظاہر کی جاتی ہے جو طلبا کے مضامین کے انتخابات

ملک کے مختلف حصوں میں ارتباطی نصابات بڑے پیمانے پر چلائے جاتے ہیں تاکہ اسکول سے دور ہوجانے والے بچے ان پروگراموں کو پڑھ کر اپنی عمر کی مناسبت سے کسی کلاسوں میں شامل ہوسکیں۔ اس کے لیے اچھی طرح سوچے سمجھے اوسط طور پر ایسے پروگرام ضروری ہوں گے جو اس درسیاتی مقصد کی تکمیل کرسکیں۔ اس سے کم کوئی بھی چیز اس محرومی میں اضافہ ہی کرے گی جس کا سامنا یہ بچے پہلے سے ہی کرچکے ہیں اور یہ صاف طور پر ان کے حقوق سے چشم پوشی ہوگی۔ تفصیلی تحقیق اور ایسے پروگراموں کی کامیابی کے لیے درکار فنِ تدریس اور وسائل سخت نفاذی اصول اور سہولتوں کی فراہمی اور اس کے ساتھ اسکول میں داخل کیے جانے کے بعد ان بچوں کے لیے تعلیمی اور سماجی تعاون بہت ضروری ہے۔

3.11 جائزہ اور قدر پیمائی

ہندوستانی تعلیمی نظام میں قدر پیمائی کی اصطلاح امتحانات اور ان سے متعلق تناؤ اور الجھنوں سے وابستہ ہے۔ درسیات کی تشکیل اور تجدید کی تمام کوششیں اسکولی تعلیم سے لازمی طور پر وابستہ قدر پیمائی اور امتحانات کے نظام سے نہ نمٹ پانے کے سبب ناکام ہوجاتی ہیں۔ ہم سیکھنے اور تدریس کے عمل کو بچوں کے لیے ایک بامعنی اور خوش گوار تجربہ بنانے کی کوششوں پر امتحانات کے مضر اثرات کے بارے میں فکر مند ہیں۔ بورڈ امتحانات، ماقبل اسکولی سطح سے لے کر اسکولی تعلیم کے تمام عرصے کے دوران ہونے والی صلاحیتوں کے جائزے اور قدر پیمائی کے عمل کو منفی انداز سے متاثر کرتے ہیں۔

اس کے باوجود قدر پیمائی اور امتحانات کا ایک اچھا نظام سیکھنے کے عمل کا لازمی جزو ہوسکتا ہے اور لائق اعتبار جوابی معلومات (Feed back) کے ذریعے طلبا اور تعلیمی نظام دونوں ہی اس سے مستفید ہوسکتے ہیں۔ اس سیکشن میں جائزے اور قدر پیمائی کے معاملات پر غور کیا گیا ہے جو درسیات کا ایک حصہ ہونے کی حیثیت سے اسکول میں تدریس اور سیکھنے کے عمل کے لیے اہمیت رکھتے ہیں۔ امتحانات، بطور خاص بورڈ امتحانات سے متعلق امور کو الگ سے باب 5 میں زیر بحث لایا گیا ہے۔

3.11.1 جائزے کا مقصد

تعلیم شہریوں کو ایک بامعنی اور بارآور زندگی کے لیے تیار کرتی ہے۔ اس لحاظ سے قدر پیمائی اس بارے میں لائق اعتبار جوابی معلومات فراہم کرنے کا ذریعہ ہے کہ ہم تعلیم دینے میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں۔ اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو قدر پیمائی کے تمام رائج طریقے، جو بہت کم ذہنی صلاحیتوں کا جائزہ لیتے ہیں، حد درجہ ناکافی ہیں اور کسی فرد کی اہلیتوں یا تعلیم کے مقاصد کے حصول کی جانب اس کی پیش رفت کی مکمل تصویر پیش نہیں کرتے۔

مگر قدر پیمائی کا یہ محدود مقصد بھی، جس کا تعلق ذہنی اور علمی ترقی سے متعلق جوابی معلومات فراہم کرنا ہے، تبھی حاصل کیا جاسکتا ہے جب استاد تدریس کا عمل شروع ہونے سے پہلے ہی اس کے لیے تیار ہو اور نہ صرف قدر پیمائی کی تکنیکوں بلکہ اس سے متعلق معیاروں سے بھی واقف ہو۔ طلبا کی کامیابیوں کی نوعیت کا اندازہ کرنے کے علاوہ استاد کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ طلبا کی کارکردگی سے متعلق اپنے اندازوں کو جمع کرے، ان کا تجزیہ اور تعبیر کرے تاکہ اسے معلوم ہوسکے کہ طلبا نے مختلف دائروں میں کتنا اور کیا سیکھا ہے۔ قدر پیمائی کا لازمی طور پر تدریس وآموزش کے عمل اور آلات میں بہتری لانا، اور اس بات کا اندازہ کرنا کہ طلبا کی صلاحیتوں میں کتنی ترقی ہوئی ہے اسکول کے مختلف مرحلوں سے متعلق مقاصد پر نظر ثانی کرنے کا اہل ہوتا ہے۔ کہنے کی

کے وسائل سے پوری طرح آراستہ ہیں۔

تعلیم کے روزگاری دھارے کا اصل مقصد ان طلبا کی ضروریات کی تکمیل تھا جو ان لوگوں کے مقابلے میں نسبتاً پہلے افرادی قوت میں شامل ہوں گے جو روایتی تعلیمی دھاروں کے راستے سے مختلف پیشوں میں جائیں گے یا ان لوگوں کے مقابلے میں جو اپنے لیے اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کا انتخاب کریں گے۔ ہماری سفارش یہ ہے کہ حصولِ عمل اور اقدار کے فروغ اور بشمول 2+ تعلیم کے تمام مراحل پر مختلف مہارتوں کی تشکیل کے لیے پیداواری کام کی عادت تدریسی وسیلے کے طور پر اختیار کی جائے۔

اس مرحلے کی ارتقائی نوعیت کو دیکھتے ہوئے تربیت یافتہ ماہرین کے ذریعے رہنمائی اور صلاح کاری بچوں کو دستیاب کرائی جانی چاہیے۔خود اپنے بارے میں رپیشہ کے بارے میں واقفیت، پیشہ سے متعلق تلاش وجستجو اور منصوبہ بندی کی بھی بہت اہمیت ہے۔ اس کے علاوہ یہ مرحلہ نوعمری کا بھی ہوتا ہے یعنی فرد کی زندگی کا ایسا دور جس کی خاص پہچان، خاندان، ہمسر گروہ اور اسکول میں طرح طرح کی صورتِ حال سے نباہ کرنے کے تقاضے سے پیدا ہونے والا ذاتی، سماجی اور جذباتی بحران ہے۔ اسکولوں میں ان خدمات کی فراہمی ایسے امدادی نظام کی تشکیل میں مددگار ہوگی جو بڑھتے ہوئے تعلیمی اور سماجی تقاضوں کی تکمیل کے لیے ضروری ہوتی ہے۔

3.10.5 کھلی اسکولی تعلیم اور ارتباطی اسکولی تعلیم

نیشنل اوپن اسکول سے آغاز کرتے ہوئے کوئی اسکولی تعلیم کے بورڈس جن کا کام چند ریاستوں ہی میں شروع ہوا ہے اب طلبا کے لیے کافی حد تک وسیع متبادلات فراہم کرسکتے ہیں۔ اس طرح ان کے پیش کردہ مضامین کا سلسلہ خاصا وسیع ہے۔ امتحانات لینے کے طریقے میں مزید لچک داری اور دیگر بورڈوں سے کریڈٹ کے امکان کے اوپن اسکولوں کو اس قابل بنادیا ہے کہ استعداد دینے کے عمل میں انسان دوستی کا طریقہ اختیار کریں۔ دیگر بورڈ امتحانات سے ان کی مساویت سے متعلق غلط فہمیاں دور کرنے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ کھلے اسکولوں کے بارے میں زیادہ بڑے پیمانے پر واقفیت دی جاسکتی ہے اور ان تک رسائی بھی ہوسکتی ہے۔ ان امتحانات کی تاریخیں دیگر بورڈ کے امتحانات سے قریب مقرر کرکے یہ بھی یقینی بنایا جاسکتا ہے کہ طلبا کا ایک سال ضائع نہیں ہوگا۔

قدر پیمائی کا یہ مقصد نہیں ہے

- ✓ بچّوں کو دباؤ میں پڑھنے کے لیے اکسانا۔
- ✓ بچّوں کی شناخت کرنا یا انہیں نام دیناجیسے سُست رفتار سے سیکھنے والا یا ہوشیار یا شرارتی بچّے۔ اس طرح کی گروہ بندی بچوں کو تقسیم کردیتی ہے۔ سیکھنے کی ساری ذمہ داری بچّوں پر ڈال دی جاتی ہے اور تدریس اپنے بنیادی مقصد سے ہٹ جاتی ہے۔
- ✓ ان بچّوں کی شناخت کرناجو پڑھنے میں کمزورہیں اور جن کی طرف مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے (ایسی حالت میں رسمی محاکمے کا انتظار کیے بغیر اساتذہ درس و تدریس کے دوران ہی درسی منصوبہ بناکر اور ذاتی طور پر کچھ مزید محنت کرکے یہ کام انجام دے سکتے ہیں)
- ✓ علمی مشکلات کا پتہ لگانے کے لیے خاص کر اصطلاحوں والی مشکلات کو محاکمے کے لیے مخصوص آزمائش، آلات اور تربیت کی ضرورت پڑتی ہے۔

کیا جانتا ہے' سے شروع کرے، 'کیا سیکھنا اس کے لیے ضروری ہے' تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ اس اصطلاح کا بے سوچے سمجھے استعمال کرنے سے موثر تدریس کے عمومی مسائل سے توجہ ہٹ جاتی ہے اور سیکھنے کی ساری ذمے داری بچے پر آجاتی ہے جس میں 'ناکام' ہونے کا عمل بھی شامل ہے۔

3.11.2 آموزش گاروں کی تحصیل

بچے کی آموزش کے معیار اور وسعت سے متعلق کسی بامعنی رپورٹ کو جامع ہونا چاہیے۔ ہمیں ایسی درسیات کی ضرورت ہے جس کی تخلیقیت، جدت پسندی اور پوری شخصیت کی نشوونما جو کہ اچھی تعلیم کی نمایاں علامات ہوتی ہیں یاد کیے ہوئے حقائق اور درسی کتاب پر مبنی آموزش کی تحسیب کرنے والی یکساں طرز کی جانچوں کو فرسودہ قرار دیتی ہیں۔ ہمیں اندازۂ قدر اور جوابی معلومات کے لیے نئے پیمانوں کو تلاش کرنے اور ان کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے۔ ان مخصوص میدانوں میں آموزگار کی تحصیلات کے علاوہ جن میں جانچ کا کام آسانی سے کیا جاسکتا ہے تحسیب کے عمل میں آموزش سے متعلق رجحانات، دلچسپی اور خود انحصاری کے ساتھ سیکھنے کی صلاحیت کا احاطہ کرنے کی ضرورت ہے۔

3.11.3 دورانِ تدریس جائزہ

رپورٹ کارڈ کی تیاری استاد کے لیے انفرادی طور پر ہر بچے کے بارے میں سوچنے اور یہ جائزہ لینے کا طریقہ ہے کہ اس نے مقررہ مدت کے دوران کیا سیکھا ہے اور اپنے کام کو آگے بڑھانے اور بہتر بنانے کے لیے کس چیز کی ضرورت ہے۔ اس طرح کے رپورٹ کارڈ تیار کرنے کے لیے الگ الگ ہر بچے کے بارے میں استاد کو سوچنے کی ضرورت ہوگی اور اس لیے اپنے روز مرہ کی تدریس اور ان سے تبادلہ خیال کے دوران ان پر فرداً فرداً توجہ دینی ہوگی۔ اس کے لیے خصوصی جانچوں کی ضرورت نہیں بلکہ آموزشی مشاغل خود ہی بچوں کے ایسے جاری مشاہداتی اور کیفیاتی تحسیبات کی بنیاد فراہم کردیتے ہیں۔ مشاہدہ پر مبنی روزنامچہ اپنے پاس رکھنا مسلسل اور جامع تعین قدر میں مددگار ہوتا ہے۔ اس استاد کی ہفتہ بھر کی ڈائری سے لیے گئے اقتباس میں مندرجہ ذیل رائے قائم کی گئی ہے۔ ''کرن نے اپنا کام دلچسپی سے اور مزہ لے کر کیا۔ اسے وقت پر وہ کتابیں پسند آئیں جو معلوماتی اور مختصر تھیں۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے آسان اور صاف زبان پسند ہے۔ حقائق درج کرنے میں وہ مختصر جوابات کے حق میں ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ طریقۂ کار اشیا کو آسانی سے سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ اسے ''عملی طریقۂ کار پسند'' ہے اسی طرح مختلف مراحل پر بچے کے کام کے نمونے اور اس کی لکھی ہوئی وضاحتیں استاد اور آموزگار دونوں کو آموزشی پیش رفت کا منظم ریکارڈ محفوظ رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔

یہ خیال کہ جائزہ ان آموزشی دشواریوں کی نشان دہی کی طرف رہنمائی کرے گا جن کی اصلاح مقصود ہے اکثر عملی حقیقت سے خالی ہوتا ہے اور اس کی بنیاد فنِ تدریس کی روایت کی ٹھوس فہم پر نہیں ہوتی۔ تصوّراتی ارتقا سے متعلق مسائل کا سراغ لگانے کے لیے رسمی جانچوں کا انتظار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کیا جاتا ہے۔ کوئی استاد خود تدریس کے دوران ہی اس طرح کے مسائل سے ایسے سوالات پوچھ کر آگاہ ہوسکتا ہے جن سے بچوں کو سوچنے کا موقع ملے یا وہ انھیں چھوٹے چھوٹے کام بھی تجویز کرسکتا ہے۔ اس طرح وہ تدریس کے دوران یہ یقینی بنا کر کہ اس کی منصوبہ بندی لچک دار ہے اور آموزگاروں اور ان کی آموزشی ضروریات سے مناسبت رکھتی ہے ان پر توجہ دے سکتا ہے۔

استعداد

استعداد ایک ایسی کوشش ہے جس میں زیادہ تر توّجہ سطحی درسی کتابوں سے ہٹا کر تدریس اور اس سے متعلق تشخیص و تعیّن پر مرکوز ہوتی ہے۔ بھرحال ایم۔ایل۔ ایل کے نظریے کے مطابق اسے ذیلی استعداد اور ذیلی مہارتوں میں تفصیل سے تقسیم کر دیا جاتاہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی مان لیا جاتاہے کہ یہ کُل ذیلی مہارتیں ہی استعداد ہیں۔ عام طور پر نفسیات اور کارکردگی پر توجہ کے باعث ایساہوسکتاہے کہ اصلاحیں نمایاں نہ ہوں۔ یہ منطقی لیکن مشینی ذیلی مہارتیں فہرست سازی اور سخت ٹائم ٹیبل کسی طرح کی کارکردگی یا کارہائے نمایاں سے کسی طرح کا علم مُنعکس نہیں ہوتا۔ استعداد میں خود ایک لچیلا پن ہوتاہے اور جس سے عمل کے دوران استعداد میں اضافہ ہوتارہتاہے، اس کے لیے کوئی خاص وقت یا جگہ نہیں ہوتی، اس میں یا اس طرح کے عمل میں تعیّن نہیں ہوپاتا۔

ان تفصیلی فہرستوں کے لیے سیکھنے والی مدیں اور ٹیسٹ کی مدیں تیار کرنا اور ان عملی نتیجوں کو پڑہ پانا ناقابل عمل ہے اور یہ مزید تدریسی نقطۂ نظر سے غیر صحت مند ہے۔

ضرورت نہیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ٹیسٹ اور امتحانات بار بار لیے جانے چاہئیں۔ اس کے برعکس آموزش کا جائزہ لینے کے لیے معمول کی سرگرمیوں اور مشقوں کو بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔

اچھی طرح کی گئی قدر پیمائی اور پابندی سے دیے جانے والے رپورٹ کارڈ طلبا کو ان کی کارکردگی سے واقف کراتے ہیں اور مزید کوششوں کے لیے نشانے مقرر کرتے ہیں۔ ان سے والدین کو بھی آموزش کے معیار اور سمت ورفتار اور ان کے بچوں کی تعلیمی پیش رفت کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ قدر پیمائی مقابلے اور مسابقت کو ترغیب دینے کا وسیلہ نہیں ہے۔ اگر ہمیں تعلیم کے معیار سے غرض ہے تو یہ مقصد بچوں کی درجہ بندی کر کے انھیں خانوں میں بانٹنے اور اس طرح ان میں احساس کم تری پیدا کر کے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

آخری بات یہ ہے کہ قدر پیمائی کا لائق اعتبار عمل طلبا کی کارکردگی سے متعلق رپورٹ فراہم کرتا ہے یا کسی کورس کی یا عام تعلیم مکمل ہوجانے کی تصدیق کرتا ہے، جس سے دیگر اسکولوں اور تعلیمی اداروں، لوگوں اور ممکنہ آجروں کو آموزش کے معیار اور سطح سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

اس عام خیال نے کہ قدر پیمائی کی وجہ سے اصلاحی خصوصی تدریس کی ضرورت کی نشان دہی کی جاسکتی ہے درسیات کی منصوبہ بندی کے لیے بہت سے مسائل پیدا کردیے ہیں۔ اصلاحی تدریس کے عمل کو ان بچوں کے لیے انفرادی طور پر مخصوص رخصوصی پروگراموں تک محدود رکھا جانا چاہیے جنھیں خواندگی/پڑھنے (پڑھنے اور بعد میں سمجھنے کی صلاحیت سے محرومی) اور گنتی (خاص طور پر ریاضی کی علامات اور عددی قدر سے متعلق) سیکھنے میں دشواری ہوتی ہے۔ طلبا کی کمزوریوں کا موثر طور پر اندازہ کرنے کے لیے اساتذہ کو خصوصی تربیت دی جانی چاہیے جو اصلاحی تدریس کی کوششوں میں بھی مددگار ہوسکتی ہے۔ اسی طرح اصلاحی تدریس کے لیے بھی خاص طور پر تیار کیا گیا مواد اور منصوبہ بندی ضروری ہے تاکہ استاد ہر بچے پر فرداً فرداً توجہ دے سکے۔ استاد کو چاہیے کہ وہ صلاحیتوں کے مسلسل جائزے اور پُر توجہ مشاہدے کے ذریعے بچہ

چاہیے۔

تحسیب کے لیے جس طرح کے سوالات مرتب کیے جاتے ہیں انھیں کتاب میں دی گئی باتوں سے آگے ہونا چاہیے۔ اکثر بچوں کی آموزش اس وجہ سے محدود رہ جاتی ہے کہ اگر رہنما کتابوں میں دیے گئے جواب سے بچوں کے جوابات مختلف انداز میں دیے جاسکیں۔

چیلنج سے بھرپور اور طویل سوالات بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ جانچ کے لیے اچھے آئٹم اور سوالات مرتب کرنا ایک فن ہے اور استادوں کو اس طرح کے سوالات سوچنے اور واضح کرنے پر وقت دینا چاہیے۔ اچھے سوالات مرتب کرنے میں اساتذہ کی دلچسپی اور صلاحیت کو ضلعی اور ریاستی سطح کی مسابقتوں کے ذریعے فروغ دیا جاسکتا ہے۔ تمام بچوں کو کامیابی کی کسی سطح کا احساس دلانے اور جواب دینے اور مسائل حل کرنے کی صلاحیت کا اعتماد حاصل کرنے میں مدد کے لیے امتحانی پرچوں کو مشکل کے اعتبار سے درجہ بندی کی جانی چاہیے۔

اچھی اور موثر اوپن بک امتحان تشکیل دینے کی کوشش ایک ایسا مسئلہ ہوسکتی ہے جو ہمیں اسکول کی تمام سطحوں پر اپنی درسیاتی سرگرمیوں میں لازماً آزمانا چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اساتذہ اور امتحانی پرچوں کے مرتبین کتاب میں دیے گئے دلائل اور حقائق کے مقابلے میں آموزش کی تفہیم اور اس کے اطلاق پر زیادہ توجہ دیں۔ اس کے کامیاب ثبوت موجود ہیں کہ اس طرح کے امتحانات بڑے پیمانے پر کرائے جاسکتے ہیں اور یہ کہ ان امتحانات کے نتائج کی نگرانی کے لیے خود اساتذہ پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح عملی کاموں اور تجربہ گاہوں کے کاموں کا جائزہ بھی قابل یقین اور صحت مند بنایا جاسکتا ہے۔

یہ ضروری ہے کہ جب بچوں کو ان کے اصلاح شدہ پرچے مل جائیں تو وہ اپنے جوابات دوبارہ لکھیں اور یہ کہ اساتذہ ان کی جانچ دوبارہ کریں جس سے یہ یقینی بنایا جاسکے کہ بچوں نے سیکھا ہے اور اسی مشقت سے کچھ حاصل کیا ہے۔

مسابقت سے بچوں کو تحریک ملتی ہے لیکن یہ تحریک کی خارجی شکل ہے نا کہ داخلی۔ بے شک اس کی عادت ڈالنا اور اسے جوڑ توڑ سے استعمال کرنا زیادہ آسان ہے اور اسی لیے اساتذہ اور اسکولی نظام کارکردگی کے جذبے کو فروغ دینے کے ایک طریقے کے طور پر اکثر اختیار کرتے ہیں۔ اسکولوں میں پری پرائمری دور سے پہلے ہی بچوں میں مسابقتی جذبہ پیدا کرنے کے ایک طریقے کے طور پر اسکولوں میں انھیں اُکسانا شروع کیا جاتا ہے۔ اس طرح کا مسابقتی جذبہ آموزش پر کئی طرح کے منفی ضمنی اثرات پیدا کرتا ہے اور اکثر سطحی آموزش، تاثرات قائم کرنے اور انھیں برقرار رکھنے کے لیے کافی ہوتی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بچوں کی پہل کرنے یا اپنی دلچسپیوں کے مطابق کام کرنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے۔ اس لیے وہ پہلو نظرانداز کردیے جاتے ہیں جن پر نمبر نہیں دیے جاسکتے۔ کلاس روم کے ماحول پر اس کے مضر اثرات پڑتے ہیں اور بچے پڑھنے کے معاملے میں انفرادیت پسند ہوجاتے ہیں اور ان میں جماعتی کام کا جذبہ ختم ہوجاتا ہے۔ میقاتی امتحانات کو بے سبب اور غیر ضروری اہمیت دی جاتی ہے جس کے لیے نگرانی اور راز داری کے انتہائی درجے کے اقدامات کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ اس کے طبعی اور نفسیاتی اثرات ہوسکتے ہیں مڈل اسکول تک فوراً ظاہر نہ ہوں وہ اکثر بچوں میں شدید تناؤ پیدا کرتے ہیں اور شروع کے دور میں ہی ان کے سست پڑجانے کا سبب بنتے ہیں۔ اسکولوں اور اساتذہ کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا ان مشقوں سے واقعی بہت کچھ سیکھا جانا چاہیے اور آموزش میں نمبرات دینے اور درجہ بندی کی ضرورت کس حد تک ہے؟

3.11.4 نمبرات کے لیے جانچ کی گرفت میں نہ آنے والے درسیاتی گوشے

ہوسکتا ہے کہ درسیات کے ہر گوشے کی جانچ نہ کی جاسکے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کسی مخصوص درسیاتی گوشے کی نوعیت کے خلاف ہو۔ اس میں وہ گوشے شامل ہیں جن کا تعلق کام 'صحت' یوگا، جسمانی تعلیم، موسیقی اور آرٹس سے ہے: اگرچہ مہارتوں پر منحصر جسمانی تعلیم اور یوگا کے جز کی جانچ کی جاسکتی ہے صحت کے پہلو کو مسلسل اور کیفیتی تحسیبات کی ضرورت ہے۔ فی الحال اسی سے یہ اثر پڑ رہا ہے کہ ان مضامین اور مشاغل کو درسیات میں کم اہمیت دی جارہی ہے۔ مادّی وسائل اور درسیاتی منصوبہ بندی کے اعتبار سے ان میدانوں کو کم سہولتیں مل رہی ہیں اور ان کے بارے میں کم توجہ دی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ ان کے لیے مخصوص وقت کو اکثر خصوصی کلاسوں کے لیے خرچ کردیا جاتا ہے۔ یہ درسیات کے ان حصوں کے ساتھ ایک سنگین سمجھوتہ ہے جن کی گہری تعلیمی معنویت ہے اور جو وسیع امکانات رکھتے ہیں۔

اگر نمبرات نہ بھی دیے جاسکتے ہوں تب بھی ان میدانوں میں ان کی پیش رفت کے لیے بچوں کی تحسیب کی جاسکتی ہے۔ شرکت، دلچسپی، شمولیت کی سطح اور صلاحیتوں اور مہارتوں کی وسعت بعض ایسی علامات ہیں جو ایسے مشاغل سے سیکھی گئی باتوں سے بچوں کو پہنچنے والے فوائد کا اندازہ لگانے میں استاد کی مدد کرسکتے ہیں۔ بچوں کو اپنی آموزش کے بارے میں خود رپورٹ کرنے کے لیے کہہ کر اساتذہ ان کی تعلیمی پیش رفت کا اندازہ کرسکتے ہیں اور اس سے انھیں درسیات یا فنِ تدریس سے متعلق اسی میں مدد مل سکتی ہے۔

3.11.5 تحسیب کی شکل اور طریقۂ کار

تحسیبات اور امتحانات معتبر اور آموزش پیمائی کے قابلِ قبول طریقوں پر مبنی ہونا چاہیے۔

سوالات ترتیب دینا

لوہا پگھلانے کا ایک کارخانہ قائم کرنے کے لیے جن چار باتوں کو ذہن میں رکھا جاتا ہے انھیں بیان کیجیے؟

کے بجائے

اگر ایک صنعت کار لوہا پگھلانے کا کارخانہ قائم کرناچاہتا ہو اس کو کس جگہ کا انتخاب کرناچاہیے اور کیوں؟

پرندے کی چونچ کی شکل ماحول کے ساتھ مطابقت رکھنے میں کیسے مدد کرتی ہے؟

کے بجائے

اپنے پڑوس میں پائے جانے والے ایک عام پرندے کی چونچ کی تصویر بنائیے۔ چونچ کی شکل کی بنیاد پر یہ واضح کرو کہ اس کی کھانے کی عادات کیا ہو سکتی ہیں اور آپ کے پڑوس میں یہ اپنی خوراک کہاں پاسکتاہے؟

جب تک امتحانات اور جانچوں میں بچوں کی درسی کتاب سے حاصل علم کو یاد اور تازہ کرنے کی صلاحیت کی تحسیب کی جاتی رہے گی درسیات کا رخ آموزش کی طرف موڑنے کی تمام کوششیں بے کار ہوتی جائیں گی۔ پہلی بات یہ ہے کہ علم پر مبنی مضمون سے متعلق جانچوں میں یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ بچوں نے کیا سیکھا ہے اور حقیقی دنیا میں مسائل حل کرنے اور ان کے اطلاق میں اس علم کو استعمال کرنے کی صلاحیت ان میں کتنی ہے۔ اس کے علاوہ یہ اندازہ کرنے کے لیے کہ آموزگار نے یہ بھی سیکھا ہے کہ معلومات کہاں سے حاصل کی جائے، نئی معلومات کو کیسے استعمال کیا جائے اور اس کے تجزیے اور اندازۂ قدر کے لیے ان کے غور وفکر کے عمل کی بھی جانچ کرنی

اس وقت ہو یہ رہا ہے کہ بہت سے رپوٹ کارڈوں میں پڑھائے جانے والے مضمون اور اس سے متعلق باتوں کے بارے میں معلومات دی جاتی ہیں لیکن بچے کی نشوونما کے دیگر پہلوؤں کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا جاتا۔ مثلاً صحت، جسمانی چستی، کھیل کود کی صلاحیت، سماجی مہارتیں اور آرٹ اور دست کاری کی صلاحیتیں۔ بچوں کی تعلیم اور ان کی نشوونما کے پہلوؤں کے بارے میں اس کے کیفیتی بیانات تعلیمی مسائل کی زیادہ کلی تحسیب کا موقع دیں گے۔

3.11.7 ازسرِ نو غور طلب پہلو کے میدان

درسیات کے کئی گوشے ایسے ہیں جن کی تحسیب تو کی جاسکتی ہے لیکن جن کے لیے ہمارے پاس معتبر اور موثر وسائل نہیں ہیں۔ اس میں اس آموزش کی تحسیب شامل ہے جو گروہوں کی شکل میں انجام دی جاتی ہے اور تھیٹر، کام اور دست کاری کے میدانوں کی آموزش بھی جن میں مہارت اور کارکردگی طویل مدت میں پیدا ہوتی ہے اور ان کے لیے گہرے مشاہدے کی ضرورت ہے۔

مسلسل اور جامع اندازۂ قدر کو اکثر واحد بامعنی اندازۂ قدر کی حیثیت دی جاتی ہے۔ اس کے لیے اس بارے میں کافی غور وخوض کی ضرورت ہے کہ اسے کسی نظام پر موثر انداز میں کیسے نافذ کیا جائے اگر اس اندازۂ قدر کو صحیح معنوں میں بروئے کار لانا ہو اور اگر تحسیب کے طور پر اس کا کوئی اعتبار ہو تو یہ اساتذہ سے طویل وقت اور درست ریکارڈ محفوظ رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر یہ بچوں کے تمام مشاغل کو قابلِ تحسیب باتوں کی شکل دے کر یا انھیں استاد کی ''طاقت'' کا اندازہ کرا کے محض بچوں پر پڑنے والے دباؤ میں اضافہ کرتا ہے تو اس سے تعلیم کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ جب تک کوئی سسٹم معقول طور پر اس طرح کی تحسیب کے لیے واضح نہ کیا جائے اس وقت تک اساتذہ کے لیے بہتر ہوگا کہ وہ زیادہ محدود قسم کی تحسیب کا طریقہ اختیار کریں لیکن اس میں ان مزید خصوصیات کو شامل کریں جو تحسیب کو آموزش کا بامعنی ریکارڈ بنائیں۔

آخری بات یہ ہے کہ تحسیب کے عمل کو معتبر بنانے اور اس اعتبار کو قائم رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے بازرسی کے فریضے کو صحیح طور پر انجام دے سکیں۔

3.11.8 مختلف مرحلوں سے متعلق تحسیب

ای سی سی ای اور ابتدائی مرحلے کے درجات I اور II : اس مرحلے میں تحسیب کا عمل روزانہ راہ ورسم کے دوران بچوں کے مشاہدے کی بنیاد پر مختلف دائروں میں ہونے والی بچوں کی سرگرمیوں کے بارے میں کیفیاتی فیصلوں اور ان کی صحت اور جسمانی نمو سے متعلق اندازوں پر مشتمل ہونا چاہیے۔ اس مرحلے میں بچوں کو کسی بھی قسم کا زبانی یا تحریری ٹیسٹ دینے پر مجبور نہیں کیا جانا چاہیے۔

ابتدائی مرحلے کے درجات III تا VIII: زبانی اور تحریری جانچ اور مشاہدوں سمیت کئی طریقے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ بچوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی جانچ کی جارہی ہے مگر یہ سب اسی طرح کیا جانا چاہیے کہ بچے اس سے مستقل خوف زدہ نہ رہیں بلکہ اسے تدریس کے عمل کا حصہ سمجھیں۔ اس مرحلے میں گریڈ یا نمبرات اور ان کے ساتھ ہی بچوں کی پیش رفت کے بارے میں استاد کے کیفیتی تبصرے اور اس بات کی نشان دہی لازمی ہے کہ کن دائروں میں مزید توجہ درکار ہے۔ درجہ V سے آگے رپورٹ کارڈ میں بچوں کی خود اپنے بارے میں رائے کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ امتحانات کے بجائے، وقتاً فوقتاً مختصر ٹیسٹ لیے جاسکتے ہیں جو معیارات پر مبنی ہوں۔ امتحانات درجہ VII سے شروع کیے جاسکتے ہیں جب بچے لمبی چوڑی تحریریں پڑھنے اور سوالات کے جواب

3.11.6 خود تحسیبی اور بازرسی

تحسیب کا کام اس پیش رفت کا اندازہ کرنا ہے جو آموز گار اور استاد دونوں نے مقررہ مقاصد کے حصول کے لیے کی ہے اور اس سے واقف ہونا ہے کہ اس کام کو بہتر طور پر کیسے انجام دیا جاسکتا ہے۔ کارکردگی پر نظرِ ثانی اور اس کی بہتری کی طرف لے جانے والی بازرسی کا موقع امتحان اور تعینِ قدر کے خوف کے بغیر مستقل فراہم کیا جانا چاہیے۔

بچوں کے کام پر گریڈنگ اور ان میں اصلاح ان کی موجودگی ہی میں کی جائے اور اس بارے میں بتایا جائے کہ جو جوابات انھوں نے دیے ہیں وہ صحیح اور غلط کیوں ہیں؟ بچوں سے اس بارے میں پوچھنا کہ انھوں نے جو جواب دیا ہے کیوں دیا ہے وہ اساتذہ کو بچوں کے سوچنے کے طریقے کو سمجھنے کے لیے مقررہ تحریری جواب سے آگے جانے میں مدد دیتا ہے۔ اس طرح کے طریقے کسی جانچ میں حاصل کیے گئے نمبرات کی تحکمانہ معیار کے خوف کو بھی دور کردیتے ہیں اور بچوں کو اپنی غلطیوں کو سمجھنے اور ان غلطیوں سے سیکھنے کے قابل بناتے ہیں۔ بعض اوقات ہیڈ ماسٹران اس پر اعتراض کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بچے کی موجودگی میں اس کے کام پر کی گئی اصلاح معروضیت میں کمی لاتا ہے۔ معروضیت سے متعلق یہ تشویش درست نہیں ہے جو ایک ایسے مسابقتی نظام سے جنم لیتی ہے جو بچوں کی صلاحیتوں کا محکمہ کرنے میں صلاحیت رکھتا ہے۔ اندازۂ قدر میں بھی جو تعلیمی اہداف سے مطابقت رکھتا ہے معروضیت سے متعلق اسی بے جا تشویش کا اظہار کیا جاتا ہے۔

نہ صرف آموزشی نتائج بلکہ خود آموزشی تجربات کی قدر کا تعین کیا جانا چاہیے۔ آموزگاران بخوشی اپنے تجربے کے مجموعی نتائج پر تبصرہ کرتے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح کی مشقیں اپنے آموزشی تجربات پر غور کرنے اور ان کی تحسیب میں مدد کرنے کے لیے ترتیب دی جاسکتی ہیں۔ اس طرح کے کئی تجربات بھی ان میں ایسی خداداد صلاحیتیں پیدا کرتے ہیں جو آموزش برائے آموزش کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ اس طرح کی معلومات بھی استاد کے لیے کارآمد بازرسی کی اہمیت رکھتی ہیں اور انھیں نظامِ آموزش میں مجموعی ردوبدل کے لیے کام میں لایا جاسکتا ہے۔

ہر کلاس روم میں بچوں کے ساتھ تبادلۂ خیال کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے کام کی قدر کا تعین خود کریں اور ان کے ساتھ اس پر گفتگو کی جانی چاہیے کہ جانچ کس چیز کی کی جائے اور یہ کہ ان میں مطلوبہ مہارتیں پیدا ہورہی ہیں یا نہیں اور اسے جاننے کے کیا طریقے ہوں گے۔ بہت چھوٹے بچے بھی اس بارے میں درست تحسیب کے قابل ہوتے ہیں کہ وہ کون سا کام اچھی طرح کرسکتے ہیں اور کون سا نہیں؟ تدریس کا کام بچے کو اس کی بہترین صلاحیت کے مطابق سیکھنے کا موقع فراہم کرنا ہے اور ایسے آموزشی تجربات سے آشنا کرانا ہے جو اس کی ادراکی صلاحیتوں، جسمانی بہبود، ورزشی صلاحیتوں اور جذباتی اور جمالیاتی صلاحیتوں کو بھی فروغ دیں۔

رپورٹ کارڈ ایسے ہوں جو بچوں اور ان کے والدین کے سامنے کئی میدانوں میں بچے کی پیش رفت کی جامع اور مجموعی تصویر پیش کرسکیں۔ اساتذہ کو ہر بچے / طالب علم کے بارے میں ایسی باتیں کہنے کے قابل ہونا چاہیے جس سے ان میں انفرادی توجہ پانے کا احساس پیدا ہو، اپنی نظر میں ان کی مثبت شبیہہ مستحکم ہو اور جو انھیں ایسے ذاتی اہداف سے آگاہ کرے جس کی طرف انھیں آگے بڑھنا ہے۔ رپورٹ میں چاہے نمبرات دیئے گئے ہوں یا گریڈس دیے گئے ہوں تحسیب کی تائید کے لیے ان کے معیار کے بارے میں استاد کو کوئی رائے ضرور لکھنی چاہیے۔ ہر بچے کے ساتھ اسی طرح کے رشتے کے ذریعے کوئی استاد اسے متاثر کرنے اور اس کی آموزش میں تعاون دینے میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ استاد کی طرف سے ہر بچے کی تحسیب کے ساتھ ساتھ ہر بچہ خود بھی اپنی تحسیب کرسکتا ہے۔ اور خود تحسیبی کو خود رپورٹ کارڈ میں شامل کرسکتا ہے۔

4.1 طبیعی ماحول

4.2 سازگار ماحول کی فراہمی

4.3 سبھی بچّوں کی شرکت

4.4 ضابطۂ اخلاق اور شرکتی انتظام

4.5 والدین اور کمیونٹی کے لیے فضا

4.6 درسیاتی مقامات او رآموزشی ذرائع

4.7 وقت

4.8 اساتذہ کی خود مختاری اور پیشہ ورانہ آزادی

باب 4 : اسکول اور جماعت کا ماحول

آموزشی عمل سماجی رشتوں کے تانے بانے میں جاری رہتا ہے، جہاں اُستاد اور طالب علم رسمی اور غیر رسمی طور پر آپس میں ملتے ہیں۔ اسکول وہ اداراجاتی مقام ہوتے ہیں جہاں کمیونٹی کے آموزگار۔ اساتذہ اور طلبا دونوں ہی شامل ہوتے ہیں۔ اپنے دوستوں کے ساتھ اسکول میں کھیلنا، خالی وقت میں میز پر بیٹھ کر باتیں کرنا، صبح کی دُعا کے لیے، دوسرے مواقع اور خاص مواقع پر اکٹھا ہونا، جماعت کی درس و تدریس، جماعتی ٹیسٹ سے قبل اوراق کو سنجیدگی کے ساتھ الٹنا، اساتذہ اور طلبا کے ساتھ اسکول سے باہر ایک ساتھ کہیں گھومنا پھرنا، اس پورے سماج کو ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں اور اس پورے معاشرے کے تعلیمی اخلاق کو فروغ دیتے ہیں۔ خاص طور پر اسکول کے امتحان اور دوسرے خاص مواقع کو روزانہ کا لائحہ عمل بنانے اور نافذ کروانے اور اسکول کو اخلاقی طور پر بلند کرنے میں اساتذہ اور صدر مدرس کا پس پردہ صحیح لیکن بہت اہم ہاتھ ہوتا ہے۔ ہم اسکول اور جماعت کے ماحول کو کس طرح منظم کریں جو باہمی عمل میں مددگار ہو اور درس و تدریس کے عمل کو آگے بڑھائے۔

دیتے ہوئے چند گھنٹے امتحان گاہ میں گذارنے کے لیے نفسیاتی طور پر تیار ہو چکے ہوں۔ پھر یہ بھی کہ بچوں کی پیش رفت سے متعلق کارڈ میں صحت اور تغذیے سے متعلق عمومی رائے، طلبا کی مجموعی پیش رفت کے بارے میں خصوصی رائے اور والدین کے لیے معلومات اور مشورے بھی شامل ہونے چاہئیں۔

ثانوی اور اعلیٰ ثانوی مرحلوں کے درجات IX تا XII:

درسیات کے علوم پر مبنی دائروں سے متعلق تحسیب میں ٹیسٹ، امتحانات اور پروجیکٹ رپورٹ اور ان کے علاوہ خود تحسیبی پر زور دیا جانا چاہیے۔ دیگر دائروں میں تحسیب کا کام مشاہدے اور خود تحسیبی کے ذریعے کیا جانا چاہیے۔

رپورٹ طلبا سے متعلق زیادہ سے زیادہ تجزیے، مختلف مہارتوں/ علم کے دائروں اور صدیہ (Percentile) وغیرہ پر مشتمل ہونی چاہیے۔ اس میں طلبا کی مدد کے لیے مطالعے کے ان دائروں کی نشان دہی کی جاسکتی ہے جس پر انھیں توجہ کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ رپورٹ کو طلبا کی مزید مطالعہ کی ضرورتوں کے بارے میں بھی مددگار ہونا چاہیے۔

بچوں پر اتنا بوجھ ڈالنا واقعی بڑی بے رحمی ہے۔ مجھے اپنے بیٹے کی مدد کے لیے یہ لڑکا رکھنا پڑا۔

(شکریہ: آر کے لکشمن، ٹائمز آف انڈیا)

آرام دہ رہے۔ تیار کیا جاسکتا ہے پرانے ٹائروں کا استعمال کرتے ہوئے ایک منچلا مزے دار کھیل کا میدان، ایک ایسی جگہ جہاں بس یا ٹرین یا ڈاک خانہ یا دُکان کے کاؤنٹر ہوں۔ کی ایسی جگہ جہاں بچّے مٹی اور ریت کے ساتھ کھیلتے ہوئے ہندوستان کے کھِنچے ہوئے نقشے میں اپنے پہاڑ، ندیاں اور کھائی بنائیں۔ جگہ کی چھان بین اور تلاش، سہ جہتی جگہ کی چھان بین یا باہر قدرتی ماحول پیڑ پودے جو بچّوں کو چھان بین کرنے اور خود کی سیکھنے کی چیزیں، 'رنگوں' گوشئہ تنہائی اور کونوں کی تلاش ، جڑی بوٹیوں کا باغیچہ تیار کریں اور اصلی برسات کے پانی کا اکٹھا کرنے کی مشق کریں۔

کلاس روم میں مناسب قدرتی روشنی کو یقینی بنایا جائے۔ اُن ہی بچّوں کے ذریعے بنائی گئی تخلیقی وفنی چیزوں سے اُن کی جماعتوں کی دیواروں اوراسکول کے اندر دوسری جگہوں پر لگا کراُسے زندگی سے پُر کیا جاسکتا ہے۔ڈرائنگ، آرٹ اور دست کاری سے بنی چیزوں کو دیوار پر سجانا، بچّوں اور اُن کے سر پرستوں کو یہ پیغام دیتا ہے کہ اُن کے کام کی تعریف اور حوصلہ افزائی ہورہی ہے۔ اُنھیں ایسی جگہوں پر اور اتنی اونچائی پر رکھنا چاہیے جسے ہر عمر کے بچّے بآسانی دیکھ سکیں۔ ہمارے زیادہ تر اسکول مخدوش اور خستہ حال عمارتوں میں چلتے ہیں، جو ایک سُست ، بے کیف، غیر مؤثر تصویر پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اسے اسکول کے اساتذہ، افسران، انتظامیہ کے مشترکہ تعاون سے بدلا جاسکتا ہے۔

اسکول کی عمارت ہی اسکول کا سب سے گراں قدر اثاثہ ہوتا ہے۔ اُس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔ عمارت کی تعمیر، موجودہ عمارت کی توسیع یا مرمت کے وقت تخلیقی اور عملی حل کا تعلیمی قدر کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح سے طبیعی ماحول میں تبدیلی نہ صرف خوبصورتی میں تبدیلی ہے بلکہ یہ ایک فطری تبدیلی بھی ہے، جس میں طبعی ماحول تعلیمی عمل اور بچّے سے مربوط رہتی ہے۔ ملک کے مختلف حصّوں کے اسکول اور جماعتوں میں مستقل طور پر تصویریں بنی ہوتی ہیں۔ اس طرح کے تعلیمی بصری وسائل ضرورت سے زیادہ ہیجان پیدا کرتے ہیں جو کچھ عرصے کے بعد بے کیف لگنے لگتے ہیں اور اُس کے ماحول کی کشش کو کم کردیتے ہیں۔ اس کے بجائے چھوٹی اور محتاط طریقے سے منتخب شدہ دیواری تصویریں اسکول کو خوبصورت بنانے میں زیادہ کارگر ہو سکتی ہیں۔ اسکولوں کی دیواروں کا استعمال بچّوں کے ذریعے بنائی گئی فنی تخلیق یا اساتذہ کے ذریعے بنائے گئے جدول کے لیے ہونا چاہیے جنھیں ہر مہینے بدلتے رہنا چاہیے۔ اس طرح تصویروں کو تیار کرنا اور اُنھیں آویزاں کرنے میں مدد کرنا بھی بچّوں کے لیے سیکھنے کا ایک غیر معمولی عمل ہوسکتا ہے۔

بہت سے اسکولوں میں باہری تعلیمی سرگرمیوں یا کھیل کے لیے میدان ناکافی ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے درسیات میں سیکھنے کی خوبی کے ساتھ سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے۔

اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ عمارت کے ڈھانچے اور دیگر اشیا کی بنیادی ضروریات دست یاب ہیں اور ایسا لچیلا منصوبہ موجود ہے جو درسی مقاصد کے حصول میں معاون ہوتا ہے، اسکولوں کے پرنسپل، اساتذہ اور اس کے آس پاس رہنے والے لوگوں اور بلاک سطح پر کام کرنے والوں کی معاونت و امداد حاصل ہے۔ یہ اسکولی زندگی کے تقریباً سبھی پہلوؤں پر نافذ ہوتا ہے۔ بہت سے فنون تعلیم جنھیں کوششوں کے ذریعے بڑھاوا دیا گیا ہے۔ ڈی۔پی۔ای۔ پی کی تجویز ہے کہ جماعت کا فطری ماحول ایسا بنایا جاسکتا ہے جس میں بچّے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں یا بڑے حلقے میں بیٹھ کر کہانی سن سکیں یا خود

اسکول کو کس طرح سے چلایا جائے جہاں بچّے خود کو محفوظ سمجھیں، خوش ہوں اور اپنی اہمیت سمجھ سکیں مزید یہ کہ اساتذہ پوری طرح مطمئن ہوں۔ ماحول کے طبیعی اور نفسیاتی پہلو اہم ہیں اور ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اس باب میں ہم اس ماحول کا مطالعہ یہ جاننے کے لیے کریں گے کہ کس طرح یہ بچّوں کی تعلیم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

4.1 طبیعی ماحول

شعوری اور لاشعوری طور پر بچّے مقررہ اور غیر مقررہ اوقات میں اپنے اسکول کے طبیعی ماحول سے لگاتار جڑے رہتے ہیں مگر پھر بھی تعلیم کے لیے طبیعی ماحول کی اہمیت پر خاص توجہ نہیں دی جاتی ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جماعت میں حد سے زیادہ طلبا کی تعداد ہوتی ہے۔ یہ خوش اطمینانی کی بات نہیں ہے جو نہ تو بچوں کو اپنی طرف کھینچ پاتی ہے اور نہ ہی بچّوں کی ضروریات کے نقطۂ نظر سے کارآمد ہے۔ اسکول کی غیر معقول بناوٹ سے اساتذہ کی کارکردگی اور جماعت کے نظم ونسق پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔ دراصل ان تمام گھرے ہوئے طبعی ماحول کی کارکردگی تعلیمی سرگرمیوں کو سہارا دینے تک محدود کردیتی ہے۔

بچّوں سے جب اُن کی پسند کی جگہ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو اکثریت اُس جگہ پر رہنا پسند کرتی ہے جو خوش رنگ ہو، دوستانہ اور چاروں طرف کھیل کود سے بھرا ماحول ہو۔ بچّے عام طور پر جانوروں، پرندوں، پھول، پودوں اور کھلونوں کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ کھلی جگہ اور پر امن ماحول میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ بچّوں کو اسکول کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اسکول کے ماحول میں ان کے چاروں طرف ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

طبیعی فضا کے ذریعے آموزش:

بچّے اپنی دنیا کو کثیر حواس کے ذریعے محسوس کرتے ھیں خاص کر بصری اور لمسی حِس سے۔ ایك سہ جہتی فضا بچّوں کو سیکھنے کے لیے ایك خاص سیاق دے سکتی ھے کیوں کہ یہ درسی کتب یا بلیك بورڈ کا ساتھ دیتے ھوئے بچّوں کے لیے مختلف حِسوں کا تجربہ پیش کرسکتی ھے۔ مکانی جہات، بناوٹ، شکل، زاویے، حرکت اور مکانی خصوصیات جیسے اندر، باھر، سڈول پن، اوپر، نیچے کا استعمال زبان، سائنس، حسا ب اور ماحول کے کچھ بنیادی تصّورکو سمجھانے کے لیے کیا جاسکتاھے۔ ان تصورات کا موجودہ اور نئی جگھوں پر اطلاق کیاجاسکتاھے۔

√ **کمرۂ جماعت کا ماحول** : کھڑکی کی حفاظتی جالی کو اس طرح بنایا جاسکتا ھے کہ بچّے ماقبل تحریری مہارت اور کسر کو سمجھنے کی مشق ان کا استعمال کر سکیں، دائرہ، زاویے کے دروازوں کے نیچے نشاندھی زاویے کو ٹھیك ڈھنگ سے سمجھانے کے لیے کی جاسکتی ھے یا جماعت کی الماری کو کتب خانے کی شکل دی جاسکتی ھے یا اوپر لگے پنکھوں کو مختلف رنگوں سے پینٹ کریں تاکہ بچّے مختلف رنگوں کی بدلتی صورتوں سے لطف اندوز ھو سکیں۔

√ نیم کشادہ یا باھر کی فضا: جماعت سے باھر کی جگہ کھمبے کی گھٹتی، بڑھتی پرچھائیاں جو وقت کو ناپنے کے مختلف طریقے سمجھاتی ھیں، سورج گھڑی کاکام کرتی ھیں۔ جاڑے کے موسم کے لیے عمدہ پودوں کو لگانا جو موسم خزاں میں پتّیاں گراتے ھیں اور گرمی کے موسم میں ھرے بھرے رھتے ھیں تاکہ باھر کا ارضی ماحول

پرکشش بنا سکتے ہیں۔ بڑے اجتماع کا ایک اہم حصّہ ہونے کی فہم اور ایک ساتھ مل کر کام کرنے کی اہلیت کے ذریعے بچّوں میں کمرۂ جماعت اور اسکول کے مختلف گروہوں کے مابین تعامل سے ذہن نشیں کرائی جاسکتی ہے۔

دراصل، ڈھانچے سے متعلق بنیادی سہولیات تعلیم حاصل کرنے والوں کے لیے موافق ماحول بنانے اور سرگرمی مرکوز پس منظر فراہم کرانے کے لیے لازمی ہوتی ہیں۔ جگہ، عمارت اور فرنیچر سے تعلق رکھنے والے اصول اور معیار بندی قائم کرنے سے کوالٹی کا فہم بھی پیدا ہوتا ہے۔

- **جگہ**: ان پیمانوں کا تعلق عمر، گروپ کے سائز، اساتذہ اور طلبا کے تناسب، اور اس نوعیت کی بروئے کار لانے والی سرگرمیوں سے وابستہ ہوتی ہے۔
- **عمارت**: تعمیری اشیا، آرکی ٹیکٹ اور کاریگری، مقامی آب و ہوا، ماحولیات، فراہمی کی بنیاد پر اور مخصوص جگہ اور تہذیب کی بنا پر ہوتے ہیں جب کہ حفاظت اور صفائی پر کسی قیمت سمجھوتے کی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ کم خرچ والے بیت الخلا کے کئی ڈیزائن موجود ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ پورے ملک میں ایک ہی معیار کی تعمیر کی ہوئی اسکولی عمارتیں ہوں۔
- **فرنیچر**: اس کا معیار عمر اور سرگرمیوں کی بنیاد پر طے کیا جانا چاہیے جس میں تجربہ گاہوں اور دیگر مخصوص سرگرمیوں کو چھوڑ کر ایسے فرنیچر کو اولیت دی جائے جنھیں ضرورت کے مطابق الگ الگ جگہوں پر الگ الگ طریقے سے استعمال میں لایا جاسکے۔
- **آلات**: ضروری اور مناسب آلات (کتابوں سمیت) کی فہرست بنائی جانی چاہیے جس میں ایسی مقامی اشیا اور چیزوں کے استعمال پر زور دینا چاہیے جو مخصوص تہذیبی، کم خرچیلی اور آسانی سے فراہم ہوسکتی ہوں۔
- **وقت**: جگہ اور مخصوص عمر کے معیار طے کیے جانے چاہییں اور موسم کے مطابق نظام الاوقات کا بھی اطلاق کرنا چاہیے۔

4.2 سازگار ماحول کی فراہمی

عوامی مقامات کی حیثیت سے اسکول میں برابری، سماجی رنگارنگی اور تکثیریت کا احترام کرنا چاہیے۔ ساتھ ہی بچّوں کے حقوق اور ان کے وقار کے تئیں بیداری کا جذبہ ہونا چاہیے۔ ان قدروں کو شعوری ڈھنگ سے اسکول کے تناظر کا حصّہ بنایا جانا چاہیے اور انھیں اسکول کے معمولات کی بنیاد بنانا چاہیے۔ سیکھنے کے لیے سازگار ماحول وہ ہوتا ہے جہاں طلبا اپنے آپ کو پوری طرح سے محفوظ محسوس کرتے ہوں، جہاں ڈر یا خوف نام کی کوئی چیز نہ ہو اور جہاں کی فضا مساوی رشتوں اور برابری پر مبنی ہو۔ اکثر اس کے لیے استاد کو کچھ خاص کوشش نہیں کرنی پڑتی، بس برابری کی قدروں کو فروغ دینا پڑتا ہے جس میں طلبا کے درمیان کسی طرح کا امتیاز نہ کیا جائے۔ استاد کو جماعت میں ایسے ماحول کو فروغ دینا چاہیے جس میں طلبا بنا کسی جھجک کے اپنے اساتذہ سے سوال پوچھ سکیں۔ کسی بھی سبق کی تدریس کے دوران استاد اور طلبا کے درمیان کھل کر بحث و مباحثے ہوسکیں۔ جب تک وہ اس سے جڑے اپنے تجربے نہیں بتاتے، اپنے شک وشبہہ دور نہیں کرتے، سوال نہیں کرتے، وہ سیکھنے کے عمل کا حصّہ نہیں بن پائیں گے۔ طلبا کی رائے زنی کو نظر انداز کرنے کے بجائے اور خاموشی کو سختی سے جماعت میں نافذ کرنے کے بجائے اگر اساتذہ، طلبا کو مذاکرے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کریں تو اساتذہ دیکھیں گے کہ جماعت میں ایک نئی زندگی بیدار ہوگئی ہے اور درس و

> جماعت کی جسامت ایک اہم سبب ہے جو اساتذہ کے نصاب کی رواداری عمل میں کیے گئے طریقے اور مشقوں کے انتخاب کو اثر انداز کرتا ہے۔ ملکی اور غیرملکی تجربوں نے دکھایا ہے کہ 1:30 سے زیادہ کا تناسب اسکولوں کی تعلیم کے کسی بھی درجے کے لیے مناسب نہیں ہے۔ 1966میں کوٹھاری کمیشن کی رپورٹ میں آگاہ کیا گیا تھا کہ بڑی جماعتیں 'تعلیمی معیار کو بھاری نقصان پہنچائیں گی' اور 'بھیڑ والی جماعتوں میں تخلیقی تدریس کی سبھی باتیں اپنی اہمیت کھو دیتی ہیں۔'(1966: صفحہ 233 اور 234)

سے اس طرح بیٹھ کر لکھنے یا پڑھنے کا کام کرسکیں یا ریڈیو یا ٹی۔وی نشریات کے لیے اُن کے قریب اکٹھے ہوسکیں۔ اس کے لیے میز، کرسی یا دریوں کے انتظام کو بدلنا پڑسکتا ہے۔ بہت سے اسکولوں نے ایسے عام ساز وسامان رکھنے شروع کر دیے ہیں جو اس طرح کے لچیلی تنظیم کے لیے موزوں ہیں۔ چھوٹی چوکیاں، کرسی، میز اور دریاں اس طرح کی جماعت کے لیے موزوں ہیں اور انھیں معذور بچّوں کی مخصوص ضرورت کے مطابق منظّم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ابھی بھی زیادہ تر اسکول بھاری بھرکم لوہے کی بینچ اور بڑی میزوں پر خرچ کرتے ہیں، جو صرف لائن میں لگائی جاسکتی ہیں جو اساتذہ اور بلیک بورڈ مرکوز سیکھنے کے عمل کو بڑھاوا دیتے ہیں۔ مزید براں ان میں سے زیادہ تر بنچوں میں بچّوں کو کتاب اور دوسرے سامان رکھنے کے لیے مناسب جگہ مُیسّر نہیں ہے، کیوں کہ یہ نہ ہی زیادہ چوڑے ہوتے ہیں اور نہ ہی ان میں ٹیک لگانے کے لیے سہارا ہوتا ہے۔ اس طرح کے سامان پر اسکولوں میں مُکمّل پابندی عائد کر دینی چاہیے۔

اسکولوں اور کلاس روم کی جگہ کا زیادہ سے زیادہ استعمال تعلیمی ذرائع کے طور پر ہونا چاہیے۔ کُچھ جگہوں پر پرائمری اسکولوں کی جماعتوں کی دیواریں لگ بھگ چار فُٹ تک کالے رنگ سے رنگی ہوئی ہوتی ہیں تاکہ بچّے اس کا استعمال فنّی تخلیق یا سلیٹ کی شکل میں کرسکیں۔ کچھ اسکولوں میں جیومیٹری کا ڈیزائن فرش پر بنا ہوتا ہے۔ جس کا استعمال بچّے دوسرے کاموں کے لیے کرتے ہیں۔ کمرے کا ایک کونا، پڑھنے کی اشیا، کہانی کی کتابیں، پہیلی کارڈ اور دوسری خود سے پڑھنے والی اشیا رکھنے کے لیے استعمال میں لائی جاسکتی ہیں۔ جب کچھ بچّے دیا گیا سبق ختم کرلیں تو انھیں اس کونے میں جانے اور اپنی پسند کی اشیا منتخب کرنے کی چھوٹ ملنی چاہیے۔

بچّوں کو ایسی سرگرمیوں میں حصّہ لینے کی ترغیب دینا چاہیے جو اسکول اور جماعت کو پڑھائی کے کام یا کھیل کے لیے معنی خیز اور اثر انداز بنائیں۔ زیادہ تر سرکاری اسکولوں میں بچّوں کو صفائی کی ذمہ داری دینے کی ایک عام روایت ہے جو انھیں اسکول کے روزمرّہ کام میں شمولیت کو فروغ دیتی ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ایسے بھی اسکول ہیں جہاں صفائی کا کام یا تو لڑکیوں یا پسماندہ طبقے کے بچّے بچّیوں سے لیا جاتا ہے۔ بڑے اسکولوں میں بچّے اس طرح کی ذمّہ داری نہیں اُٹھاتے۔ صفائی کا کام اکثر 'سزا' کے طور پر دیا جاتا ہے۔ اس طرح کا طرزِ عمل تہذیبی معیار پر مبنی محنت کی تقسیم اور دل نہ لگنے والے کام کو پس ماندہ ذات کے طبقاتی اور آبائی پیشوں سے جوڑنا وغیرہ سماج میں رائج فکر سے پیدا ہوتی ہے اور اسے تقویت پہنچاتی ہے۔ اسکول سماجی ادارہ ہے اس لیے یہاں انسانی برادری میں مساوی اقدار کے ساتھ اور دیگر کاموں کی عزّت واحترام کے سلسلے میں مکمل علم ہونا چاہیے۔ یہ ضروری ہے کہ اساتذہ تہذیبی و ثقافتی نظریے کے مطابق کام کا بٹوارا نہ کریں۔ اس کے برعکس جماعت کو صاف رکھنا اور سامان صحیح جگہ پر رکھنا کچھ ایسے درسیاتی تجربے ہیں جن سے بچّے اپنی انفرادی اور سماجی ذمہ داریوں سے واقف ہوتے ہیں اور اپنے کمرۂ جماعت اور اسکول کو زیادہ سے زیادہ پر اثر اور

ادا کرنا ہے۔ معذور بچے اکثر بے حس ماحول سے متصادم رہتے ہیں ان کے ساتھ غلط ڈھنگ کا برتاؤ ہوتا ہے اور ان کی ضرورتوں کو پوری طرح سے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اسکول کو اس بات کے لیے محتاط رہنا چاہیے کہ کلاس میں مساوی فضا فراہم کرائی جائے ۔ طلبا اور طالبات کے ساتھ کسی طرح کا امتیاز نہ برتا جائے اور نہ ہی کسی طرح کا ان کے ساتھ برا سلوک کیا جائے جس سے کہ وہ جنس ، ذات پات، قبائل یا اقلیت وغیرہ کی بنیاد پر اچھے مواقع سے محروم رہیں۔ دوسری طرف اسکول کی تہذیب وثقافت ایسی ہو کہ جس میں اچھے طلبا اور طالبات بننے پر زور ہو اور ایسے ماحول کی تکمیل ہو جہاں ہر ایک بچے کی قابلیت اور دلچسپی میں روز بروز اضافہ ہو۔

4.3 سبھی بچّوں کی شرکت

شرکت کی بذات خود بہت کم اہمیت ہوتی ہے۔ یہ چاروں طرف موجود نظریاتی خاکے کی تشریح کرتی ہے اور اسے سیاسی ساخت عطا کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک آمرانہ حکومتی نظام میں شرکت کے مفہوم جمہوریت سے مختلف ہونگے۔ ترقی و ترویج کے لیے کام کرنے والے لوگوں کی جماعت میں شہری سماج کی شرکت آج کل ترقی کے حامیوں کے درمیان تکرار بن گئی ہے لیکن اس شہری سماج کی فطرت اور شرکت اس بات پر منحصر ہے کہ شہری ہونے کا مطلب کیا ہے۔ آج شہری سماج کی شرکت کا مطلب غیر سرکاری تنظیموں کی شرکت بن گیا ہے، جو ہر ایک شہری کی شرکت کو موافق بنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ مثال کے لیے مقامی انتظامی ادارے ان کے لیے بڑا چیلنج ہیں۔

درسیات کا یہ خاکہ اس بنیاد پر تیار کیا گیا ہے کہ ہندوستان سب سے بڑے اور پرانے جمہوری ممالک میں سے ایک ہے۔ تعلیم حکومت کے نظریے کی تشریح کرتی ہے اور اس میں یہ قوت ہوتی ہے کہ ہر طالب علم کو وہ جمہوری سرگرمیوں کے مثبت تجربے کا حامل بنائے۔ جس طرح آرائشی کپڑے میں دھاگے کی بناوٹ، رنگ، طاقت اور نوعیت اسے ایک مضبوطی دیتی ہے ہر ہندوستانی بچے کو نہ صرف جمہوریت میں حصہ لینے کے اہل بناتی ہے بلکہ انھیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ جمہوریت کے تحفظ اور اس کی بہتری کے لیے ہمیں دوسروں کے ساتھ کس طرح تعامل اور شرکت کرنا چاہیے۔ لوگوں کے آپسی رشتوں کی نوعیت اور خصوصیت سے ہی ملک کی سماجی و سیاسی شکل کی راہ متعین ہوتی ہے۔ حالاں کہ اکثر و بیشتر بچوں کی سماج سے ہم آہنگی ان کی منفرد عادات کے سبب ہوتی ہے۔ بچے اور بڑے اپنے گھر، کمیونٹی اور ارد گرد کے تجربات سے سیکھتے ہیں۔ یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بڑے لوگ بچوں کا سوشلائزیشن غالب سماجی اور تہذیبی آرائش کے مطابق کرتے ہیں۔ اس آدرش میں وہ رول ماڈل بھی شامل ہیں جو ذرائع ابلاغ عامہ بشمول ٹی وی میں دیکھتے ہیں ۔ ذات، فرقے، جنس ، انصاف اور جمہوریت سے متعلق ان کے تجربات ان کے تصورات کو متاثر کرتے ہیں۔ جب ایسے تصورات کو کئی تجربات سے تقویت ملتی ہے تو یہ اقدار میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ ایک کمیونٹی کے لوگوں سے جب کسی کمیونٹی کی سطح پر کسی ایک جماعت کے لوگ ایک ہی طرح کا تجربہ اور ایک طرح کے اقدار سے دو چار ہوتے ہیں تو یہ اقدار، تہذیب میں اور کبھی کبھی نظریۂ فکر میں بدل جاتے ہیں۔ یہ ایک چکر دار سیڑھی ہے اور جتنی مرتبہ تجربات کا چکر دوہرایا جاتا ہے اتنی مرتبہ اقدار اور تہذیب کو تقویت پہنچتی ہے جب تک کہ تجربوں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ اسی لیے مخالف تجربات کو اتنا طاقتور ہونا چاہیے کہ وہ پچھلے تصورات کو بدل دے۔ اٹھارہ برس کا نوجوان ایک صبح اٹھ کر اچانک ہی یہ نہیں جان سکتا کہ اسے جمہوریت میں حصہ لینا ہے، اس کی حفاظت کرنی ہے، اسے بڑھاوا دینا ہے خاص طور پر تب

اوسطاً اساتذہ اورطلبا روزانہ چھ گھنٹے اور ایک سال میں ایک ہزار گھنٹے اسکو ل میں گزارتے ھیں وہ جسمانی سلسلے جس میں وہ کام کرتے ھیں خوشگوار، آرام دہ جگہ ھونی چاھیے۔ اس کے لیے اسکولوں میں کم از کم سھولیات مھیا ھوں جس میں ضروری فرنیچر، بنیادی آسائشیں (بیت الخلا ، پینے کا پانی) وغیرہ گائوں اور شھری علاقوں میں کافی تعداد میں ایسے اسکول ھیں خاص کردلِت اور قبائلی علاقوں میں جن میں ابھی تک بنیادی سھولتوں کو طلبا و طالبات کے لیے فراھم نھیں کیا گیا ھے ۔ جب کہ سبھی کے لیے سرکاری اصول و ضوابط برابرھیں۔

اساتذہ ، صدر مدرس اور گاؤں کی تعلیمی تنظیم یا اسکول کی ترقّی، دیکھ ریکھ کی تنظیموں کو صوبے کے سرکاری اُصول و ضوابط، جسمانی انفرا اسٹراکچر، سھولیات اور آسائشوں کے سلسلے میں پوری طرح سے آشناھونا چاھیے۔ وھاں جھاں یہ سھولیات میسّر نھیں ھیں، انھیں مھیّا کرانے کی پوری پوری کوشش ھونی چاھیے تاکہ اسکول کا کام کم از کم رکاوٹوں کے ساتھ آگے بڑہ سکے۔ اگر اس سلسلے میں سرکاری تعاون نھیں مل رھاھے یا اس میں تاخیر ھوتوایسی حالت میں مقامی باشندوں کی مددلی جاسکتی ھے۔ ان کی شمولیت اور آمادگی سے اس کوشش کو کامیاب بناتے ھوئے اسکول کے اساتذہ کو اپنے درس و تدریس کے عمل کے دوران سنجیدگی سے غور کرنے اور اسے بھتر بنانے میں مدد کر سکتاھے۔

تدریس کے عمل میں کسی طرح کی بوریت یا اکتاہٹ نہیں ہے بلکہ ذہنی تفاعل کا حصّہ بن سکتا ہے۔ اس طرح کا ماحول ہر عمر کے طلبا میں خود اعتمادی اور عزت نفس کو بڑھا وادے گا اور آگے چل کر سیکھنے کا معیار بھی بلند کرے گا۔

اساتذہ اور طلبا اس بڑے سماج کا حصّہ ہیں جہاں ذات پات، جنس ، زبان، مذہب اور معاشی گروپ کی بنیاد پر پہچان قائم ہوتی ہے ۔ اگرچہ یہ مختلف سماجی، ثقافتی اور علاقائی اعتبار سے الگ الگ ہیں۔ درج فہرست اور درج فہرست قبائل، اقلیتی طبقے کے لوگوں اور خواتین کو اکثر اپنی شناخت کی وجہ سے معاشرے میں اہم مواقع نہیں ملتے۔ اور سماج کے گراں قدر وسائل تک ان کی رسائی اور مختلف اداروں میں شرکت نہیں ہو پاتی۔ تحقیق اور اسکولی عمل سے پتہ چلتا ہے کہ اسکول کے طلبا کی پہچان اسکول کے اندر اس کو لے کر کیے جانے والے رویّے کو گہرے طور پر اثر انداز کرتی ہے اور یہ سب کچھ انھیں معنی خیز طریقے سے سیکھنے کے یکساں مواقع حاصل کرنے سے روکتا ہے۔ اسکول میں پڑھائی کے دوران تجربے کے طور پر بچّے مُضمر پیغاموں کے ذریعے اساتذہ کے بین شخصی رشتوں، رویّوں اور اسکول کے ثقافتی اصولوں اور اقدار جو کہ اسکول کا ایک اہم حصّہ ہیں کے ذریعے بھی کافی کچھ حاصل کرتے ہیں۔ یہ اکثر پاکیزگی اور آلودگی کے تصوّر، سماجی نظام مراتب کے رشتوں کو مضبوط بناتے ہیں۔ 'تذکیریت اور تانیثیت' خاص طور پر ایک طرح کی مراعاتِ زندگی پر زور، شہری درمیانہ طبقہ، باقی لوگوں کو نظر انداز کرنے کا عمل ایسے خیالات کو تقویت بخشتا ہے۔۔ دلِت اور پس ماندہ ذات کے بچے دیگر امتیازی طبقے جیسے جنسی پیشے میں لگی ہوئی عورتوں کے بچّوں یا جن بچّوں کے والدین ایڈز کا شکار ہوں وہ اکثر جماعت میں نہ صرف اساتذہ کے ذریعے (اکثر اونچی ذات اور طبقے) بلکہ اپنے ہمجولیوں کے ذریعے بھی حقیر نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ لڑکیوں کی صلاحیت کو فروغ دیا جائے اور ان کے حقوق کو تسلیم کیا جائے ان کے ساتھ گھسے پٹے توقعات کی بنیاد پر اس طرح برتاؤ کیا جاتا ہے کہ انھیں مستقبل میں صرف ماں اور بہنوں کا کردار

- √ تعلیم میں شمولیت کا مطلب سب کو شامل کرنے سے ہے۔
- √ معذوری ایک سماجی ذمہ داری ہے۔ اسے قبول کریں۔
- √ مخصوص تعلیم کی ضرورت والے طلبا و طالبات کے داخلے روکنے کے لیے کسی طرح کا انتخابی عمل نہ ہونا چاہیے۔
- √ بچّے فیل نہیں ہوتے ہیں، بلکہ وہ اسکول کی نااہلیت و ناکامی کو ظاہر کرتے ہیں۔
- √ عدم مشابہت کی قبولیت۔ کثرت اختلاف سے محظوظ۔
- √ شمولیت صرف معذور تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب کسی بھی بچّے کو خارج یا نظر انداز ہونا بھی ہے۔
- √ انسانی حقوق سیکھیں اور انسانی غلطیوں پر فتح حاصل کریں۔
- √ معذوری معاشرے کے ذریعے پیدا کی گئی ہے۔ اسے ختم کریں۔
- √ رکاوٹیں ہٹائیں، سہولیات فراہم کریں؛ بچّے کے ساتھ گھلیں ملیں۔
- √ جسمانی ، سماجی اور رویّے سے متعلق رکاوٹوں کو دور کریں۔
- √ اشتراکیت ہماری قوّت ہے۔ جیسے اسکول۔ طبقہ کی؛ اسکول۔ اساتذہ کی؛ اساتذہ۔ اساتذہ کی؛ اساتذہ۔ بچّے کی؛ بچّوں۔ بچّوں کی؛ اساتذہ۔ والدین کی؛ اسکول کا نظام اور باہری نظام کی شرکت۔
- √ درس وتدریس کی سبھی اہم مشقیں شمولیت کی مشقیں ہیں۔
- √ ایک ساتھ مل کر پڑھنا، ہر ایک بچّے کے لیے فائدہ مند ہے۔
- √ سہارا دینے والی خدمات، لازمی خدمات ہیں۔
- √ اگر پڑھانا چاہتے ہیں تو بچّوں سے سیکھیں۔ ان کی کمیوں کو نہیں بلکہ صلاحیتوں کو پہچانیں۔
- √ آپس میں ایک دوسرے کی عزّت اور باہمی انحصار کو بڑھائیں۔

کرنے کے لیے کس حد تک مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ ایک ساتھ رہنے سے ان کی ایک پہچان ، طاقت اور ایک مجموعی آواز ملتی ہے۔ ایسے فرد کی شرکت ، چنندہ بچے، یا نوجوان جو تعصّبات سے پُر ہوتے ہیں ان کی نمائندگی بے اثر ہوتی ہے کیونکہ وہ دوسروں کی نمائندگی نہیں کرتے بلکہ خود کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ایسے میں جو کم گویا کم نمایاں ہوتے ہیں ان کی شرکت کو خارج کر دیا جاتا ہے اور اس سے ہنر مندوں کو زیادہ جگہ مل جاتی ہے۔ دوسری جانب، بچوں خصوصی طور پر معذور بچوں اور نوجوانوں کی منظّم شرکت بچوں کو قوت دیتی ہے۔ اس سے ان کی معلومات تک رسائی ہوتی ہے، ان کے اندر اعتماد پیدا ہوتا ہے ان کی پہچان تشکیل پاتی ہے اور ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ ان جماعتوں کی نمائندگی کرنے والے بچے اجتماعی تصورات اور توقعات کو ایک آواز عطا کرتے ہیں۔ یکجا ہونے سے وہ اپنے مسائل سلجھانے کے مجموعی طریقے بھی تلاش کرتے ہیں۔ مختصر یہ ہے اور جسے یقینی بنائے جانے کی ضرورت ہے کہ نوجوانوں اور بچوں کی اس مجموعی آواز کی تیاری میں شرکت کا سب کو برابر کا حق حاصل ہو۔

4.3.2 شمولیت کی پالیسی

شمولیت کی پالیسی کو ہر اسکول اور پورے تعلیمی نظام میں نافذ کیے جانے کی ضرورت ہے۔ بچے کی زندگی کے ہر شعبے میں خواہ وہ اسکول کے اندر ہو یا باہر، سبھی بچوں کی شرکت کو یقینی بنایا جانا چاہیے۔ اسکولوں کو ایسے مرکز ہونا چاہیے جہاں بچوں کو زندگی کے لیے تیار کیا جائے اور یہ طے کیا جائے کہ سبھی بچوں خاص طور پر مختلف صلاحیتوں کے حامل، معاشرے میں حاشیے پر زندگی گذارنے والے، نامساعد حالات میں زندگی گذارنے والے بچوں کو تعلیم کے اس اہم شعبے کا سب سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ صلاحیت کا مظاہرہ کرنے اور ہم

جب اسے پہلے سے یہ تجربہ نہ ہو اور نہ ہی اس کے سامنے اس کا کوئی آئیڈیل ہو۔

بچوں کی شرکت ایک بڑے مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے اور یہ نشانہ ہے ہماری تہذیب کے مساواتیت جمہوریت اور سیکولرزم اور مساوات پر مبنی تہذیب کے تحفظ اور اس میں نئی روح پھونکنے کا۔ ان اقدار کو ایک بہتر طریقے سے تیار کی گئی درسیات کے ذریعے عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے جو بچوں کو شرکت کے لیے تیار کر سکے۔ اسکولوں کے موجودہ غیر صحت مندانہ مقابلہ جاتی ماحول میں جو اقدار سکھائی جاتی ہیں وہ اکثر و بیشتر آئین کی قدروں کے متضاد ہوتی ہیں۔ اسکول کے اندر اور باہر جمہوریت اور جمہوری شرکت کی مثبت اقدار کی تربیت دیے جانے کی ضرورت ہے۔ یہ تجربہ ان بچوں کو اس طرح دیا جائے کہ ان میں شمولیت کا جذبہ پیدا ہو تا کہ آگے چل کر شراکتی جمہوریت کی راہ ہموار ہو سکے۔

جمہوری شراکت کمزور اور معاشرے میں حاشیے پر رہنے والے لوگوں کو مضبوط بنانے کا ذریعہ بھی ہے۔ اگر ہمارا ملک چاہتا ہے کہ اس کا ایک ایسے ملک ہونے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو جو مساواتیت، جمہوریت اور سیکولرزم کے اقدار پر قائم ہو جہاں اس کے شہری انصاف، آزادی، برابری اور بھائی چارے سے مستفید ہوں، تو بچوں کی شرکت اس سمت میں ایک بنیادی قدم ثابت ہو سکتا ہے۔ تعلیم کی کامیابی کے لیے جماعت اور کمیونٹی اور قوم کی زندگی میں شرکت کے ذریعے خود آموزی کو مستحکم بنانا بے حد ضروری ہے۔ اس نظام کے کامیاب نہ ہونے کا مطلب ہے پورے نظام کی ناکامی۔ اس لیے اسے سب سے زیادہ اولیت دینا ضروری ہے۔ یہ نہ صرف حساب اور سائنس پڑھانے جیسا ضروری ہے بلکہ سبھی مضامین کو لازمی طور پر پڑھانے سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جسے آموزش کے تمام طریقۂ کار اور میدان سے مربوط کرنے کی ضرورت ہے اور تمام درسیات اور نصاب کی تیاری کے وقت اسے ترجیح دینا چاہیے۔

4.3.1 بچّوں کے حقوق

ہندوستان نے بچوں کے حقوق سے متعلق معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔ اس معاہدے کے تین اہم اصول ہیں۔ شرکت کا حق، تنظیم کا حق اور اطلاعات کا حق۔ اگر بچوں اور نوجوانوں کو ان کے دیگر حقوق ہی دیے جائیں تو یہ حقوق لازمی حقوق تصور کیے جائیں گے۔ بچوں کے حقوق کا معاہدہ (CRC) محض بچوں کی حفاظت کی فکر تک ہی اپنے آپ کو محدود نہیں رکھتا یا اس کو یقینی بنانے یا محض اس سمت میں پروگرام تیار کرنے تک ہی قائم نہیں رہتا بلکہ وہ یہ بھی یقینی بناتا ہے کہ بچوں کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ ان پروگراموں کے معیار اور اس کی نوعیت کو طے کریں۔ اس کے علاوہ بچوں کے حقوق کے معاہدے کی سبھی دفعات کو اپنانا اور ان کا تحفظ کرنا ہوگا جو ان کے حق میں بہترین ہوں۔

اگر چہ بچوں کے حقوق کا معاہدہ (CRC) بچوں کو اظہار خیال کے حق کی ضمانت دیتا ہے تا کہ وہ ان معاملات پر کھل کر بول سکیں جو انھیں متاثر کرتے ہیں اور اظہار میں آزادی محسوس کریں۔ لیکن پھر بھی بچوں کو اکثر و بیشتر ان فیصلوں کو لینے کے عمل سے دور رکھا جاتا ہے جو ان کی زندگی اور مستقبل پر اثر ڈالتے ہیں۔ شرکت کا حق بھی دیگر بنیادی حقوق کی تکمیل پر منحصر ہے جیسے معلومات کا حق اور اثر سے آزاد ہو کر اپنے خیالات قائم کرنے کی آزادی وغیرہ۔ شرکت کے اصول کو بچوں سے تعلق رکھنے والے ہر شعبے میں شامل کرنا چاہیے۔

دراصل جب سماجی، سیاسی اور معاشی ڈھانچا ہی اونچ نیچ کی تفریق پر قائم ہو تو وہاں بچے اور نوجوان ویسے ہی الگ کر دیے جاتے ہیں۔ ان کا پر اثر تعاون اس پر منحصر ہے کہ انھیں خود کو منظّم

ناکامی اور نمبر کم ہوجانے کے ڈر سے نئی نئی چیزیں کرنے سے بچتے رہتے ہیں۔ اور امتحان میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کرپاتے۔ غلطیوں کو بھی آموزشی عمل کا ایک اہم جُز سمجھنا چاہیے اور بچّوں کے اندر سے پورے نمبر نہ حاصل کرپانے کے ڈر کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اسکول کو چاہیے کہ ایسے والدین اور کمیونٹی کو بھی تنبیہہ کرتے رہیں جو بچّوں پر چھوٹی عمر سے ہی 'مکمّل' ہونے کا دباؤ بناتے رہتے ہیں۔ گھر میں ٹیوشن پر وقت ضائع کرنے، صحیح جوابات رٹوانے کے بجائے والدین کو اپنے بچّوں کو کھیلنے کودنے، کہانی کی کتاب پڑھنے، ہوم ورک اور تھوڑا سا اسکول کے کاموں پر نظرِ ثانی کے لیے آمادہ کرنا چاہیے۔ دباؤ 'بندوبست' کے نصاب کو چلانے کے بجائے اسکول کی انتظامیہ کو درسیات کے ذہنی دباؤ سے آزاد رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور والدین کو چاہیے کہ بچوں کے ماحول کو بھی اسکول کے باہر ذہنی دباؤ سے مبرا رکھیں۔

ایسے اسکول جو شدید مقابلہ آرائی پر زور دیتے ہیں انھیں کسی اچھی مثال کی حیثیت سے نہیں دیکھا جانا چاہیے۔ خواہ یہ حکومت کے ذریعے ہی چلائے جانے والے اسکول کیوں نہ ہوں۔ مشترکہ اسکول کا معیار جس کی وکالت چار دہائی پہلے کوٹھاری کمیشن نے کی تھی وہ آج بھی اہم ہے۔ یہ ہمارے آئین میں موجود اقدار کو منعکس کرتی ہے۔ اسکول ان اقدار کو دل نشین کرنے میں تبھی کامیاب ہوسکتے ہیں جب وہ ایسا ماحول بنا سکیں جہاں پر ایک بچّہ سکون سے ہو اور خوش ہو۔ یہ مثالی نمونہ اب اور بھی زیادہ بَرمحل ہوگیا ہے کیونکہ تعلیم بنیادی حق کی طرف بڑھ رہی ہے جس سے پہلی نسل کے لاکھوں بچوں کا داخلہ ممکن ہوسکے گا۔ انھیں اسکولوں میں بنائے رکھنے کے لیے نظام کو جس میں پرائیویٹ سیکٹر بھی شامل ہیں، یہ ماننا ہوگا کہ کئی بچے ہیں جہاں صلاحیت کے اصول، شخصیت یا تمناؤں کا کوئی ایک معیار متعین نہیں ہوسکتا جس سے ہم آج کے ابھرتے منظر نامے کی ضرورتوں کو پورا کرسکیں۔ اسکول انتظامیہ اور اساتذہ کو یہ محسوس کرنا چاہیے کہ جب طلبا مختلف سماجی، معاشی اور ثقافتی پس منظر کے ہوتے ہیں اور پڑھنے کی ان کی استعداد کا معیار بھی الگ الگ ہوتا ہے، جس کے باعث جماعت میں لکھنے پڑھنے کا ماحول بڑا ہی خوشگوار، اور حوصلہ افزا ہوجاتا ہے۔

4.4 ضابطۂ اخلاق اور شرکتی انتظام

اسکول پر طلبا کا اتنا ہی حق ہوتا ہے جتنا کہ اساتذہ اور پرنسپل کا، اور سرکاری اسکولوں کے لیے خصوصی طور پر یہ ہی صحیح ہے۔ اساتذہ اور طلبا کے درمیان آپسی تعاون ہوتا ہے۔ خاص کر آج کے دور میں جب سیکھنے کا کام معلومات کی خصوصیات پر انحصار کرتا ہو اور علم کی تشکیل ان وسائل کی بنیاد پر قائم ہو جن کے مرکز میں استاد ہو، استاد اور طالب علم دونوں ایک دوسرے کے بغیر کام نہیں کرسکتے۔

موجودہ زمانے میں اسکول کے قواعد وضوابط طلبا کے اچھے اور معقول طرز عمل کی تشریح کرتے ہیں۔ اسکول میں نظم ونسق بنائے رکھنا عام طور پر اساتذہ اور بڑے عہدیداروں (اکثر کھیل کود کے استاد اور انتظامیہ) کی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔ یہ عہدیداران اکثر مخصوص طلبا کو مانیٹر اور ہیڈ کے روپ میں رکھ لیتے ہیں اور ان کو نظم و نسق قائم رکھنے کی ذمہ داری دے دیتے ہیں۔ سزا اور انعام کی اس میں بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ جو لوگ اس نظام کو نافذ کرتے ہیں وہ شاید ہی ان قواعد وضوابط پر یا بچوں پر پڑنے والے اثرات پر سوال اٹھاتے ہیں۔ جو اس حکم کی تعمیل میں بچوں کی مکمل نشوونما، خوداعتمادی اور پڑھائی میں دلچسپی پر پڑتے ہیں۔ آج بھی کئی اسکولوں میں بچوں کو جسمانی اور زبانی یا غیر زبانی سزائیں دی جاتی ہیں۔ اسکول میں طلبا کو اپنے ہم جماعت کے سامنے بے عزت بھی کرتے ہیں۔ آج بھی کئی اساتذہ یہاں تک کہ والدین بھی یہی سوچتے ہیں کہ بچوں کو

سبق کے ساتھ مل بانٹنے کے مواقع ایسے آلات ہوتے ہیں جو ان میں دلچسپی اور ترغیب فراہم کرتے ہیں۔ ہمارے اسکولوں میں اکثر و بیشتر ہم بعض گنے چنے بچوں کو ہی بار بار منتخب کرتے رہتے ہیں اس چھوٹے گروہ کو تو ان مواقع سے فائدہ حاصل ہوتا ہے، ان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور وہ اسکول میں پہچانے جاتے ہیں جبکہ دوسرے طلبا متواتر ناامیدی کے شکار رہتے ہیں اور اسکول اور اپنے ہمجولیوں کے ذریعے اپنی ترقی کے خواہش مند رہتے ہیں۔ تعریف کرنے کے لیے ہم خوبی اور قابلیت کو بنیاد بناتے ہیں لیکن اس کے ساتھ سبھی بچوں کی مخصوص صلاحیتوں کو بھی تسلیم کرنا چاہیے اور ان کی تعریف ہونی چاہیے۔

اس میں مخصوص ضرورتوں والے بچے بھی شامل ہیں، جنھیں دیے گئے کام کو پورا کرنے میں زیادہ وقت اور مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہتر ہوگا اگر استاد ایسی سرگرمیوں کا انتظام کرتے وقت جماعت میں بچوں سے بات چیت کریں اور اس بات کو یقینی بنائے کہ ہر بچے کو اپنی بات کہنے کا موقع ملے۔ اسی لیے پروگرام بناتے وقت اساتذہ کو سبھی بچوں کی شرکت پر خاص توجہ دینی چاہیے۔ یہ ان کے مؤثر استاد ہونے کی مثال ثابت ہوگی۔

مقابلہ آرائی پر ضرورت سے زیادہ اور انفرادی حصول یابی پر زور ہمارے کئی اسکولوں کی پہچان بنتی جا رہی ہے، خاص طور پر ان پرائیویٹ اسکولوں کی جو متوسط طبقے کو تعلیم فراہم کرتے ہیں۔ اکثر یہاں جیسے ہی طالب علم داخلہ لیتے ہیں انھیں الگ الگ ہاؤس میں بانٹ دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اسکول کی ہر سرگرمی ہاؤس کے نمبروں پر قائم ہوتی ہے اور اس میں حصہ لینے کی بنیاد پر سال کے آخر میں انعامات دیے جاتے ہیں۔ اس طرح اپنے ہاؤس کے تئیں وفادار رہ کر طلبا اس کے لیے نمبر جوڑنے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس سے ان کے تعلیمی مقاصد اثر انداز ہوتے ہیں۔ کیوں کہ مقابلے کا ضرورت سے زیادہ جذبہ خود کو بہتر بنانے اور مطمئن ہونے کے لیے کچھ بہتر کرنے کے مقصد کو بڑھاوا دینے کے بجائے کسی دوسرے سے بہتر کرنے کے مقصد کو بڑھاوا دیتا ہے۔ اکثر بچوں کو دوسرے بچوں پر فوقیت دیا جانا اسکول کے اندر کے سماجی رشتوں کو مسخ کر دیتا ہے جس سے ہم جماعت طلبا کے تعلقات پر منفی اثر پڑتا ہے اور باہمی تعاون اور دوسروں کے تئیں احساس کو ضرب لگتی ہے۔ اساتذہ کو اس پہلو پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اسکولی زندگی کے ہر پہلو میں کس حد تک مقابلے کے جذبے کو شامل کریں اور کس حد تک اس کی اجازت دیں۔ کیونکہ اس سے تو وہ آموزش کے فروغ سے زیادہ ضابطۂ اخلاق کو منضبط کرنے کا کام زیادہ کر رہی ہیں۔

اسکول بچّوں کی مختلف صلاحیت اور لیاقت کو شروع ہی سے محدود ادراکی معیار کی بنیاد پر درجہ بندی کے ذریعے کمتر کر دیتے ہیں۔ ہر طالب علم کو ایک فرد کی حیثیت سے دیکھنے کی بجائے جماعت کے طلبا کو مختلف ذہنی خانوں میں بانٹ کر دیکھا جاتا ہے۔ جیسے اسٹار، اوسط طالب علم، اوسط سے کم صلاحیت کا طالب علم اور ناکام طالب علم میں۔ اکثر انھیں اس سطح سے خود بخود باہر آنے کا موقع نہیں ملتا۔ اس طرح کی درجہ بندی بچوں کے لیے تباہ کن ہوتی ہے۔ ان شناختوں کو اسکول میں کافی بھدّے ڈھنگ سے اپنایا جاتا ہے۔ کبھی کبھی تو بچّے کو احمق کہہ کہ بلایا جاتا ہے۔ جس کا بچّوں کے ذہن اور اُن کی شخصیت کی نشوونما پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ جماعت میں 'اچھّے' اور 'کمزور' طلبا کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ انھیں الگ سے بٹھایا جاتا ہے کچھ اس طرح سے بٹھایا جاتا ہے کہ کامیاب اور حصہ نہ لینے والے بچے نمایاں نظر آئے۔ صحیح جواب نہ دے پانے کے ڈر سے کافی طلبا جماعت میں چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں اور اس طرح جماعت میں حصّہ لینے، انھیں یکساں شرکت کرنے اور سیکھنے کے موقعے نہیں دیے جاتے ہیں۔ جماعت کے اچھّے اور ذہین طلبا بھی

رہتا ہے۔ اگر تعلیم کا عمل مسلسل ہے اور وہ اسکول سے باہر بھی جاری رہتا ہے یعنی گھر میں، کام کرنے کی جگہ، کمیونٹی وغیرہ میں تو پھر ہوم ورک (گھر کے لیے کام) بھی مختلف طریقے سے تیار کیا جانا چاہیے۔ جو باتیں اسکول میں پڑھائی جا چکی ہیں والدین انھیں دوبارہ کرنے کا اصرار نہ کریں۔ اس میں بچوں کے لیے الگ نوعیت کی سرگرمیاں ہوں جو وہ خود کر سکیں یا اپنے والدین کی مدد سے کر سکیں۔ اس سے والدین کو یہ بہتر طریقے سے سمجھنے کا موقع ملے گا کہ ان کا بچہ اسکول میں کیا سیکھ رہا ہے اور بچوں میں کھوج بین کرنے اور اسکول سے باہر کی دنیا کو سیکھنے کا اہم وسیلہ تسلیم کرنے میں مدد ملے گی۔

اسکول کے احاطے میں کمیونٹی کو مدعو کر کے درسیات کی سرگرمیوں کو متاثر کرنے میں ایک کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔ والدین اور کمیونٹی کے لوگ کسی موضوع کی درس و تدریس کے دوران اس کے مُدبّر کی حیثیت سے بلائے جا سکتے ہیں اور اپنے تجربے کو دوسروں کے ساتھ بانٹ سکتے ہیں۔ مثلاً مشینوں سے متعلق اسباق میں مقامی کاریگر کو بلایا جا سکتا ہے، جو مشینوں کو ٹھیک کرنے کے اپنے تجربات کی جانکاری جماعت میں دے سکتا ہے اور یہ بھی بتا سکتا ہے کہ اس نے کس طرح سے گاڑی ٹھیک کرنا سیکھا۔

بچوں کی تعلیم اور خود آموزی کی دنیا میں کمیونٹی کے لوگوں کی شمولیت اسی لیے ہونی چاہیے تاکہ کمیونٹی کے لوگ:

(a) زبانی تاریخ (لوک گیت، ہجرت، ماحولیاتی تخریب کاری، تاجر، باشندے وغیرہ) اور روایتی علم (بیج بونے اور فصل کٹائی، مانسون، روایتی دست کاری سے متعلق طریقۂ عمل وغیرہ) سے بچوں کو روشناس کرا سکیں۔ ساتھ ہی جہاں ضروری ہو وہاں اسکول تنقیدی اظہار کے لیے طلبا کو راغب کریں۔

(b) مقامی، عملی اور مناسب مثالیں دے کر نفس مضمون کو پُراثر بنا کر شامل کریں۔

(c) تلاش علم و اطلاعات کی تخلیق میں طلبا کی مدد کریں۔

(d) مقامی انتظامیہ اور اسکول کی مدد سے بچوں کو اطلاعات کی فراہمی اور منصوبہ بندی، تجزیہ، اور اندازۂ قدر کے مواقع فراہم کرائے جائیں جس سے انھیں جمہوری عمل میں حصہ لینے کا موقع ملے۔

(e) یہ طے کریں کہ بچوں کے حقوق کا اطلاق ہو اور اس کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔

(f) بچوں کے ذریعے محسوس کی جا رہی مشکلات کو حل کرنے میں تعاون دیں۔

(g) پیشہ ورانہ تربیت کے پیمانے طے کرنے میں حصہ لیں۔

(h) گاؤں میں بچوں کی آموزش کا ماحول بنایا جائے اور اسکول کے روپ میں گاؤں کے تصور کو عملی شکل دیں۔

اسی طرح طلبا میں اپنے گھر کے اندر بولی جانے والی زبان کو اسکول کی زبان میں منتقل کرنے کے لیے اساتذہ مقامی زبان بولنے والوں کی مدد لے کر مادری زبان میں مہارت پیدا کرا سکتے ہیں جس سے مقامی زبان کی تعلیم کے سبق تیار کیے جا سکتے ہیں۔ اسباق کا انتخاب اختیار کیا گیا مخصوص تدریسی منصوبہ اور مہارت کی نوعیت کی دستیابی اور حصولیت کی بنیاد پر کیے جا سکتے ہیں۔ اسکول کو ایسے مواقع ضرور تلاش کرنے چاہیے جن سے سیکھنے کے عمل میں والدین اور کمیونٹی کے لوگوں کی فعال شمولیت ہو سکے۔ یہ رشتے مواد اور ادارہ جاتی آموزش کی تعلیم کے عمل میں حصہ لینے میں مدد کریں گے۔

سبھی اسکولوں کو وہ طریقے تلاش کرنا چاہیے جن کے ذریعے والدین کی شرکت اور دلچسپی کی حوصلہ افزائی کی جائے اور انھیں برقرار

اس قسم کی سزا دینا بہت ضروری ہے۔ یہ لوگ اس نوعیت کے برتاؤ سے پڑنے والے فوری اور دیرپا منفی اثرات سے بالکل انجان ہوتے ہیں۔ اساتذہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اسکول کو چلانے کے قاعدوں، اصولوں اور دستور کو سمجھیں اور اس بات پر سنجیدگی سے غور کریں کہ تعلیم کے مقاصد سے ان کی موافقت ہے یا نہیں۔ مثال کے طور پر موزے کی لمبائی یا جوتے کی سفیدی کی تعلیمی نقطۂ نظر سے کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جماعت میں خاموشی بنائے رکھنا یا ایک وقت میں ایک ہی طالب علم کو بولنے کی اجازت اور اگر صحیح جواب معلوم ہونے پر ہی بولنے کی اجازت کے اصول وضوابط برابری کے مواقع کے اصول کے خلاف ہیں۔ اس طرح کے قاعدے اسکول کے درس و تدریس کے عمل کو اندر سے کھوکھلا کر سکتے ہیں۔ اس سے طلبا میں اجتماعی تشکیل کا جوش و جذبہ بری طرح سے متاثر ہونے لگتا ہے۔ اس سے وہ جماعت میں استاد کے مطابق چلنے لگتے ہیں اور نصاب پورا کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

علم کی جستجو، اور بچّوں کی دلچسپیوں اور قابلیت کی نشوونما کے لیے بچّوں میں اخلاقی قدروں، اچھی عادات اور اپنے اندر ضبطِ خودی کا جذبہ پیدا کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ اسکول میں نظم ونسق ایسا ہونا چاہیے جو بچّوں کو اپنی مرضی کے مطابق اپنا کام کرنے کی آزادی اور اختیار دے۔ کسی طرح کا زور یا دباؤ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بچّوں کو خود ہی اصول اور قانون کے عمل میں شامل کیا جائے۔ اس سے وہ اس کی ضرورت کو سمجھیں گے اور اس پر عمل درآمد کرنے کی اپنی ذمّہ داریوں کو بھی محسوس کریں گے۔ اس طرح سے وہ فیصلہ لینے کے جمہوری عمل میں بھی شامل ہو سکتے ہیں اسی طرح اساتذہ اور طلبا کے درمیان اور خود طلبا کے درمیان جھگڑے حل کرنے کے عمل کو خود طلبا کے ذریعے پورا کیا جانا چاہیے۔ اساتذہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ اصول وقانون کم سے کم ہوں اور صرف وہی اصول وقانون نافذ ہوں جن پر بآسانی عمل ہو سکے۔ کسی بھی قانون کے توڑے جانے پر طلبا کو سزا دینے سے کسی کا بھلا نہیں ہو سکتا، خاص کر جب اسے توڑنے کی معقول دلیل موجود ہو۔ مثال کے طور پر جماعت میں شوروغل مچانے پر اساتذہ طلبا کو سزا دیتے ہیں، جبکہ وہ اس بات پر بھی دلالت کر سکتا ہے کہ جماعت کا ماحول خوش گوار، پرجوش اور زندگی سے پر ہو نہ کہ اس کا کہ استاد جماعت کو منظّم نہیں کر پا رہے ہیں۔

اسی طرح سے وقت کی پابندی کو بھی لے کر اسکول کے پرنسپل غیر ضروری سختی کرتے ہیں۔ اگر کوئی بچّہ ٹریفک جام کی وجہ سے امتحان میں تاخیر سے آتا ہے تو اسے سزا نہیں ملنی چاہیے پھر بھی بلند اخلاقی اقدار کے نام پر اس طرح کے اصول نافذ کیے جاتے ہیں۔ بچّوں اور ان کے سرپرستوں اور اساتذہ کو حوصلہ شکنی کرنے والے اصول بہتر نہیں کہے جا سکتے۔ ایسے حالات میں سب سے پہلے طلبا سے پوچھنا اور دریافت کرنا چاہیے کہ اس نے اصول کو کیوں توڑا؟ پھر اس کے بعد ہی سزا کے متعلق غور کرنا چاہیے۔ اساتذہ اور صدر مدرس اگر اقتدار (پاور) کی جگہ 'اختیار' کا استعمال کریں تو بہتر ہوگا۔ خود مختارانہ اور غیر معقولیت ظالمانہ اقتدار کی خصوصیات ہوتی ہیں۔ جس میں ڈر پیدا ہوتا ہے، عزّت نہیں۔ اسکول میں آپسی تعاون کا ایسا نظام قائم کرنے کی ضرورت ہے جس میں بچوں، اساتذہ اور انتظامیہ کا مشترک کردار ہو۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ بچوں کو اپنی کو نسل کے نمائندے کو منتخب کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کی جائے اور اسی طرح اساتذہ اور عہدیداران بھی اپنے آپ کو منظّم کر سکتے ہیں۔

4.5 والدین اور کمیونٹی کے لیے فضا

اسکول ویسے تو رہنمایانہ آموزش کی جگہ ہوتی ہے۔ لیکن تعلیم کی تشکیل کا عمل برابر جاری رہتا ہے جو اسکول سے باہر بھی جاری

میں ایسے معاون مواد کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ اس طرح کی کتابیں بچّوں کا دھیان کتاب سے ہٹا کر اُس کے اردگرد کی دنیا پر مرکوز کر سکتی ہیں۔ درحقیقت آرٹ جیسے مضامین کے لیے ورک بکس (وہ کتابیں جن میں کچھ لکھنے والی مشقیں ہوں) جماعت کے لیے بنیادی مواد کی حیثیت سے کام کرتی ہیں۔ ماحولیات کے مطالعے کے لیے تیار کی گئیں کتابیں اس کی بہتر مثال ہے، جن میں بچّوں کا تعارف پیڑوں، پرندوں اور فطری زندگی سے کرایا جاتا ہے۔ اس طرح کے وسائل اساتذہ کو جماعت میں استعمال کے لیے فراہم کرنا چاہیے۔

ایٹلس کا بھی زمین کے بارے میں بچّوں کی معلومات بڑھانے میں بڑا اہم رول ہوتا ہے چاہے فطری ماحول ہو یا انسانی۔ ستارے، پانی، زمین، لوگ اور زندگی، تاریخ اور ثقافت وغیرہ کے ایٹلس، جغرافیہ، تاریخ اور معاشیات کی حدوں کو ہر ایک سطح پر بڑھا سکتے ہیں۔ علم کے ان میدانوں سے متعلق پوسٹر، ساتھ ہی دیگر چیزیں جن سے عام بیداری بڑھتی ہو کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ جس سے آموزش میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ ان میں سے بعض ہیں جنسی امتیاز، مخصوص ضرورتوں والے بچّوں کی شمولیت اور آئینی قدریں اس طرح کا مواد لائبریری میں مہیا کرایا جانا چاہیے اور کلسٹر سطح پر جہاں سے اسکولوں میں استعمال کے لیے لیا جاسکے یا اسکول لائبریری میں یا اساتذہ کے ذریعے مہیا کرایا جاسکتا ہے۔

رہنما کتابیں اور وسائل اساتذہ کے لیے اتنی ہی اہمیت رکھتے ہیں جتنی کہ درسی کتابیں۔ نئی طرح کی نصابی کتابوں کو شامل کرنے کے ساتھ اساتذہ کے لیے رہنما کتابیں بھی تیار کی جانی چاہیے۔ یہ رہنما کتابیں نصابی کتابوں سے پہلے پرنسپل اور اساتذہ تک پہنچ جانی چاہیے۔ اساتذہ کے لیے رہنما کتابیں کئی طریقوں سے تیار کی جاسکتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ نصابی کتابوں کے سبھی ابواب کا احاطہ کریں حالانکہ یہ بھی ایک طریقہ ہوسکتا ہے دیگر شکلیں بھی اس طرح جائز کہی جاسکتی ہیں۔ جس میں بنے بنائے طریقۂ کار کی تنقیدیں اور نئے مشورے ہوں اور ساتھ ہی ان میں وسائل کی چیزیں جیسے سننے اور دیکھنے اور مضمون سے جُڑے انٹرنیٹ سائٹس کی معلومات وغیرہ کی فہرستیں بھی اساتذہ کی منصوبہ بندی میں معاون ہوسکتی ہیں۔ اس طرح کی اصل کتابیں اساتذہ کے تربیتی پروگرام کے درس وتدریس کی منصوبہ بندی کے دوران دستیاب ہونی چاہیے۔

کثیر سطحی جماعتوں کو ان نصابی کتب کے استعمال سے درگذر کرنے کی ضرورت ہے جو یک سطحی جماعتوں کے لیے تیار کی گئی ہیں۔ یک سطحی جماعتوں کے لیے کتب اس بنیاد پر تیار کی جاتی ہیں کہ استاد سبھی بچوں سے ایک ساتھ مخاطب ہوگا، سبھی طلبا کی سطح ایک ہی ہوگی اور ان سے ایک ہی طرح کی توقعات وابستہ کی جائیں گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اساتذہ کو دیگر متبادل اشیا فراہم کرائی جائیں جو سبق اور یونٹ کی منصوبہ بندی کرنے میں معاون ہوں:

- مختلف گروپ کے لیے مختلف سطحوں پر مختلف نوعیت کی مشقیں اور سرگرمیوں کے ساتھ مضمون کی نوعیت پر اسباق تیار کیے جائیں۔
- تدریجی اشیا جسے بچے خود استعمال کرسکیں اور اس میں استاد کی کم سے کم مدد لیں۔ ایسی اشیا کی مدد سے بچوں کو خود یا اپنے ہم جماعتوں کے ساتھ کام کرنے کے مواقع فراہم کریں۔
- پوری طرح جماعت پر قائم پروگرام جیسے کہانی سننا یا چھوٹے ڈرامے جن کی بنیاد پر طلبا متعدد سرگرمیاں کرسکیں۔ مثال کے طور پر درجہ اول تا پنجم تک کے سبھی طلبا خرگوش اور شیر کی لوک کہانی پر مل جل کر ڈرامہ اسٹیج کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد پہلی اور دوسری جماعت کے بچے کارڈ پر جانوروں کے نام لکھنے کا کام کر سکتے

رکھا جائے کئی اسکول والدین کے سوالات اور اسکول کی سرگرمیوں سے متعلق سروکار سے متعلقہ سوالات کو جائز قرار نہیں دیتے ہیں کبھی والدین کو اسکول کا کوئی عمل پسند نہیں آتا ہے۔ کئی دیگر اسکول بے چارے والدین کی بچوں سے متعلق پوچھ تاچھ کو واجب نہیں ٹھہراتے ہیں۔ دونوں تشویش کے لیے نازیبا ہوسکتے ہیں۔ مجموعی طور پر اسکولوں کے ماحول کو بچّوں کے مطابق معاون بنانے کے لیے والدین اور کمیونٹی سے اسکول کے رشتے کو مضبوط بنانے کے خیال سے سرپرست ، استاد، تنظیم، مقامی سطح کی کمیٹیاں اور سابقہ طلبا کے ادارہ جاتی ڈھانچے ہوتے ہیں۔ بیشتر اسکول قومی تہواروں اور دیگر موقع مثلاً ثقافتی اور کھیل کود کے پروگراموں میں بھی والدین کو شرکت کے لیے مدعو کرتے ہیں۔ مقامی باشندوں اور سابق طلبا کو مدعو کرنے سے اجتماعی جگہ کی حیثیت سے اسکول کی اہمیت بڑھائی جاسکتی ہے۔ اسکول اور اس کی سہولیات کے رکھ رکھاؤ کے لیے بھی مقامی سطح پر عوام کی مدد لی جاسکتی ہے۔ ہمارے پاس ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جہاں کمیونٹی کی مدد سے اسکول کی چہار دیواری بنوائی گئی اور دوسری سہولیات مہیا کروائی گئیں۔ لیکن اجتماعی شرکت کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہیے کہ غریب خاندانوں پر اس کا معاشی بوجھ پڑے۔ دوسری طرف مقامی سطح پر یہ سمجھ بھی لوگوں میں عام کی جاسکتی ہے کہ مقامی کاموں کے لیے اسکولی عمارت کا استعمال کیا جاسکتا ہے اور بدلے میں احاطے کی رکھ رکھاؤ کی کچھ اجتماعی ذمّہ داریاں بھی طے کی جاسکتی ہیں۔

4.6 درسیاتی مقامات اور آموزشی ذرائع

4.6.1 متون اور کتب

عام خیال ہے کہ درسیات کی تشکیل کے لیے نصابی کتاب کو ایک اہم دائرہ کار تسلیم کیا جاتا ہے اگر چہ درسیات کی منصوبہ بندی قدرے وسیع طریقۂ عمل ہے لیکن درسیات کی اصلاح میں کبھی کبھار ہی نصابی کتاب کی تبدیلی پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ محض اصلاح شدہ نصابی کتابیں جو کہ احتیاط سے لکھی اور مرتب کی جاتی ہیں اور پیشہ ورانہ طریقے سے ترتیب دی جاتی اور جانچی جاتی ہیں وہی حقیقی اطلاعات بہم نہیں پہنچاتی بلکہ بچوں کے لیے بین تفاعلی فضا بھی اہم ہوتی ہے۔ لیکن درسیاتی اصلاح نصابی کتب سے بھی زیادہ آگے جاسکتی ہے۔ اگر اس میں دیگر قسم کے مواد شامل ہو سکتے ہوں ۔ مثال کے طور پر مضمون کی لغات تیار کر کے اصل نصابی کتاب کو قاموسی اور مختلف قسم کی تکنیکی اصطلاحوں اور تعریفوں سے بچایا جاسکتا ہے اور اساتذہ کو کتب میں درج اصطلاحات کو صحیح سمجھنے پر زور دیا جاسکتا ہے۔ جماعت میں تیزی کے ساتھ درس و تدریس، مختلف مضامین میں روزانہ زیادہ سے زیادہ ہوم ورک (گھر کا کام) اور روزانہ ٹیوشن کے سہ رخی روابط جو ذہنی تناؤ کی بڑی وجہ ہے اس کو کمزور کیا جاسکتا ہے۔ اگر مصنف اصطلاحوں ، سرگرمیوں، سوالاتی معموں یا مسائل کو حل کرنے کی جگہ، ایسی مشقیں جو منعکس غور وفکر اور چھوٹے گروہ کے کام کی حوصلہ افزائی کے مفصل بیان پر زیادہ سے زیادہ زور دے۔ مزید جو تکنیکی اصطلاحیں ہیں ان کے معنی و مطلب اور مضمون کی لُغت کے واسطے چھوڑ دیے جائیں۔

معاون کتب، مشقی کتاب اور مزید مطالعے کا نمبر اس کے بعد آتا ہے۔ بعض مضامین میں جیسے زبانوں کے لیے ایسی چیزوں کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کی درسی چیزوں پر پھر سے تبادلۂ خیال کی ضرورت ہے۔ حال کی درسی کتب میں مختلف علوم کے غیر دلچسپ اسباق ہیں اور مشقی کتابوں میں انھیں کو بار بار دہرایا جاتا ہے جو پہلے ہی سے درسی کتابوں میں موجود ہوتے ہیں۔ ریاضی ، قدرتی سائنس اور سماجی سائنس کے مضامین

اور اس کے بعد وہ اس کی دیکھ ریکھ کے نظام کو خود سنبھالیں۔

روزمرّہ کی اسکولی زندگی میں کتب خانے کئی طرح کے مقاصد پورے کر سکتے ہیں۔ ہفتے میں صرف ایک گھنٹہ طلبا کو کتب خانے میں جانے کی اجازت دینے سے مشکل ہی سے بچّوں میں مطالعے کی دلچسپی کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ طلبا کو کتب خانے سے کتابیں حاصل کرنے کی آسانی اور آزادی دی جانی چاہیے۔ کتب خانے کی دیکھ بھال، انتظام اور استعمال کے لیے اساتذہ کی تربیت سے اس صورت حال کی ضرورت کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ جہاں اسکول کی عمارت میں الگ سے کتب خانے کے لیے کمرے کا انتظام ہو، وہاں روشنی اور بیٹھنے کا معقول انتظام کر کے موافق آداب فراہم کرائی جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اساتذہ کتب خانے کے وسائل کے استعمال سے کتب خانے کے اندر کلاس کی یا کتب خانے سے لی گئی کتابیں جماعت میں لے جائیں۔ اس کے علاوہ اسے بحث ومباحثے کے لیے کسی دست کار کے فن کا مظاہرہ یا کسی قصہ گو سے کہانی سننے کے لیے بھی کتب خانے کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ درسیات کی تشکیل نو اور اس کی تکمیل کے لیے بلاک اور کلسٹر کی سطح پر اساتذہ کے لیے اس طرح کے حوالہ جاتی کتب خانوں کو وجود میں لاکر اساتذہ کی مدد کی جاسکتی ہے۔ ہر ایک بلاک کو کسی خاص مضمون کے لیے مختص کر دینا چاہیے۔ تاکہ ضلع میں کافی وسائل مہیا ہوسکیں۔

4.6.3 تعلیمی ٹیکنالوجی

درسیات کی منصوبہ بندی میں تعلیمی ٹیکنالوجی کی ایک جُز کے طور پر بڑی اہمیت ہے، لیکن تفصیلی رہنما اصول اور حکمت عملی کو تعلیمی نقطۂ نظر سے اس کے زیادہ سے زیادہ استعمال کو ابھی تک یقینی نہیں بنایا جاسکا ہے۔ عام طور پر ٹیکنالوجی کا استعمال اطلاعات کی ترسیل کے لیے کیا جاتا رہا ہے۔ یا اچھے اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لیے جو تقرری کی کمزور پالیسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تعلیمی ٹیکنالوجی تدریس کے معیار کے مسائل کو حل کرنے کی غرض سے استعمال میں لائی جاتی ہے تو اس کے ذریعے اساتذہ کے توہمات رفع کیے جاسکتے ہیں۔ اگر تعلیمی تکنیک، درسیاتی اصطلاح کا ذریعہ بن جائے تو اس سے زیادہ تر اساتذہ اور طلبا میں نئی چیزوں کے پیش کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگی نہ کہ وہ محض صارف بنے رہیں گے۔ اس کی ترقی، اطلاق کے استعمال کے دوران وسیع سطح پر مشاورت ہونی چاہیے۔ تعلیمی ٹیکنالوجی کا استعمال ہر سطح کے اسکولوں میں ہونا چاہیے۔ کلسٹر اور بلاک وسائل، مراکز، ضلع، ریاست اور قومی سطح کے اداروں میں تعلیمی ٹیکنالوجی کے تجربہ کار لوگوں کو مامور کیا جائے۔ اس کی سہولت مہیا کروائی جانی چاہیے۔ اس طرح کے تجربے جو طلبا، اساتذہ اور تعلیمی تربیت کاروں کو کرائے جاسکتے ہیں۔ ان میں گاؤں کے کسی بزرگ سے بات چیت کی آڈیو کارڈنگ یا کوئی ویڈیو فلم یا ویڈیو گیم بنانے کے لیے بچّوں کو اگر ملٹی میڈیا ساز وسامان کے استعمال کے ذریعے اپنی پیش کش کے مواقع دیے جائیں تو اس سے اُن کی اپنی تخلیق اور تخیلی صلاحیت کو فروغ مل سکتا ہے۔ تعلیمی ٹیکنالوجی کو صرف دیکھنے اور سُننے کے بجائے کر اگر مندرجہ بالا طریقے سے تعلیمی ٹیکنالوجی میں پیشکش کے تجربے ہوں تو ملک کے تکنیکی وسائل کا بہتر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ محض سی۔ ڈی والے کمپیوٹروں کے بجائے بین تفاعلی نیٹ والے کمپیوٹروں کے استعمال کو بڑھاوا دے کر گاؤں، الگ تھلگ اور دور دراز علاقوں میں درسیات کی بہتری اور نئے خیالات اور خبروں کو پہنچانے کے لیے اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ صرف یک طرفہ پذیرائی سے نہیں بلکہ دوطرف باہمی میل ملاپ ہی سے یہ ٹیکنالوجی اصل معنوں میں تعلیمی بن سکے گی۔

دوبارہ کسی ایک ہی چیز کو بنانے اور بناوٹی جماعتی ماحول بنانے یا درسی کتابوں کے مضمون، یا تعلیمی ٹیکنالوجی تجربہ گاہوں کے تجربے کو

ہیں، تیسری اور چوتھی جماعت کے بچے تصویر بنا کر ان کی بنیاد پر کہانی لکھنے کا کام چھوٹے گروپ میں کر سکتے ہیں، پانچویں جماعت کے طلبا اس کہانی کو دوبارہ لکھنے کا کام کر سکتے ہیں جس میں وہ کوئی نیا انجام بتا سکتے ہیں۔ مناسب اشیا کی عدم فراہمی میں بیشتر اساتذہ ایک طرح سے ہی کلاس میں پڑھاتے رہتے ہیں، جس کے نتیجے میں زیادہ تر طلبا کو کام کے لیے بہت کم وقت ملتا ہے۔

4.6.2 کتب خانے

اسکولی کتب خانے کافی عرصے سے پالیسی سفارشات کا حصّہ رہے ہیں، لیکن اسکولوں میں فعال کتب خانے کم ہی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ مستقبل کی منصوبہ بندی کتب خانوں کو اسکول کی سطح پر ضروری حصّہ مانتی ہے۔ اساتذہ اور بچّے کو تربیت و ترغیب دی جائے تاکہ وہ کتب خانے کو آموزش مسرت اور غور خوض کرنے کے وسائل کے طور پر استعمال کریں۔ اسکولی کتب خانے کو خالص علم و دانش وری کی ایسی جگہ متصور کرنا چاہیے جہاں اساتذہ، طلبا اور مقامی لوگ اپنے علم تخیل میں اضافے کر سکیں۔ کتابوں کی فہرست سازی کا نظام اور دیگر چیزیں جو کتب خانے میں دستیاب ہیں ان کی اس طرح سے تشکیل اور تکمیل ہونی چاہیے کہ بچے خود کتب خانے کا استعمال اپنی ضروریات کے مطابق کر لیں۔ کتابوں اور رسائل کے علاوہ، کتب خانوں کو اساتذہ اور بچّوں کو پوری دنیا سے جوڑنے میں نئی اطلاعاتی ٹیکنالوجی مہیا کرانی چاہیے۔ اس سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ وسیع دنیا سے جُڑ جائیں گے۔ منصوبہ بندی کے ابتدائی مرحلوں میں بلاک کی سطح (بلاک لیول) یا کلسٹر سطح پر کتب خانے قائم کیے جا سکتے ہیں۔ مستقبل میں ہندوستان کے ہر سطح کے اسکولوں کو کتب خانوں سے لیس کیا جانا چاہیے۔ ملک کے مختلف حصّوں میں، دیہی علاقوں میں وہاں کے مقامی باشندوں کی مدد سے کمیونٹی کتب خانے چل رہے ہیں تو ضلعی سطح پر ضلع ہیڈکواٹروں میں سرکاری کتابوں کا انتظام ہے۔ مستقبل کی منصوبہ بندی میں کتب خانوں کے ذریعے وسائل کے زیادہ سے زیادہ استعمال کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔ راجہ رام موہن رائے لائبریری فاؤنڈیشن کو اس کے لیے مزید وسائل مہیا کرایا جانا چاہیے تاکہ اسکولوں میں کتب خانوں کو جدید طرز پر تشکیل دیا جا سکے

کتب خانے

ہفتے میں ایک گھنٹہ کتب خانے میں مطالعہ کے لیے مختص کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت بچّے کتب خانے میں بیٹھیں اورخاموشی سے پڑھیں۔ وہ پچھلے ہفتے لی گئی کتابوں کو واپس کریں اورنئی کتابیں جاری کرائیں۔

اگر کتب خانے میں کوئی کلاس نہیں ہے تو اساتذہ طلبا کی عمر کی مناسبت سے کتابیں لا سکتے ہیں اور مختلف کتابوں میں سے بچّوں کو منتخب کرنے کے لیے کہہ سکتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ بچّے خود کتابیں منتخب کریں نہ کہ اساتذہ کتابیں تقسیم کریں۔

زبان کی کلاس میں کتب خانے کی کتابیں لائی جاسکتی ہیں۔ پروجیکٹ کے کام کے لیے بچّوں سے کتب خانے میں حوالے دیکھنے کے لیے کہا جاسکتا ہے۔ زبان کی کلاس کے دوران پچھلے ہفتے پڑھی گئی کتابوں کے بارے میں لکھیں۔

بچّوں سے دوسرے بچّوں کی پڑھی ہوئی کہانی سنانے کو کہاجاسکتاہے۔

تعطیلات کے دوران اسکول کے کتب خانوں کو کُھلا رکھا جائے۔

دیکھ بھال کا علم حاصل کرنا اور انھیں اچھی حالت میں رکھنا بھی بچّوں کے لیے انمول تجربے کی مانند ہیں۔ مزید یہ کہ بچّوں کے لیے ان کے ادراکی معنی و مطلب مخصوص ضروریات کے مدِّ نظر بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ فن کاری کے ذریعے بچّے کی حِس اور استعداد کی نشوونما، خواندگی اور ثقافتی امن کی نشوونما میں معاون ہوسکتی ہے۔

اسکولوں، خاص کر دیہی علاقوں کے اسکولوں کی سائنسی تجربہ گاہوں کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے اور تکلیف بھی ہوتی ہے کہ یہ تجربہ گاہیں بڑی ہی خستہ حالت میں ہیں اور مزید ساز وسامان جو ریاضی سرگرمیوں کے لیے ہیں ان کی بھی حالت بالکل اسی طرح کی ہے۔ اس طرح کی سہولیات کی عدم موجودگی طلبا کے مضمون کے اختیارات محدود کردیتا ہے۔ اور مستقبل میں زندگی کے میدان میں سیکھنے کے برابر کے مواقع سے محروم کردیتا ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ مناسب سہولیات والی تجربہ گاہیں اسکولوں میں دستیاب ہوں۔ ابتدائی اسکول سائنس اور ریاضی کے زاویوں سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں جبکہ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی اسکولوں کو جدید اور ترقی یافتہ تجربہ گاہوں کی ضرورت ہے۔

4.6.5 دیگر مقامات اور فضا

وہ مقامات جن کا درسیات میں ذکر ہوتا ہے طبیعیاتی یا مادّی طور پر اسکول سے باہر ہوتے ہیں، لیکن وہ بھی اتنے ہی اہم ہیں جن کی اوپر بحث کی گئی ہے۔ یہ مقامات ہیں مقامی یادگاریں اور عجائب خانے، قدرتی مظہر جیسے ندیاں اور پہاڑ، روزمرّہ کے مقامات جیسے بازار اور ڈاک خانے، اگر اُستاد خوبصورتی سے اسکول کا جدول (تفصیلات) بنائیں تو ہوسکتا ہے کہ اسکولی تعلیم کا معیار بہتر ہو جائے۔ جماعت کی سرگرمیوں کو درسی کتابوں تک محدود کردینے سے بچّوں کی دلچسپیوں اور صلاحیتوں کی نشوونما میں مزاحمت پیدا ہوسکتی ہے اسکول کی روزمرّہ یا سالانہ ضابطے کے مطالعے سے اس طرح کی کئی مزاحمتوں کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ ستاروں کے مطالعے کے لیے رات میں آسمان اس لیے دستیاب نہیں ہو پاتا کیوں کہ اسکول کے دروازے نہ تو رات کو کھلتے ہیں اور نہ ہی رات کو اسکول کی چھت پر کسی کو جانے کی اجازت ہوتی ہے۔ غروب ہوتے ہوئے سورج کا مطالعہ یا جون میں مانسون کی آمد اسکول کے اوقات سے باہر پڑتے ہیں۔ وہ تمام علوم اور تعلیمی سرگرمیاں جو اسکول کے اوقات سے باہر ہیں ان تک طلبا کی رسائی نہیں ہو پاتی جو آج بھی اسکول اور طلبا کے سامنے ایک مجبوری کا باعث ہے۔ جبکہ ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ملک کے مختلف اسکولی بچّوں کا مبادلہ یہاں تک کہ سارک ملکوں کے ساتھ بھی اس طرح کے مبادلے باہمی سمجھ کو فروغ دینے میں معاون ہوسکتے ہیں۔ اساتذہ اور تعلیمی انتظامیہ کو یکجا ہوکر اس نظام کو اس طرح کی سختیوں سے نجات دلانے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، نصاب ساز اور درسی کتابوں کے مُصنف اور اساتذہ کی ہینڈبکس میں ایسی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی پر مفصّل روشنی ڈالیں جو کہ نصابی میدان کو وسیع کرتے ہیں۔ اس ذہنیت سے نجات پانے کی ضرورت ہے کہ جسمانی سرگرمیاں، تفریحی سفر (علمی) فن کاری اور دستکاری کے مضامین 'ایکسٹرا کریکولر' کا حصّہ ہوتے ہیں۔

4.6.6 تکثیریت اور متبادل مواد کی ضرورت

ہندوستانی سماج کی ذہنیت اور اس کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ نہ صرف مختلف قسم کی درسی کتابیں شائع کی جائیں، بلکہ دیگر معاون اشیا بھی تیار کی جائے تاکہ بچّوں کی فنّی تخلیق، حصّے داری اور دلچسپیوں کی اس طرح نشوونما ہو کہ ان کے سیکھنے کی قوّت میں روز بہ روز اضافہ ہوسکے۔ کوئی ایک درسی کتاب زیادہ سے زیادہ بچّوں کی ضرورتوں کو

زندہ کرنے، تعلیمی ٹیکنالوجی کی کارگزاری کو بہتر ڈھنگ سے محسوس کرنے کے لیے لایا جانا چاہیے۔ اگر مضامین کو غیر ناصحانہ ڈھنگ سے تیار کیا جائے جس میں طلبا کو ویب کے علم سے جُڑنے کے لیے خود مُختاری دے دی جائے۔ ہندوستانی زبانوں میں اس طرح کے علم کے درمیان خلیج بڑھتی جارہی ہے یا انگریزی میڈیم کے طلبا اور علاقائی زبان کے طلبا کی خلیج گہری ہوتی جارہی ہے۔ بچّوں کے لیے اس طرح کے مخزنِ علوم (انسائیکلوپیڈیا) اور دستاویز کے امکانات ابھی مکمل طور پر تکمیل پذیر ہیں۔ وقت کے ساتھ اساتذہ کے لیے کچھ اس طرح کی کتابیں جیسے درسی کتب، ورک بُکس یا ہینڈ بُکس، اچھے اور معیاری آڈیو۔ ویڈیو یا ویڈیو مَٹیریل اور سائٹس کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ڈِیزائن کی جاسکتی ہیں۔ کلاسیکی سینما کو اس طرح کے ذرائع سے قابلِ حصول بنایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بچّہ جو گاؤں کی زندگی کے بارے میں مطالعہ کر رہا ہے اُسے بڑی آسانی سے ستیہ جیت رے کی کلاسیکی فلم ''پتھیر پانچالی'' جو کہ سی۔ ڈی۔ میں ہوسکتی ہے اور جسے ہم سی۔ آر۔ سی سے اُدھار لے سکتے ہیں یا اپنے ملک کی کسی مخصوص ویب سائٹ پر دیکھ سکتے ہیں۔ مستقبل کی درسی کتابوں کا تصوّر اس طرح کیا جاسکتا ہے جس میں مختلف مضامین کے علوم اور تجربوں کو یکجا کیا جائے اور جو علم کو جذب کرنے یا سمونے میں سہولیات پیدا کریں۔ مثال کے طور پر مِڈل اسکول کی جس درسی کتاب میں راجستھان کی تاریخ اور میرا کا ذکر ہو اس میں میرا بائی کا ایک بھجن بھی شامل کیا جانا چاہیے اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کے اصل ذرائع کہاں ہیں تاکہ طلبا ایم۔ ایس۔ سوبولکشمی کی آواز میں میرا کا بھجن سن سکیں۔ علم اور تجربے کے اس طرح کے امتزاج سے تعلیم اس بوجھ اور بوریت سے نجات پاسکتی ہے جس سے وہ آج گزر رہی ہے۔ علم ریاضی اور سائنس میں اور معذور بچّوں کو پڑھانے کے لیے تعلیمی ٹیکنالوجی کے ساتھ انفارمیشن ٹکنالوجی کافی کارگر ثابت ہوسکتی ہے۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ نصاب کے حصول مقاصد کے لیے اس کے امکانات کا استعمال کیا جائے اور مخصوص عمر والے منصوبے تعلیمی ٹیکنالوجی کے استعمال کو لے کر تیار کیے جائیں۔ سرکار اور دیگر تنظیمیں جو معاشی منصوبوں کے لیے ذمہ دار ہیں انھیں چاہیے کہ تعلیمی ٹیکنالوجی کے تقاضے اور فوائد کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس طرف پورا پورا دھیان دیں۔

> پرائمری اسکولوں کے بچّوں کے لیے ویڈیو بناوٹ اور مظاہرے ہاتھ کے ذریعے کرکے سیکھنے کے تجربات کا متبادل نہیں بن سکتے۔

4.6.4 سازوسامان اور تجربہ گاہیں

اسکول کو دستکاری اور دیگر فنّی تخلیق کے نقطۂ نظر سے ضروری سازوسامان سے لیس کیے جانے کی ضرورت ہے اگر خوب غور وفکر کے بعد منصوبے تیار کیے جائیں تو اس طرح کے نصاب کے ذریعے اسکول کو فنّی تخلیق کی جگہ بنانے کے مقاصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ایسی دستکاریاں جو ہمارے وِرثے کا حِصّہ ہیں، فی ہفتہ اور پندرہ روزہ کی بنیاد پر سکھائی جاسکتی ہیں اور اس کے لیے دستکاریوں کی بنیاد جیسے کرگھا، قینچی جیسے اہم اوزاروں کی الگ الگ دستکاری کے مطابق ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بات اہم ہے کہ سبق کے اس حصّے میں جنس اور ذات کی بنیاد پر امتیاز نہ برتا جائے نہ ہی اس کے اصل مقاصد سے اس کا انحراف ہو جو کہ اپنے جسمانی اور سماجی ماحول کے تعاون اور تصوّر اور خیال کی بنیاد پر ثقافت کو فروغ دینے کے مترادف ہے۔ یہی بات فنکاری کے معاملے میں کہی جاسکتی ہے۔ اس کو بھی نصاب کا حصّہ بنانے کے لیے ضرورت پڑے گی۔ اوزار کو کام میں لانے کے مواقع اور اسے استعمال کرنے کی دستی و ذہنی ہنرمندی اور ان کی

جاسکتے ہیں۔ اگر انھیں کلسٹر سینٹر پر رکھا جائے جو کہ ریسورس لائبریری کی طرح کام کریں جس استاد کو تدریس کے دوران ضرورت ہو اس کو لے سکے اور پھر لوٹا دے اور پھر اس کے بعد دوسرا استاد لے لے، اسی طرح ایک استاد کے ذریعے یکجا کیے گئے وسائل کو دوسرا استاد بھی بآسانی استعمال کرسکتا ہے اور اس طرح مختلف قسم کی ملی جُلی متبادل چیزیں تیار کی جاسکتی ہیں جن کا پوری جماعت کے لیے استعمال سودمند ہوگا۔

اس طرح کے وسائل کی دستیابی مالی وسائل کی فراہمی پر منحصر ہے اور زیادہ تر اسکولوں میں فنڈ کی کمی کے باعث درس و تدریس اثر انداز ہوتی ہے۔ اسکول کیسے یہ وسائل کو جمع کر سکتے ہیں؟ کچھ سرکاری پروگرام جیسے ''آپریشن بلیک بورڈ'' نے ہر ایک پرائمری اور اعلیٰ پرائمری اسکولوں میں کم از کم اشیا کی دستیابی کے سلسلے میں معیار اور کچھ اصول بنادیے ہیں۔ اسی طرح کچھ نئی اسکیمیں ہیں جو کئی اسکولوں کو سائیکل اور کھلونے خریدنے کے لیے سہولیات دیتی ہیں۔ اگر اسکول چاہیں تو اس طرح کی اسکیموں اور مواقع کا پورا پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور مقامی سطح پر درس و تدریس اور کھیل کود سے متعلق اشیا یکجا کرنے کی سمت میں غور کرسکتے ہیں۔ اچھی اور موثر تعلیم کے لیے آج کل تکنیکی تعلیم پر بہت ہی زور دیا جارہا۔ کچھ اسکولوں میں اب کمپیوٹر پر منحصر یا کمپیوٹر سے جُڑی ہوئی تعلیم کا چلن ہے تو کچھ علاقوں میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا درس و تدریس میں استعمال ہورہا ہے۔

اگر اس تدریسی سازوسامان کا استعمال کرنا ہے تو منصوبہ بنا کر کام کرنے کی ضرورت ہے اور بڑے منصوبے کے حصّے کی حیثیت سے شرکت اور سوجھ بوجھ کو فروغ دیے جانے کی ضرورت ہے۔ اساتذہ کو پہلے سے اس کے لیے تیار کرنے کی ضرورت ہے اگر جماعت میں اس کے ذریعے استعمال کیے جانے والے سازوسامان کا مظاہرہ کرنا ہے اگر جماعت میں کسی سرگرمی کی منصوبہ بندی ہورہی ہے تو کافی سازوسامان ہونا چاہیے تاکہ جماعت کا ہر ایک طالبِ علم اس کا استعمال کرسکے۔ اگر صرف ایک ہی بچّے کو سازوسامان استعمال کرنے کا موقع ملے اور باقی بچّے اسے چُپ چاپ دیکھیں تو یہ حصولِ علم میں وقت کی بربادی سے تعبیر کیا جائے گا۔

مڈل اور ہائی اسکول میں تجربہ گاہوں کو سائنس کی تعلیم میں ہمیشہ سے اوّلیت حاصل رہی ہے، لیکن ابھی اس پیمانے پر دستیاب نہیں ہیں جس پیمانے پر اس کی ضرورت ہے۔ بچّوں کو تجربوں اور اوزاروں کی معلومات فراہم کرانے کے لیے جیسا کہ سائنس کی درسیات میں درج ہے۔ کم از کم کلسٹر کی سطح پر ایک کلسٹر تجربہ گاہ بنائی جاسکتی ہے۔ کلسٹر کی سطح کے اسکول اپنا ٹائم ٹیبل ایسا بنائیں کہ ہفتے میں ایک آدھ دن کلسٹر کی سطح پر تجربہ گاہ میں ان کی سائنسی تجربہ گاہ کی کلاس لگے۔ بلاک سطح پر دستکاری سے متعلق تجربہ گاہوں کی تشکیل و تکمیل کی جاسکتی ہے تاکہ بہتر اوزار دستیاب کرائے جاسکیں۔

سیکھنے کی ایسی ثقافت کا ارتقا نہ صرف جماعتی سطح پر بلکہ اس کے باہر اور اسکول کے باہر بھی ایک ایسا منظر ہوسکتا ہے جس کے زمرے میں کئی طرح کی سرگرمیاں منعقد کی جاسکتی ہیں۔ اساتذہ اس طرح کے پروجیکٹ کی سرگرمیوں کو چاہے وہ درسی کتابوں سے تعلق رکھتی ہوں یا اس کے باہر تیار کریں تاکہ طلبا کو کچھ کرنے دھرنے کا موقع مل سکے۔

4.7 وقت

اس سے پہلے کی دستاویزوں میں ایک سیکشن درس و تدریس سے متعلق ضروری اوقات کی سفارش کے بارے میں ہے۔ کچھ اہم اور غور وفکر کی باتیں ہم نے پہلے کی دستاویزوں سے حاصل کی ہیں اُن میں ایک یہ بھی ہے کہ درس و تدریس کے دِنوں کے کل اوقات کی حدوں پر عمل درآمد کیا جائے گا اور انھیں کسی بھی قیمت پر نظر انداز

> ایسا کوئی بھی تجربہ جو استاد کو بچے کی نشوونما کے لیے ضروری لگتا ہے، نصاب میں درج کرنا چاہیے۔ اس بات کی پرواہ کیے بغیر اسے کہاں اور کیسے منّظم کرنا ہے۔ تجدیدِ نصاب (ضرورت کے مطابق نئی نئی چیزوں کو نصاب میں شامل کرتے رہنا) تبھی نافذ ہو سکتا ہے جب اسے افسران کی سمجھ اور تعاون حاصل ہو۔

پورا نہیں کرسکتی ساتھ ہی ایک ہی موضوع مختلف طریقوں سے پڑھایا جاسکتا ہے۔ اسکول چاہے سرکاری ہوں یا پرائیویٹ الگ الگ مضامین کے لیے درسی کتابوں کے متبادل ہونے چاہیے۔ الگ الگ بورڈ یا ٹیکسٹ بک بیورو ایک سے زائد درسی کتابوں کے سلسلہ وار شائع کرنے کے بارے میں سوچ سکتے ہیں، یا دیگر ناشروں کی کتابوں کو منتخب کر سکتے ہیں اور اسکولوں کے سامنے انتخاب کے مختلف متبادل دیے جا سکتے ہیں۔ بہت پہلے 1953 میں سیکنڈری ایجوکیشن کمیشن نے اپنی رپورٹ میں درسی کتابوں کی کمی کو دور کرنے سے متعلق مشورے دیے تھے۔ جہاں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ ''کسی مضمون کے مطالعے کے لیے صرف ایک درسی کتاب نہیں ہوگی، دیے گئے پیمانے کے مطابق کئی کتابوں کی تجویز پیش ہونی چاہیے۔ انتخاب اسکولوں پر چھوڑ دینا چاہیے۔'' نصابی تکمیل کی ضرورت والے حصّے میں کوٹھاری کمیشن نے اس بات پر زور دیا تھا کہ درسیات کی نظرثانی عارضی قسم کا رہا ہے اور اسے صوبے کی سطح پر تیار کیا جاتا رہا ہے اور تمام اسکولوں میں یکساں طور پر نافذ ہوتا رہا ہے۔ یہ عمل اساتذہ اور صدرِ مدرسوں کی اہمیت کو کم کرتا ہے، اور جستجو اور نئے خیال کی امیدوں کو نا امید بنا دیتا ہے۔ یہ رپورٹ قطعی طور پر یہ بتاتی ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری درسیات میں بہتری آئے تو اس سلسلے میں کامیابی حاصل کرنے کی ہماری بنیادی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہم موزوں درسی کتابوں، اساتذہ، گائیڈ اور دیگر سیکھنے کے وسائل کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنائیں۔

4.6.7 وسائل کو یکجا کرنا اور منظّم کرنا

تدریسی معاون اشیا اور دیگر طرح کی اشیا جیسے کتابیں اور کھلونے وغیرہ اسکول کے لیے بڑے ہی مددگار ثابت ہوتے ہیں اور یہ بچّوں کے لیے بڑے ہی دلچسپ ہوتے ہیں۔ ان سے ان کا ذہن پڑھنے میں لگا رہتا ہے، وہ اسکول میں اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ ملک کے کچھ حصّوں میں تو ڈی۔ پی۔ ای۔ پی پروگرام کے پیسے کی مدد سے درس و تدریس کی اشیا تیار ہوئی ہیں۔ آج بہت سی تیار شدہ اشیا موجود اور دستیاب ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اساتذہ، کلسٹر اور بلاک سطح پر کلیدی اساتذہ ان تمام اشیا اور ان کے صحیح استعمال کے طریقے کی اچھی طرح سے واقف ہوں بچّوں اور اساتذہ کو مدِّنظر رکھ کر مختلف غیر سرکاری تنظیموں اور اداروں کے ذریعے تیار کیے گئے مواد بھی دستیاب ہیں۔ اس کے علاوہ مقامی سطح پر چیزیں دستیاب ہیں جن کی قیمت تو بڑی معمولی ہوتی ہے پر وہ جماعت میں رکھنے کے لیے بڑی کارگر ہوتی ہیں۔ خاص طور پر پرائمری اسکول میں اساتذہ کو چاہیے کہ وہ مختلف قسم کے غیر تیار شدہ مواد کا پتہ لگائیں جن سے درس و تدریس کے عمل میں مدد لی جاسکتی ہے اور سالہا سال استعمال ہوتی رہیں تا کہ ان کے ذریعے لگائے گئے قیمتی وقت کا صحیح، جائز اور مناسب استعمال ہو سکے۔ اوزاروں میں فوم اور کارڈ بورڈ نہ تو مضبوط ہوتے ہیں اور نہ ہی دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں۔ دیگر چیزیں جیسے ریکسن، ربڑ اور کپڑے دلچسپ متبادل ہیں۔

دوسری نوعیت کے وسائل جیسے نقشے اور تصویروں کے فولڈر کو اور دیگر خاص اوزار اسکول کے ذریعے آپس میں استعمال میں لائے

ہوتے۔ یہ اسکول کے مقاصد کے خلاف بھی ہوسکتا ہے اگر اس طرح کے لچیلے پن کا فائدہ اٹھا کر مقامی باشندے اپنی ثقافت کو دائمی نہ بنائیں جو مذہب ذات پات جنس وغیرہ کی بنیاد پر مبنی ہو۔ اس طرح کے امتیازی عمل سے چائلڈ لیبر یا بچہ مزدوری کو تقویت ملے گی۔ بچّوں کو آرام کرنے اور کھیلنے، اور اپنے لیے وقت بچانے کا حق حاصل ہے۔ کچھ مقامی روایات اور ثقافتیں اس طرح کے بچپن کی حمایت کرتی ہیں کچھ کم کرتی ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لڑکیوں کو بچپن ہی سے گھر کے کام کاج میں لگا دیا جاتا ہے۔ بچّوں پر پڑھائی کا دباؤ دن بہ دن بڑھتا ہی جا رہا ہے اور اسکول جانے سے پہلے اور آنے کے بعد وہ ٹیوشن کے لیے مجبور ہوتے ہیں۔ جس کے باعث انھیں کھیلنے کودنے کا موقع نہیں مل پاتا۔ اسکول کو چاہیے کہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ زندگی کی جو دیگر اہم ضروریات ہیں، بچّوں کے والدین یا سرپرستوں کو اسکول میں مدعو کر کے اس سلسلے میں تبادلۂ خیال کریں تاکہ بچّوں کے جائز حقوق کی حفاظت کی جا سکے۔

اسکول کے نظام اوقات کا فیصلہ گاؤں پنچایت کے ساتھ مشورہ کر کے اسکول کی سطح پر لیا جا سکتا ہے۔ جس میں اس بات کا پورا پورا خیال رکھا جائے کہ طلبا کو اسکول تک آنے کے لیے کتنا چلنا پڑتا ہے۔ اس طرح کے لچیلے پن اور جائز چیزوں کو اپنانے سے اسکول میں طلبا کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ اسکول کو چاہیے کہ ان تمام پہلوؤں پر سنجیدگی سے غور وفکر کرے جہاں تک اسکول کو چلانے کے اوقات کا سوال ہے تو اسکول کے اوقات کو روزانہ چھ گھنٹے سے کم نہیں کرنا چاہیے نہ ہی اس پر کسی رعایت کو قبول کرنا چاہیے۔

(جن میں ای۔سی۔سی۔ای۔کے تین گھنٹے شامل ہیں۔) اگر اساتذہ اور طلبا دور سے آتے ہیں تو ہم بس کا وقت بدلیں تاکہ وہ صحیح وقت پر اسکول پہنچ سکیں۔ اس طرح اس کا انتظام ہونا چاہیے بجائے اس کے کہ وہ دیر سے آئیں اور پہلے چلے جائیں۔

اسکول کے دن ہفتے، مہینے، ٹرم اور سال کی صحیح ڈھنگ سے منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے، یہ عمل ایسا ہونا چاہیے جس میں روزمرہ کے معمولات اور رنگارنگی کا تناسب ہو کیوں کہ بچّوں کو ان دونوں چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ مزید یہ کہ ہم جس طرح کے علم کی ان سے توقع کرتے ہیں اس کی ضروریات مختلف ہیں ہم ان کے ساتھ کچھ تنظیمی مدعوں پر گفتگو کریں تاکہ وہ ادارے سے متعلق منصوبہ بندی اور اسکول میں گزارے گئے اپنے اوقات کی اہمیت اور اُس کے استعمال سے واقف ہوسکیں۔

صبح کی اسمبلی

دِن کی شروعات اساتذہ اور بچّے، اسکول اور جماعت کو اس دن کے لیے تیار کرنے سے ہوتی ہے۔

بیت الخلا کے ساتھ کمروں کی صفائی، جماعت میں بلیک بورڈ لگانا، سازوسامان کو منّظم کرنا، بچّوں اور اساتذہ میں انفرادی ذمہ داری اور وہ جگہ جنھیں وہ استعمال کرتے ہیں کے متعلق ذمّہ داری کا احساس دلاتے ہیں۔ انھیں آپس میں پچھلے دن ہوئے کاموں پر اور دیگر مضامین پر گفتگو کرنے کا وقت مل جاتاہے۔ جس سے جماعت کے وقت ان باتوں کو کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔عام اجتماع (اسمبلی) کے دوران سبھی کو ایک ساتھ بیٹھنا چاہیے جماعت اور لائن کے مطابق نہیں بلکہ چھوٹے بچّوں کو بڑے بچّوں سے آگے بیٹھنا چاہیے۔ ہفتے میں ایک دن ایسی کہانی سننے میں وقت لگانا چاہیے جو نصیحت آمیز ہو دوسرے دن موسیقی سُننا، مہمان سے گفتگو، اخبار سے خبر پڑھنا اور اس پر بحث و تبادلۂ خیال ہوناچاہیے اور سبھی کو جماعت میں چلے جاناچاہیے۔

نہیں کیا جائے گا اور قومی خاکہ درسیات 1988 میں درسیات کے اوقات کی حدود دوسو (200) دنوں کی متعین کی گئی ہے۔اس کے تحت ہم وہ راستہ نکال سکتے ہیں کہ بچّوں کے اسکول میں گزارے گئے کل اوقات بچّوں کی تعلیم کے نقطۂ نظر سے مفید اور کارآمد ہوں۔

آج کل اسکول کا سالانہ کیلنڈر صوبائی سطح پر طے ہوتا ہے پہلے بھی اس سے متعلق تجاویز آتی رہی ہیں کہ سالانہ کیلنڈر کو کچھ زیادہ مقامی اختیار دیے جائیں اس میں مرکز کا زیادہ دخل نہیں ہونا چاہیے تاکہ وہ مقامی سرگرمیوں، موسم اور آب و ہوا کے مطابق ہو سکے۔اس طرح کے کیلنڈر کے منصوبے کو ضلع پنچایتوں کی مدد سے مقامی سطح پر بنا کر ضلعی سطح پر نافذ کیا جاسکتا ہے۔

مقامی موسم میں تبدیلی کی بنیاد پر اس میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔مثال کے طور پر اگر موسم بہت ہی خراب ہو اور علاقہ باڑھ والا ہو تو ایسی حالت میں بہتر یہی ہے کہ اسکول کی چھٹیاں اسی دوران ہوں۔کچھ علاقوں کے سرپرست گرمی کے مہینوں میں بھی اسکول کھلے رکھنے کے لیے کہتے ہیں کیوں کہ اس دوران زیادہ گرمی کی وجہ سے باہر کھیل کود کے لیے بچوں کو نہیں بھیجا جا سکتا ہے۔کچھ ایسے بھی علاقے ہیں جہاں سرپرستوں کو یہ لگ سکتا ہے کہ فصل کی کٹائی کے دوران چھٹیاں ہوں۔تاکہ بچّے اس گھریلو پیشے میں بھی ہاتھ بٹا سکیں۔اس طرح کی تھوڑی بہت رعایتیں بچّوں کو اس دنیا سے جس میں وہ رہتے ہیں کئی ہنر مند اور بہتر چیزیں سیکھنے کی اجازت دیتی ہیں بجائے اس کے کہ مقامی باشندوں کی زندگی کے تجربوں کے بغیر کام چلائیں اور اس کی وجہ سے اس سے دور ہو جائیں۔مقامی چھٹیاں بلاک سطح پر طے کی جائیں۔اسکول کی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی اس طرح کی جانی چاہیے کہ سبھی اساتذہ کے ساتھ گاؤں یا اسکول تعلیمی کمیٹی کے رکن بھی اس میں رہیں۔اسکول گریڈ کے مطابق پڑھائی ہو یا اس میں کچھ ڈھیل ہو اس کی بھی پہلے ہی سے منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے۔

اصطلاح 'دیا ہوا وقت' ایک اہم اور لازمی حساب لگانے والا طریقہ ہے جس کے ذریعے یہ پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ بچّے مستعدی سے کتنا وقت دیتے ہیں۔ جہاں تک اوقات کے لگانے کا سوال ہے اس زمرے میں سننا، پڑھنا، لکھنا سرگرمیاں اور بحث و مباحثے وغیرہ آتے ہیں۔ اس میں اپنی باری کا انتظار کرنا، بلیک بورڈ سے نقل کرنا یا دُہرانا نہیں آتا۔ خاص کر مختلف گریڈ والی جماعتوں میں بچّوں کے لیے سیکھنے اور منصوبے والی سرگرمیوں کو اس بات کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ بچّوں کے دیے ہوئے اوقات زیادہ سے زیادہ ہوں ۔ وقت کی مدّت کو کسی بھی طرح کم نہ کیا جائے۔

طلبا کے لیے خاص طور پر جب وہ اعلیٰ گریڈ میں جاتے ہیں، نصاب اور مطالعے کی منصوبہ بندی کرتے وقت ان سے متوقع آمنے سامنے کا مطالعہ اپنے آپ پڑھنا اور ہوم ورک کا پورا پورا خیال رکھا جانا چاہیے۔

کُل ہوم ورک کے اوقات:

ابتدائی: ایک ہفتے میں دو گھنٹے

مِڈل اسکول: روزانہ ایک گھنٹہ (ہفتے میں پانچ سے چھ گھنٹے(٥ تا٦)

ثانوی اور اعلیٰ ثانوی: روزانہ دو گھنٹے (ہفتے میں دس سے بارہ گھنٹے)

اساتذہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ایک ساتھ بیٹھ کر بچّوں کو دیے گئے ہوم ورک کی مقدار کو معقول اور معیاری بنائیں۔

یہ کہنا ضروری نہیں ہے کہ اس طرح کے لچیلے رویے کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے کچھ ضروری اقدامات کیے جائیں۔سبھی معاشرے بچّوں کو مقام دیے جانے کے معاملے میں فراخ دل نہیں

باتوں کو انتظامیہ کے ذریعے سنا جانا چاہیے اور اس کے بعد اس پر عمل کیا جانا چاہیے۔ اساتذہ کو اس طرح کے فیصلوں پر مکمّل اختیار ہو اور اسکول کی فوری ضرورتوں کو پورا کرنے میں معاون ہوں۔

اساتذہ اور ان کے صدر اور پرنسپل کے درمیان رشتے برابری اور آپس میں ایک دوسرے کی عزّت کرنے پر منحصر ہونے چاہیے اور کوئی بھی فیصلہ لینے سے قبل اس پر باقاعدہ بحث و مباحثے اور تبادلۂ خیال ہونا چاہیے۔ سرگرمیوں کے سالانہ، ماہانہ اور ہفتہ وار کیلنڈر پر نظرِ ثانی اور منصوبے کے لیے اساتذہ کے باہم دیگر عمل کی ضرورت ہونی چاہیے۔ ایک ایسے ماحول کی تکمیل کی ضرورت ہے جس میں اساتذہ کے درمیان مل جُل کر کام کرنے کا جذبہ ہو۔ آپسی جھگڑوں اور نا اتفاقیوں کو دور کرنے یا حل کرنے کے لیے بھی کوئی نہ کوئی طریقۂ کار ہونا چاہیے۔

اکثر تکنیکی ذرائع جیسے ریڈیو اور ٹیلی وژن اُن کی جماعتوں میں بغیر ان کے رائے مشورے کے لگا دیے جاتے ہیں کہ وہ اس کا استعمال کرنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ یا پھر کرنا بھی جانتے ہیں یا نہیں۔ ایک بار لگ جانے سے ان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس کا استعمال کریں، اس پر ان کا کوئی کنٹرول نہیں رہتا کہ اس سے کیا نشر کیا جائے گا یا ان کی اپنی درسی منصوبہ بندی میں وہ کس طرح شامل اور معاون ہوگا۔

4.8.1 منعکس اور منصوبے کے لیے وقت

- روز کم از کم 45 منٹ کا وقت پورے دن کے کام کاج پر نظرِ ثانی کے لیے ہونا چاہیے۔ بچّوں کے بارے میں نوٹ بنانے کے لیے، اگلے دن کی تیاری کے لیے، یہ وقت اس وقت کے مطابق ہونا چاہیے جس میں وہ ہوم ورک دیکھتے ہیں۔
- فی ہفتہ کی بنیاد پر (کم از کم دو تین گھنٹے) تدریس کا جائزہ لینا چاہیے۔ مزید سرگرمیوں کو پیش کرنے اور اگلے ہفتے کے لیے اسباق کا مجموعہ تیار کرنے کے لیے۔
- ماہانہ کام کاج کی نظرِ ثانی (کم از کم ایک دِن) بچّوں کے علم (لرننگ) اور عملی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی اس جماعت کے لیے کرنی چاہیے جس کو اساتذہ پڑھاتے ہیں۔
- سال کے شروع اور آخر میں (دو یا تین دن) اسکول کے سالانہ منصوبے تیار کرنے چاہیے جن میں ایسی سرگرمیوں کے منصوبے بنیں جن میں سبھی طلبا حصّہ لے سکیں۔ مقامی چھٹیاں بھی دی جانی چاہیے۔ سالانہ پروگرام، قومی پروگرام، کھیل کود کے دن، ثقافتی پروگرام، سرپرست اور اساتذہ کی میٹنگیں بھی ہوں۔ اساتذہ کو اپنی جماعت کے لیے تفریحی سفر اسکول سے باہر تفریحی سرگرمیوں کے لیے اور کسی بھی پروجیکٹ کے لیے پروگرام بنائے جانے چاہیے جنھیں دو جماعتیں مل کر بھی کر سکتی ہیں۔ اسکول سجانے اور جماعت و اسکول کے باہر کے ماحول کو ٹھیک کرنے کے لیے ذمہّ داریاں بھی دی جاسکتی ہیں۔ جیسے پوسٹر بدلنا، پوسٹر ڈسپلے کرنا، اور بچّوں کے کام کو منظّم کرنا وغیرہ اور سماج کے ساتھ اسکولی تعلقات کے پروگرام بھی تیار کیا جانا چاہیے۔ جن میں پہلے سے کچھ مدعے طے کر لیے جائیں جیسے نام درج کرنا، جماعت میں حاضری اور اسکول کے کارِنمایاں۔
- دورانِ ملازمت تربیت سے متعلق وقت (بیس دن فی سال لازمی) کی تقسیم، اس طرح کی نظرِ ثانی، غور و خوض اور پروگراموں کے لیے کیے جاسکتے ہیں۔

زیادہ تر اسکولوں میں دِن صبح کی اسمبلی سے شروع ہوتا ہے۔ تاکہ پورا اسکول ایک ساتھ کام کی شروعات کرے۔ اس وقت کا استعمال صبح کے اخبار کی سرخیاں پڑھنے، تھوڑی سی جسمانی ورزش کرنے اور قومی ترانہ گانے کے لیے کر سکتے ہیں، دیگر چیزیں بھی اس میں شامل کی جاسکتی ہیں: مثال کے طور پر ایک ساتھ گانا یا کسی کہانی کو سنانا یا مقامی لوگوں میں سے کسی کو مدعو کرنا یا کسی باہر کے مہمان کو تقریر کے لیے مدعو کرنا یا ملکی یا مقامی سطح کے کسی اہم پروگرام پر کوئی چھوٹا موٹا پروگرام منعقد کرنا۔ جن جماعتوں کے پاس کچھ دلچسپ پروجکٹ ہوں تو اس میں پورے اسکول کی شرکت ہونی چاہیے۔ اس طرح کی سرگرمیاں روزانہ تو اسکول میں ممکن نہیں مگر پھر بھی ایک یا دو ہفتے میں صبح کی لمبی اسمبلیاں اس سلسلے میں منعقد کی جاسکتی ہیں۔ مشترکہ اسکولوں میں موضوع کے مطابق بچّوں کی جونیئر اسکول اسمبلی اور سینئر اسکول اسمبلی الگ الگ لگوائی جاسکتی ہے کسی اہم خبر کی سرخیاں جیسے مظفرآباد کا بس کا سفر، کو ایک خاص اجلاس کی شکل دے کر اس کو درسیات سے جوڑا جاسکتا ہے۔

زیادہ تر دستاویزوں میں پینتالیس (45) منٹ کے پیریڈ کو ٹائم ٹیبل میں سیکھنے سکھانے کے مقصد کو بنیادی اکائی کی شکل میں دیا گیا ہے۔ اکثر اسے تیس (30)، پینتیس (35) منٹ کا بنا دیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں درس و تدریس کا عمل ایک خانہ پُری بن کر رہ جاتا ہے۔ درحقیقت اس کا جماعت میں سیکھنے سکھانے کے عمل سے کوئی رشتہ نہیں بن پاتا۔ ایک پیریڈ عام طور پر ایک یونٹ سے کئی اسباق پر منحصر ہونا چاہیے۔

لیکن اسکول ٹائم ٹیبل میں کچھ طویل کلاس کی بھی گنجائش ہونی چاہیے۔ ایسی کلاسیز ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹے (دو پیریڈ) کی ہونی چاہیے۔ جس میں بچّے دستکاری یا فنّی کام، سرگرمیاں پروجیکٹس یا تجربہ گاہ کے کام کر سکیں۔ اس طرح کی طویل کلاسیز دیگر مختلف مضامین کے لیے بھی ضروری ہیں تاکہ طلبا ایک ساتھ بیٹھ کر ایک دوسرے کے نصاب سے متعلق باہمی گفتگو کر سکیں اور اپنی معلومات میں اضافہ کر سکیں۔ درحقیقت، مختلف کثیر جماعتی ماحول میں اساتذہ کو طلبا کے سیکھنے سکھانے کے اوقات کی بڑے ہی منظّم طریقے سے منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے۔ زبان اور علم ریاضی جیسے مضامین کی درس و تدریس کا وقت اسکول میں روزانہ طے ہو۔ کچھ ایسے مضامین ہیں جیسے علمِ ریاضی اور زبان جنھیں باقی مضامین کے مقابلے میں روزانہ پڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ فی ہفتہ ٹائم ٹیبل میں تبدیلی ہو۔ اس میں اساتذہ اپنی مرضی کے مطابق اوقات اور مضامین میں تبدیلی کر سکیں۔ اس سلسلے میں ضروری یہ ہے کہ مختلف مضامین کو سیکھنے میں لگنے والے اوقات کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔

4.8 اساتذہ کی خودمختاری اور پیشہ ورانہ آزادی

بچّوں کی مختلف ضروریات کے پیشِ نظر درس و تدریس کے ماحول کو خوش گوار اور مؤثر بنانے کے لیے اساتذہ کی خودمختاری بہت ہی ضروری ہے۔ جتنی آزادی، نرمی اور عزّت کی طلبا توقع کرتے ہیں، اساتذہ بھی اتنی ہی توقع کرتے ہیں۔ فی الحال تو انتظامیہ کا نظام مراتب اور کنٹرول امتحانات اور نصابی اصلاح کے لیے مرکزی منصوبہ بندی، یہ تمام چیزیں اساتذہ اور صدرِ مدرس کی خودمختاری میں مزاحمت پیدا کرتی ہیں۔ اگر نصاب سے متعلق آزادی ہوتی بھی ہے تو اساتذہ اُس کا کھل کر استعمال نہیں کر پاتے کیوں کہ اُن کے پاس انتظامیہ کی کچھ اس طرح کی ہدایات نہیں ہوتیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ نصاب سے متعلق انتخاب میں ان کی پوری پوری مدد کی جائے جس طرح جماعت کو لچیلا اور جمہوری بنانے کی ضرورت ہے۔ اساتذہ محض احکامات پر عمل کرنے والے نہ ہوں بلکہ ان کی جائز

انکلوسِو درجات ہفتم اور ہشتم کے بچّوں کے لیے اسی موضوع کو وسعت دینا.

سائنس: کیا کوئی بتاسکتا ہے کہ مشین کیا ہے؟ مثال نہیں‌تشریح۔ لُغت دیکھیں اور بلیك بورڈ پر معنی لکھیں،سائنسی درسی کتب یا لغت دیکھیں دونوں کے معنی کا مقابلہ کریں۔کون سی تعریف سمجھنا آسان ہے یا آپ کو کون سی بہتر لگتی ہے؟ کیا آپ اوزار ، آلہ اور ایك مشین میں فرق کر سکتے ہیں؟

سماجی سائنس: کیا کوئی یہ جاننا چاہے گا کہ پھلا پرنٹنگ پریس، ٹیلی فون ، بلب، آٹو موبائل، ریڈیو، ٹیلی وژن، گھومنے والی کرسی، سننے والے سازوسامان، کُکنگ گیس، اسٹوو، سلائی مشین، ریفریجریٹر، کمپیوٹر وغیرہ کب بنائے گئے، کس کے ذریعے اور کس ملك میں؟ سوچنے کی کوشش کریں اور بعد میں‌تلاش کریں کہ ان نئی ایجادات سے پہلے کے لوگ کس طرح رہاکرتے تھے؟کسی مشین کاہماری روز مرّہ کی زندگی میں نہ ہونے کا کیامطلب ہے؟ اس کی جگہ استعمال میں‌کیا لایا جاسکتاتھا؟

تبادلۂ خیال کا موضوع: ایجاد کی گئی مشینیں زیادہ ترکس کے ذریعے استعمال میں لائی جاتی ہیں؟ (۱) خوشحال طبقے (۲) غیرخوشحال طبقے (۳)عورتیں یامرد۔ بتائیں کیوں؟ مشینوں کا زیادہ استعمال کون کرتاہے؟ عورتیں یا مرد؟

انگریزی: مضمون کے عنوانات: ایك مشین جس نے میری زندگی بدل دی (سننے والی مشین ، گھومنے والی کرسی یا کوئی اور چیز) یا وہ مشین جو میں خریدنا چاہوں گا اور کیوں؟

پروجیکٹس: مشین جس نے ہماری زندگی بدل دی وہ مشین جو ہمارے پاس ہے یا نہیں ہے اور وقت، آرام اور قیمت کے نقطۂ نظر سے کس طرح ہماری زندگی میں اثرپذیر ہوتی ہے یا کیا آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ کیسے ایك مشین (کوئی بھی ایك) مستقبل میں اور زیادہ سُدھر سکتی ہے؟ مستقبل کے لیے ایك تصویر بنائو یا اس کے بارے میں لکھو یا اس کا نمونہ بناؤ یا ایك کار، موٹر سائیکل، بیل گاڑی، گھومنے والی کرسی کا نمونہ بناتے وقت کن باتوں کو دھیان میں رکھنا پڑتاہے۔ اس کی قوت اور جمالیاتی اپیل کو کس طرح مزید بڑھایا جاسکتاہے؟

ہفتے بھر کے موضوع کی درجہ بندی: مشینیں
(مِڈل اسکول بَشمُول درجہ پنجم اور ششم)

درجہ اوّل: کھیل ۔ جب کوئی لفظ کھیں تو دِماغ میں جتنی چیزیں آئیں لکھیں (پھر انفرادی یا اجتماعی طو رپر) فہرست پر بحث و مباحثے کریں۔

ان مشینوں کو یکسانیت کی بُنیاد پر تقسیم کریں اور تقسیم کے کسی اور طریقے پر بھی غور کریں۔ بچّے مختلف قسم کی مشینوں کی تصاویر جمع کریں یا ان کے خاکے بنائیں اور چپکا کر ایک چارٹ تیار کریں۔

درجہ دوئم : مشین کے بارے میں آپ جو بھی جاننا چاھتے ھیں ان کو سوالات کے طور پر لکھیں پھر اس کے بعد دیکھیں کہ آپ کن سوالات کے جوابات جانتے ھیں اور کن کے اچھی طرح سے نھیں جانتے۔

اساتذہ ھر ایک بچّے کو اس کے جواب ڈھونڈنے کے لیے کھہ سکتے ھیں اور وہ انھیں جوابات کے ذرائع بھی بتاسکتے ھیں جیسے کوئی مخصوص کتاب یادیگر ذرائع جیسے لوگوں سے بات چیت کرکے اپنے سوالات کے جوابات کے حل ڈھونڈنا۔ بچّوں کو ھوم ورک کے لیے یہ سوال دیا جاسکتاھے کہ کون سی مشین سب سے اچھّی ھے جسے وہ جانتے ھیں اور وجوھات بتائیے کہ کیوں یہ اتنی اچھّی ھے؟ اس طرح کے سوالات کے جوابات وہ اپنے گھر میں اپنے سرپرستوں، والدین، بھائی بھنوں ، دوستوں وغیرہ سے پوچھ سکتے ھیں۔

درجہ سوئم : بچّے ھوم ورک کے سوالات کو زیر بحث لا سکتے ھیں۔ بچّے درجہ سوئم کے سوالات کے جوابات تلاش کریں اور اپنے استاد کو دِکھائیں استاد کوبھی بچّوں سے بھی پوچھنا چاھیے کہ اگر کوئی بچّہ مشین سے متعلق کوئی نظم جانتا ھو تو وہ اُسے پیش کرے او ر اگر کوئی بچّہ نھیں جانتاھے تو استاد کو کو ئی ایسی نظم جس کا تعلق مشین سے ھو اسے بچّوں کوسکھائے۔

درجہ چھارم : درسی کتاب میں مشین کے سبق کو دیکھیں، پڑھیں اور دیکھیں کہ ھم مشین کے بارے میں کتنا جانتے ھیں۔ اس میں دیے گئے سوالات کے جواب دیں۔

درجہ پنجم : بچّے ٹپرٹرک(tipper truck)، بنا سکتے ھیں جس کے لیے وہ حوالے کی کتاب کی ھدایت کی مدد لے سکتے ھیں۔ اس سے متعلق ضروری اشیا پھلے سے جمع کر لی جائیں اور کلاس میں دستیاب ھوں۔ یا استاد درجہ چھارم کے آخر میں ایک فھرست دے سکتے ھیں تاکہ بچّے تیاّر ھو کر آئیں۔

درجہ ششم : کام مکمّل کرنے کاوقت ۔ یھاں دیاگیا مضمون مکمّل ھوتاھے اور استاد بچّوں سے کھیں کہ باقی سوالات کے جوابات وہ جماعت سے باھر خود تلاش کریں۔

- *کلسٹر کی سطح پر اساتذہ کے ماہانہ پروگرام ایسے اساتذہ پر منحصر ہو سکتے ہیں جو مختلف مضامین اور گریڈ لیول سے تعلق رکھتے ہوں اور جس میں وہ اپنے خیالات کا تبادلہ کرسکیں اور آنے والے ماہ کی تدریس کی تیاری ساتھ ساتھ کرسکیں۔*

ہے۔اسکول کا ماحول اور اساتذہ کا رویہ دراصل نظام کی بنیاد پر قائم ہے۔ اس باب میں ان ہی قابلِ توجہ نکات کی نشاندہی کر کے ان پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

5.1 معیار کے سروکار

درسیاتی اصلاحات ان وسیع کوششوں پر منحصر ہیں جو تعلیمی سرگرمیوں کے معیار میں بہتری لانے کے لیے مختلف مراحل پر کی جاسکتی ہیں۔ رائج درسیاتی صورتِ حال پر نیچے دیے گئے نکات کے اعتبار سے روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔

- علم کو اطلاع سے خلط ملط کرنے کے رُجحان کو روکا جانا چاہیے۔ کیونکہ یہ رجحان مضمون کو اوپری سطح سے نچلی سطح کی جانب منتقل کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔
- دوسروں سے علیحدہ رکھ کر بچوں کی تعلیم کو ایسے بہتر طریقۂ کار سے بدل دینا چاہیے جس میں بچوں کی صلاحیتوں کو نکھارنے اور تعلیم سے دلچسپی پیدا کرنے میں معاونت حاصل ہوسکے۔
- تعمیری عمل کو پری اسکول سطح سے اعلیٰ ثانوی سطح تک حصول علم، اقدار کے فروغ اور مختلف صلاحیتوں کی تخم ریزی کی طرح ایک تعلیمی وسیلے کی طرح دیکھنے کی ضرورت ہے۔
- طلبا کے رجحان کو ذہن میں رکھتے ہوئے نصاب کا انتخاب کیا جانا چاہیے۔ قومی تعلیمی پالیسی 1986 اور پروگرام آف ایکشن 1992 میں بیان کیے گئے لچیلے اور طریقوں کی کثرت کو یقینی بنایا جانا چاہیے۔
- اساتذہ کے تقرر، ملازمت سے قبل اس کی تربیت، دوران تدریس تربیت اور کام کرنے کی جگہ کی ماحول سازی میں 1984 کے چٹوپادھیاے کمیشن کی سفارشات کی پیروی کی جانی چاہیے جو اساتذہ کے تدریسی عمل کو پیشہ ورانہ مہارت میں تبدیل کرنے کے لیے تجویز کی گئی تھیں۔
- تعلیم کی تکنیک کو جماعت اور اساتذہ کی تربیت دونوں کے لیے معاون مواد کے طور پر دیکھا جانا چاہیے، راست تجربوں کے متبادل کے طور پر نہیں۔

یہ سفارشیں ہمارے اس بنیادی مقصد کی جانب اشارہ کرتی ہیں کہ معیار بندی ایک نظامی صفت ہے، ترسیل اور حصول کا ایک جزو محض نہیں۔ بہ الفاظ دیگر معیار کسی نظام کی اس خوبی کو منعکس کرتا ہے جس کے تحت ایسا خود کار نظم ہو کہ وہ نہ صرف خود اپنی کمزوریوں کو دور کرتا رہے بلکہ نئی صلاحیتیں بھی پیدا کرتا رہے۔ ہمارے نظام کو آج ایسی اصلاح کی ضرورت ہے جس سے وہ داخلی سخت رویے کو بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ڈھال سکے۔ 1992 کے پروگرام آف ایکشن میں یہ چیلنج نمایاں ہے جس میں زیادہ لچک کے ساتھ جدید کاری پر زور دیا گیا ہے۔ یہ چیلنج 1992 میں پروگرام آف ایکشن کی طرف سے نظام میں جدت لانے کی غرض سے زیادہ لچک لانے کی ضرورت کے مطابق ہے۔ غیر مرکوز نظام کے لیے مناسب نصابی اور تربیتی عمل ضروری ہے تاکہ اصلاح کے مقاصد اور طریقۂ کار واضح اور درست رہیں۔ نیچے درج نکات کو ترجیح دی جائے۔

- اسکولوں کو نصابی مواد سے متعلق خرید و فروخت، مقامی اداروں کے ساتھ اشتراک اور اپنے علاقے کے اسکولوں بہ شمول غیر سرکاری سے وابستہ جیسے معاملات میں خود فیصلہ لینے کا اختیار دیا جانا چاہیے۔
- نصاب اور درسی کتابیں تیار کرنے کے دوران اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ پرائمری، اپر پرائمری اور سیکنڈری سطحوں کے درمیان ربط قائم رہے۔

5.1 معیار کے سروکار

5.2 درسیات کی تجدید کے لیے اساتذہ کی تعلیم

5.3 امتحانی اصلاحات

5.4 کام مرکوز تعلیم

5.5 خیالات اور عمل میں جدّت

5.6 نئے اشتراک

باب 5 : نظامی اصلاحات

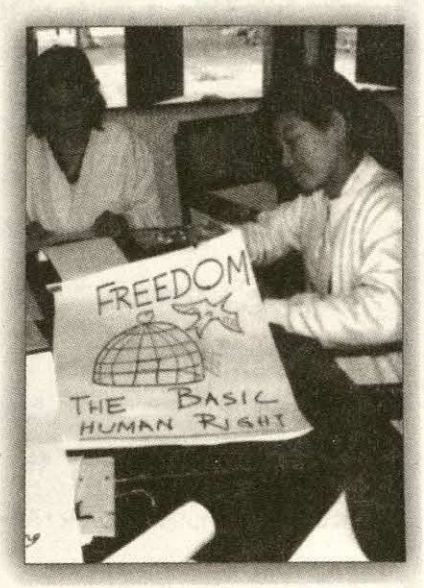

اسکولی درسیات کے لیے قومی خاکے کے جن پہلوؤں کا ذکر پچھلے ابواب میں کیا گیا ہے وہ سماجی اہمیت کے حامل تعلیمی مقاصد پر مبنی ہیں۔ یہ پہلو ایسے سیکھنے والوں پر زور دے رہے ہیں جو صرف حصول علم کی انفرادی اور اجتماعی تگ ودو میں مصروف نہ ہوں بلکہ جن کی نظر علم کے تعمیری پہلو پر بھی ہو۔ ایسے درسیاتی تصور کی حمایت اور ڈھانچے کو نظامی اصلاح کے ساتھ بحال رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ اسکولوں اور دیگر اداروں میں بچوں کے اندراج اور ان کی پڑھائی پر مثبت اثرات مرتب ہوں۔ ان میں سب سے ضروری وہ انتظامی ڈھانچے ہے جو اساتذہ کو تیار کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی نگرانی اور تدریسی رہنمائی کے ذریعے ان کے پیشہ ورانہ عمل کو سنوارتا ہے، نصابی کتابیں اور سیکھنے سے متعلق دیگر مواد، غیر مرکزیت اور پنچایتی راج ادارے، پیشہ مرکوز تعلیم اور ووکیشنل ایجوکشن اینڈ ٹریننگ (ویٹ) اور آخری مگر سب سے اہم ساختیاتی خاصیت امتحانی نظام ہے۔ درسیات دراصل اساتذہ کی منصوبہ بند تدریسی سرگرمیوں اور اُن پر بچوں کے عمل پیرا ہونے کا نام

Library

بی۔ ایڈ اور ایم۔ ایڈ جیسے اساتذہ کے لیے تربیتی پروگراموں میں اساتذہ کی اس ذمہ داری کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی ہے جس سے وہ کلاسوں میں بچوں بالخصوص سماج کے دبے کچلے اور پچھڑے ہوئے طبقوں سے تعلق رکھنے والی لڑکیوں کے لیے تعلیمی ماحول پیدا کرسکیں۔ جنسی تفریق اور خصوصی ضروریات بھی ایسا ہی ایک اور مسئلہ ہے۔ قومی درسیات کے خاکے پر نظر ثانی کے سلسلے میں موصولہ پیغامات میں سے این سی ای آر ٹی کو ایک نوجوان لڑکی کی طرف سے ایک پیغام کے ذریعے یہ رائے ملی ہے کہ لڑکیوں کے ساتھ لڑکوں کے برتاؤ کے معاملے میں لڑکوں کے اندر معلومات پیدا کرنے کے لیے ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔ ایسے خیالات سے درجے اور اسکول کی پالیسی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرکے ان کی وسعت میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

5.1.1 درسی منصوبہ بندی اور معیار کی نگرانی

اسکولی تعلیم کے درسی منصوبے کا موجودہ عمل 'اعلیٰ سطح سے نچلی سطح' کی ایک سالانہ مشقت ہے۔ اس میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ اسکول کی دوسری سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ سال بھر پڑھائے جانے والے مضامین کے اجزا کے لیے وقت کو کیسے تقسیم کیا جائے۔ یہ سارا کام ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی یا ڈائریکٹریٹ یا محکمۂ تعلیم یکسانیت کے طے شدہ معیار کے مطابق انجام دیتا ہے۔ اسکولی سطح پر منصوبہ بندی کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کوٹھاری کمیشن نے کہا ہے کہ ہر اسکول کو چاہیے کہ وہ اپنے اپنے اسکول کے لیے منصوبہ تشکیل دے اور ایک خاص وقت کے دوران اپنے ادارے کی ترقی کے لیے لائحہ عمل مرتب کرے۔

درسی منصوبہ بندی کو بامعنی بنانے کے لیے اداروں کے سربراہوں اور اساتذہ کو مشترکہ طور پر کام کرنا چاہیے۔ منصوبے کے ایک حصے میں اسکولوں کے مادی وسائل کی جدید کاری اور اصلاح شامل ہو۔ جب کہ دوسرے حصے میں طلبا کی مختلف ضروریات اور ان پر آنے والے اخراجات کا تخمینہ اور تدریسی امداد کی شمولیت ہو جو اسکول کی مجوزہ ضروریات کو پورا کرنے میں درکار ہوتی ہے۔ منصوبہ بندی کی مشق ایک ضروری عمل ہے جس کے تحت اسکول معاشرے کے بڑے حصے کی شمولیت اور تعاون حاصل کرکے بچوں کی تعلیم بہتر بناتا ہے۔ ان میں دیہی تعلیمی کمیٹیاں اور دوسری تنظیمیں شامل ہیں۔ دیہی سطح پر اسکولوں کی شمولیت سے متعلق منصوبہ بندی اور انسانی وسائل کی نشاندہی سے متعلق مائکروپلاننگ اسکولوں کو حقیقت کی بنیاد پر ہر بچے (اسکول میں نہ داخل ہونے والے اور ہر بچے کی مخصوص ضروریات اور حاضری کا طریقہ کار) کے لیے منصوبہ ترتیب دینے کے قابل بناتا ہے۔ اسکولوں کو منصوبہ ترتیب دینے اور انھیں عملی جامہ پہنانے اور زیادہ سے زیادہ اختیارات دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مالیات، دیگر نظم وضبط اور اخراجات کے معاملات میں نرمی برتی جانی چاہیے۔

ضرورت ایسا نظام تیار کرنے کی ہے جس میں محض صوبائی اور مرکزی سطح پر آنے والی فی یونٹ لاگت پر ہی توجہ نہ صرف کی گئی ہو بلکہ جس میں نچلی سطح کی معقول اور وسیع نمائندگی ممکن ہوسکے۔ اس کے بعد ہی اسکولوں اور اساتذہ کی 'خود اختیاری' اور 'انتخاب' اور طلبا کی ضروریات کے لیے ان کی ذمہ داریاں بارآور ہوسکیں گی۔ منصوبہ بندی کے لیے وسیع ڈھانچہ کلسٹر (Cluster) اور بلاک سطح پر اسکولوں سے شروع ہوتا ہے۔ ان اسکولوں میں توجہ طلب پہلوؤں کو یکے بعد دیگرے مرکزیت حاصل ہو جس سے ضلعی سطح پر جائز منصوبہ ترتیب دیا جاسکے اس کے بعد ہی ہدف کو مقرر کرنا، منصوبہ ترتیب دینا اور منصوبہ ترتیب دینے کے لیے ذمہ دار بننا ممکن ہوسکتا ہے۔

- ایسا ڈھانچہ قائم کیا جانا چاہیے جو اسکولی اساتذہ اور موضوع کے ماہرین کو ایک ساتھ کام کر کے نصاب اور درسی کتابوں کے مواد میں مثبت تبدیلی لانے کے قابل بنائے۔
- ایسا ماحول پیدا کیا جانا چاہیے کہ مقامی سطح پر قائم نمائندہ ادارے اساتذہ کے شانہ بشانہ کام کر کے قابلیت اور صلاحیت میں اضافہ کریں۔
- فیصلہ لینے کے مجاز اداروں اور غیر سرکاری اداروں کے درمیان باہمی ربط۔
- نظام کے مختلف ڈھانچوں اور فیصلہ لینے کے مختلف مراحل کے درمیان مواصلات اور شفافیت کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔

معیار نہ صرف قابلیت کا محاکمہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے بلکہ اس کا ایک اقداری پہلو بھی ہے۔ تعلیم کا معیار بہتر بنانے کی کوشش اسی صورت میں کامیاب ہوسکتی ہے جب اس کے ساتھ ساتھ مساوات اور سماجی انصاف کو فروغ دینے کے اقدامات کیے جائیں۔ کثیر ذیلی نظام اور اسکولوں کی الگ الگ نوعیت ہونے کی وجہ سے مجموعی طور پر اسکولی نظام پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ طلبا کے چھوٹے گروپ کو ہی سماج کے باشعور طبقے کی توجہ حاصل ہو پاتی ہے جب کہ توقع یہ کی جاتی ہے کہ اسکولی نظام کے ذریعے سبھی شعبوں میں تعلیم کا فروغ ہو۔ قومی درسیات کا خاکہ تیار کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ ملک کے مختلف علاقوں کے اسکولی نظام کے ذریعے تمام شعبوں میں تعلیم کا فروغ ہو۔ یہ بھی یقینی بنایا جائے کہ جب الگ الگ ماحول سے طلبا ایک ساتھ تعلیم حاصل کریں تو اس سے تدریسی پہلو میں بہتری تو آئے ہی اسکول کا ماحول بھی بہتر ہو۔ اگر درسیاتی بصیرت نظریہ (لچیلا، حوالہ جاتی اور کثیر جہتی) جو اس دستاویز میں موجود ہے عام اسکولی نظام کی بنیاد فراہم کرے تو ایک قومی تعلیمی نظام قائم ہوگا اور اس حقیقت کی تعمیر ممکن ہوگی جس میں کن ہی دو اسکولوں کے درمیان کوئی فرق نہ ہوگا۔ درسیات کی منصوبہ بندی کے ایک مقصد کے طور پر جہاں سماجی انصاف کے کئی پہلو شامل ہیں تو وہاں کئی باریک پہلو بھی شامل ہیں۔ ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ تعلیم کی اجتماعی شناخت کو یقینی بنانے کے لیے خاص کوششوں کی ضرورت ہے۔ مذہبی اور لسانی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کے لیے آئین کے مطابق خاص توجہ اور خصوصی رعایتوں کی ضرورت ہے۔ کئی درج فہرست قبائل کی زبانوں کے معاملے میں کچھ ریاستوں نے بچوں کو چھوٹی عمر میں ہی اپنی مادری زبان میں تعلیم دینے کے تعلق سے قابل تعریف کام کیا ہے۔ اساتذہ کو ایک سے زیادہ زبان میں ماہر بنانے کے لیے اسی طرح کے مزید اقدامات کی ضرورت ہے۔ بالکل اسی طرح دینی مدارس کے تعلیمی نصاب کو بہتر بنانے کے لیے مناسب حکمت عملی اپنانے کی بھی ضرورت ہے۔

درسیاتی پالیسی کا ایک خاص مقصد ہونے کے باوجود سماجی انصاف بطور درسیاتی پالیسی، سماجی انصاف کے گہرے الجھاوے ایک اور چیلنج ہے۔

ان پیچیدگیوں کا تعلق نصاب تیار کرنے والوں، درسی کتب لکھنے والوں اور اساتذہ کی بیدار مغزی۔ صلاحیت لچک اور تخیلی اشتراک سے ہے۔

تعلیم کو ایک تربیتی تجربہ بنائے رکھنے کے لیے سماجی اقتصادی اور تہذیبی پس منظر کے امتیاز سے صرف نظر کرتے ہوئے اساتذہ کی تعلیم و تربیت، درسیاتی خاکہ اور نصابی کتابوں کی تیاری پر توجہ اور مستحکم اقدامات کی ضرورت ہے۔

لائبریری، تکنیکی تعلیم اور پیشہ ورانہ تعلیم شامل ہے۔ تمام ریاستی سرکاروں نے پنچایتی راج قانون بنائے ہیں جس سے غیر مرکوز جمہوریت اور ترقی سے متعلق آئینی اختیار کی حقیقت نمایاں ہوگئی ہے۔

غیر واضح سرگرمیاں اور عمل کی تکرار

ملک میں کئی صوبوں نے پنچایتی راج کے مختلف سطحوں پر نافذ کرنے کے لیے کئی کاموں اور سرگرمیوں کی نشاندہی کی ہے۔ کئی ریاستوں میں ہر سطح پر پنچایتی راج اداروں کو مختلف کام سپرد کیے گئے ہیں۔ جبکہ یہ ادارے خاص طور پر تعلقہ اور گرام پنچایت عملی طور پر کچھ ہی کام انجام دیتے ہیں۔ کچھ صوبوں میں تعلقہ اور گرام پنچایتیں تنخواہ تقسیم کرنے کو چھوڑ کر تعلیم، صحت، عورتوں اور بچوں کی بہبود کے میدان میں شاید ہی کوئی قابلِ ذکر کام انجام دیتی ہوں۔ اس کے علاوہ مختلف سطحوں پر ان کی سرگرمیاں غیر واضح ہیں اور ان میں عمل کی تکرار بھی ہے۔ یہ غیر واضح سرگرمیاں اکثر تینوں سطحوں خصوصاً منصوبہ سازی کون کرتا ہے؟ فیصلے کون کرتا ہے؟ انتخاب کون کرتا ہے؟ اور کون منظوری دیتا ہے، پیسے کون دیتا ہے، نافذ کون کرتا ہے، کے درمیان تصادم کا سبب بن جاتی ہیں۔

امدادی اصول

امدادی اصول پنچایتی راج کی پختہ بنیاد ہے۔ امدادی اصول اس بات کو طے کرتا ہے کہ کسی خاص سطح پر جو کچھ خوش اسلوبی سے کیا جاسکتا ہے وہ اسی سطح پر کیا جانا چاہیے نہ کہ اس سے اعلیٰ سطح پر۔ جو کام نچلی سطح پر بخوبی ہوسکتا ہے وہ اسی سطح پر کیا جانا چاہیے۔ یہ عمل ان کاموں کا حقیقی تجزیہ کرتا ہے جو پنچایتی راج اداروں کے مختلف سطحوں پر کار آمد ہوتا ہے۔ پنچایتی راج اداروں کی مختلف سطحوں کے لیے تفویض کیے جانے والے کام اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان امور پر خرچ ہونے والی رقم ہر سطح پر میسر ہوتی ہے تاکہ یہ کام کسی دشواری کے بغیر صحیح انجام پائیں۔

پنچایتی راج کو تقویت دینا

پنچایتی راج کو وسعت دیتے ہوئے صوبائی سطح پر ضلعی حرف شناسی کمیٹیاں، ضلعی بنیادی تعلیمی پروگرام کمیٹیاں، صوبائی سطح پر قائم، سب کو تعلیم، تحریک کمیٹیاں اور تعلقہ اور دیہی سطح پر اسی طرح کی کمیٹیوں کی تشکیل سے پنچایتی راج اداروں کی قوتیں کافی حد تک کمزور ہوئی ہیں۔ مختلف سیکٹروں میں یہ متوازی تنظیمیں کثیر تعداد میں وجود میں آچکی ہیں۔ ہر گاؤں میں دیہی تعلیمی کمیٹی، واٹر شیڈ کمیٹی، دیہی بہبود کمیٹی، جنگلات کے تحفظ کی کمیٹی، صارفین پانی کی تنظیمیں وغیرہ۔ مذکورہ بالا کمیٹیوں میں سے کوئی بھی پنچایت کے سامنے جواب وہ نہیں ہے۔ یہ تمام تنظیمیں امداد دینے والی خارجی ایجنسیوں سے موٹی موٹی رقوم وصول کرتی ہیں اور ان تنظیموں پر گاؤں میں رہنے والے لوگوں کا پورا پورا غلبہ ہوتا ہے۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ پنچایتی راج کے کام کاج میں درج ذیل مسائل کا سامنا ہے۔

- پنچایتی راج کی مختلف سطحوں پر ہونے والے کام اور ان امور کے لیے منظور شدہ رقوم کے درمیان کوئی مطابقت نہیں ہوتی۔
- دیہی سطح پر متوازی کمیٹیاں تشکیل دینے کا رجحان جمہوری بنیادوں پر منتخبہ اداروں کو کمزور کر دیتی ہیں۔ اس طرح جمہوری بنیاد پر منتخبہ جماعتوں کا مرتبہ کم ہو جاتا ہے اور لوگوں کا مقامی منصوبہ بندی میں حصہ لینے پر ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

پچھلے برسوں میں بلاک اور ضلعی سطح پر ایسے اعداد وشمار رکھنے کا زور بڑھتا ہے جس میں اسکول میں داخلہ لینے والے، اسکول

5.1.2 اسکولوں میں درسیاتی رہنمائی اور نگرانی

ہیڈ ماسٹروں کا کردار اپنے اسکولوں میں درسیاتی رہنمائی مہیا کرنے میں استعمال ہوتا ہے اسے ابھی مناسب طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت بڑے پیمانے پر انتظامی کی حیثیت سے ہیں۔ لیکن وہ اپنے اختیارات کا پورا استعمال نہیں کرتے۔ وہ اسکول میں معمول کے کام کاج کو بھی یقینی نہیں بناتے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ نہ ہی انھیں اسکولی درسیات کے لیے کوئی فیصلہ لینے کا اختیار ہوتا ہے اور نہ ہی ان میں اس کی صلاحیت ہوتی ہے۔ ہیڈ ماسٹروں اور اساتذہ کو اس کی پہچان کرنی چاہیے کہ انھیں اپنے اسکولوں کے لیے کس طرح کے تعاون کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کلسٹر اور بلاک سطح پر اسکولوں کا دورہ کرکے وہاں جاری تربیتی سرگرمیوں کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے رہنا چاہیے۔ ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ ماسٹروں کا گروہ جو کردار اسکول میں ادا کرسکتا ہے اسے نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں تربیت پر توجہ دینا چاہیے۔

معیار کی بہتری اور ماحولیات، صحت وغیرہ جیسے سماجی سروکاروں کے فروغ کے لیے آج کل اسکولوں پر توجہ دینے پر زور ہے۔ ہیڈ ماسٹروں کے پاس کئی ایسے پروگرام ہوتے ہیں جن کے لیے انھیں انتظام کرنے اور ان میں حصہ لینے کے لیے کہا جاتا ہے۔ ان پروگراموں میں مقاصد اور طریقۂ کار کے بارے میں کوئی واضح حکمت عملی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے ان پروگراموں کا عمل مبہم ہوجاتا ہے یہ ضروری ہے کہ اسکولی سطح کی عملی منصوبہ بندی کے لیے فیصلہ کرنے والوں میں اساتذہ کو بھی شامل کیا جائے۔ اس کے بعد طے کیے گئے پروگراموں کو کلسٹر اور بلاک سطح پر چلایا جاسکتا ہے۔

روایتی اعتبار سے اسکولوں کی نگرانی کا کام انسپکٹر نظام کے تحت کیا جاتا رہا ہے۔ اس نظام نے اساتذہ کی درسی اعتبار سے مدد کرنے کے بجائے حکام کی بالادستی کی آبیاری کی ہے۔ اسکول انسپکٹر کئی کام انجام دیتے ہیں جن میں ان کے حد اختیار میں آنے والے اسکولوں کا دورہ کرنا بھی شامل ہے۔ معائنے کے دوران اساتذہ اور طالبِ علم سزا کے خوف سے بنیادی حقیقت کو چھپا کر اسکول کی صرف مثبت تصویر پیش کرتے ہیں جو نگرانی کی اہمیت کو کم کرکے اسے پولس جیسی کارروائی میں بدل دیتی ہے۔ معیار نگرانی کو ایک ایسا عمل تصور کرنا چاہیے جو ایک خاص جماعت کے پس منظر میں سیکھنے اور سکھانے کے کام کو تعمیری جیت فراہم کرسکے۔ تجزیہ مقاصد کی روشنی میں کیا جانا چاہیے۔ نگرانی کا عمل ایسا ہونا چاہیے جو کلاس روم میں سیکھنے اور سکھانے کے ماحول میں مختلف اسکولوں کے ساتھ رابطے کی برقراری کو یقینی بنائے۔ مقاصد، معیار اور عملی مفہوم میں نگرانی کے نظام کو کافی غور و فکر کے ساتھ نافذ کیا جانا چاہیے تاکہ مثبت نتیجے حاصل کیے جاسکیں۔ یہ عمل جماعت کے دائرے میں رہتے ہوئے آموزش کے عمل کو انفرادی طور پر اسکول کے درمیان باہمی روابط فراہم کرے گا۔

5.1.3 پنچایت اور تعلیم

آئین کی 73 ویں ترمیم کے ذریعے قائم کیا گیا سہ سطحی پنچایتی راج نظام ملک میں گاؤں، تعلقہ اور ضلع سطحوں پر منتخبہ اداروں کے ساتھ لوگوں کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ سوچیں، سمجھیں اور فیصلہ لے کر اپنے اجتماعی مفاد کے لیے کام کرسکیں۔ لوگوں کو ترقیاتی کاموں میں بھرپور حصہ لینے کے مواقع فراہم ہوں اور ریاست میں دیہی ترقی کے پروگراموں کی عمل آوری یقینی بن جائے۔ نیز اقتصادی اور سماجی برابری کے پروگرام کی ترقی میں بھی مدد ملے۔ 73 ویں آئینی ترمیم نے پنچایت کو منتقل کرنے کے لیے ایسے 29 نکات کی نشاندہی کی ہے جن میں پرائمری اور سیکنڈری تعلیم، تعلیم بالغاں، غیر رسمی تعلیم،

5.2.1 اساتذہ کی تربیت کے موجودہ سروکار

آج کل اساتذہ کے تعلیمی پروگرام انھیں اس نظام میں ڈھالنے کی تربیت دیتے ہیں جس میں تعلیم اطلاعات کی ترسیل کا ایک ذریعہ مانا جاتا ہے۔ اساتذہ کی تربیت کے ساتھ ساتھ نصابی اصلاحات کے حوالے سے کوششوں کی اس انداز سے حمایت نہیں کی گئی ہے جس انداز میں کرنی چاہیے تھی۔ بڑے پیمانے پر نیم تربیت یافتہ اساتذہ کی تقرری سے اساتذہ کی پیشہ ورانہ شناخت پر منفی اثر پڑا ہے۔ 1990 کے وسط میں ہوئی پیش رفت نے اساتذہ کو ملازمت کے دوران تربیت دینے پر زور دیا ہے۔ اس عمل نے قبل از ملازمت اور ملازمت کے دوران اساتذہ کی تعلیم کی تفریق میں اضافہ کیا ہے ابتدائی، اعلیٰ ابتدائی اور ثانوی درجات کرنے کے لیے بڑے مراکز سے الگ رہ گئے۔ اوران کی پیشہ ورنشو ونما نہیں ہو پائی۔

اساتذہ کی موجودہ تربیت کے پروگراموں میں نئے خیالات اور اسکولوں اور سماج کے درمیان تعلقات کی طرف توجہ نہیں دی گئی ہے۔ نیز اس میں نئے طرح کے تعلیمی تجربات کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ اساتذہ کی تربیت کے عملی تجربات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ درسیات میں علم کو 'حاصل شدہ' مان لیا جاتا ہے اور اسے اس پر کوئی سوال نہیں اٹھایا جاتا۔ درسیات، نصاب اور نصابی کتب کا تجزیہ نہ تو طالب علم۔ اساتذہ کے ذریعے ہوتا ہے نہ دوسرے اساتذہ کے ذریعے اساتذہ کی زبان دان کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ اساتذہ کے موجودہ تربیتی پروگرام درسیات میں زبان کی مرکزی حیثیت کو نہیں سمجھتے۔ ایسا سمجھ لیا جاتا ہے کہ پروگرام کے دوران ہدایتی نمونوں اور مخصوص مضمون کی تعلیم کے درمیان خود بخود ربط پیدا ہو جائے گا۔ اساتذہ کے بیشتر تربیتی پروگرام زیر تربیت اساتذہ کے لیے معمولی مواقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ اپنے تجربات کا اظہار کریں جس سے اساتذہ کی تبدیلی کے نمائندے کی حیثیت مجروح ہوتی ہے۔

5.2.2 اساتذہ کی تربیت سے متعلق نظریات

اساتذہ کی تربیت کو اسکولی نظام کے مطالبات کے تئیں مزید حساس ہونا چاہیے۔ اس کے لیے اساتذہ کو درج ذیل کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہونا ہوگا۔

- ان کو حوصلہ مند، تعاون اور انسانیت کا حامل ہونا چاہیے تاکہ ان کی مدد سے طلبا ایک ذمے دار شہری کی حیثیت سے اپنی صلاحیتوں کی نشو ونما، جسمانی اور ذہنی امکانات کی تحصیل، کردار سازی اور انسانی اقدار کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- انھیں ایسے گروہ کا سرگرم رکن ہونا چاہیے جو نصاب کی تجدید کی شعوری کوششوں میں مصروف ہوں تاکہ تبدیل ہوتی ہوئی سماجی ضروریات اور طلبا کی ذاتی ضروریات میں مطابقت پیدا کر سکیں۔

اس نظریے پر توجہ دیتے ہوئے اساتذہ کی تربیت میں مندرجہ ذیل نکات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے:

- آموزش کس طرح ہوتی ہے اسے سمجھنا اور اس کے مطابق ماحول سازی۔
- علم کو ذاتی تجربے کی شکل میں دیکھنا جو تدریسی تعلیم کے مشترکہ عملی تجربے کی شکل میں حاصل ہو نہ کہ نصابی کتب کی ظاہری شکل میں۔
- ان سماجی، پیشہ وارانہ اور انتظامی پس منظر کے لیے حساس ہونا جن میں انھیں کام انجام دینا پڑتا ہے۔
- ایسی مہارت پیدا کرنا جس میں نہ صرف حقیقی حالات کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو بلکہ وہ ایسے حالات کی تشکیل بھی کر سکے۔
- زبان کی اچھی فہم اور اس میں استعداد۔

چھوڑنے والے اور ان کارناموں کے اعداد وشمار شامل ہیں۔ اسکول کے وسیع انتظام کے لحاظ سے بھی ان کا استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح اسکولوں پر ایسے اعداد وشمار جمع کرنے کا غیر ضروری دباؤ بڑھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسکول کی کارکردگی میں تعداد کی اہمیت بڑھی ہے جب کہ درسی منصوبہ بندی اور درمیان کے تفاعل کے طریقۂ عمل کو جوڑنے کی سمت کچھ خاص کام نہیں ہوئے ہیں۔

اب لگ بھگ ہر ضلع میں اسکولوں اور اساتذہ کو دکھائے ہوئے راستے کے ذریعے نگاہ رکھنے کے لیے بلاک رسورس سینٹر قائم کیے گئے ہیں۔ تربیت دینے کے لیے ضلعی سطح پر، ڈائیٹ (DIET) کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ تعداد سے متعلق کسی بات کا صاف طور سے واضح نہ ہونا اور مختلف کاموں کا ایک دوسرے کے ساتھ گھل مل جانا اداروں کے کام کاج کو متاثر کرتا ہے۔ رسورس سینٹروں پر کام کرنے والے افراد کو اکثر اعداد و شمار جمع کرنے کا کام سپرد کیا جاتا ہے۔ اسکولی سطح پر درسی منصوبہ بندی کے نظام میں اساتذہ کی تخلیقی اور دیگر درسی سرگرمیوں کے لیے یہ ضروری ہے کے بلاک رسورس سینٹروں اور کلسٹر رسورس سینٹروں کو وسعت دی جائے تاکہ طلبا کی ضروریات پوری ہوجائیں۔ ان مراکز پر کام کرنے والے خصوصی ماہرین (Resource Person) کے کام کو واضح کرنا بھی ضروری ہوگا جس کی بنیاد پر اپنی قابلیت بڑھا سکیں اور مختلف مضامین کی جانکاری اور تربیت کے کام آزادانہ طور پر انجام دے سکیں۔ کسی دوسری جگہ پر منعقد کی گئی ورکشاپ کے بجائے ان ورکشاپوں پر زور دیا جانا چاہیے جو مقامی ضروریات کے مطابق ہوں، اسکولوں کا دورہ کرنے کے لیے ضابطے وضع کیے جائیں۔ اسی طرح منظّم طریقے سے نگرانی کے لیے رہنما خطوط ترتیب دیے جائیں۔ اس کے علاوہ بازرسی اور تدریسی تعاون کو بھی فروغ دیا جاسکے۔ رسورس سینٹروں کی طرف سے انجام دیے گئے کام کو مختلف سطحوں پر مربوط کرنے کے لیے ادارہ جاتی میکانیت کی بھی ضرورت ہے۔ اسکول کی بنیاد پر اساتذہ کے لیے مستحکم تدریسی امداد یقینی بنانے کے لیے دیہی، کلسٹر اور بلاک سطح پر خصوصی ماہرین کی نشاندہی کرکے کام پر لگانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح شہری علاقوں میں بھی اساتذہ کے لیے ایسے وسائل پیدا کرنے کی ضرورت ہے جن کی مدد سے اساتذہ کے خیالات اور سوچ میں جدّت اور بہتری پیدا کی جاسکے۔ یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ اس طرح کی مدد بلاک کلسٹر سطح پر تیار کی جائے اور پھر انھیں اساتذہ کی رائج امداد کے پروگرام سے جوڑ کر ان کے لیے رقوم دستیاب کرائی جائیں۔

5.2 درسیات کی تجدید کے لیے اساتذہ کی تعلیم

1960 کی دہائی سے اگرچہ اساتذہ کو پیشہ ورانہ طور پر تیار کرنا ایک ضروری کام تسلیم کیا گیا ہے لیکن سچ تو یہ ہے کہ بنیادی حقیقت ابھی بھی قابل غور ہے۔ کوٹھاری کمیشن (1964-66) نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اساتذہ کی تعلیم کو خصوصی درسی عمل کے دائرے میں لایا جانا چاہیے۔ لیکن اساتذہ کی تربیت کے مراکز ابھی بھی تنگ نظری کے شکار ہیں۔ چٹو پادھیائے کمیٹی (1983-85) نے یہ سفارش کی تھی کہ بارھویں جماعت کے امتحانات پاس کرنے کے بعد ثانوی اسکولوں کے اساتذہ کے لیے تربیت کی میعاد پانچ سال کی ہونی چاہیے۔ کمیشن نے یہ مشورہ بھی دیا کہ سائنس اور آرٹس کالجوں کو چاہیے کہ وہ ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ بھی قائم کریں تاکہ طلبا اساتذہ کی تربیت کو بحیثیت ایک مضمون منتخب کرسکیں۔ 1993 میں 'آموزش بغیر بوجھ کے' نامی یش پال کمیٹی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ''ان پروگراموں میں اس بات پر زور دیا جانا چاہیے کہ زیر تربیت اساتذہ خود سیکھنے اور آزادانہ طور پر سوچنے کے قابل ہوجائیں''۔

پڑھایا جاتا ہے جس سے ان کے مقاصد کی معقول وضاحت نہیں ہو پاتی۔ ظاہر ہے کہ تربیت دینے والے جو اساتذہ ان خیالات کو زیر تربیت اساتذہ۔ طالب علموں کے سامنے پیش کرتے ہیں انھوں نے ان خیالات کو پڑھا اور رٹا تو ہوتا ہے لیکن شاید ہی کبھی اس کے استعمال کی نوبت آتی ہو۔ باہمی عمل دراصل ذاتی تجربوں پر منحصر عمل ہے جس میں استاد اپنے علم کو اپنے طریقے سے اپنے وجود کا حصہ بناتا ہے۔

- اساتذہ کے کردار میں ایک بڑی تبدیلی آئی ہے۔ ابھی تک اُسے علم کے منبع کے طور پر مرکزی مقام حاصل رہا ہے۔ وہ سیکھنے سکھانے کی سرگرمیوں کا محافظ اور منتظم رہا ہے اور درسیات یا دیگر شعبہ جاتی احکامات کے ذریعے سپرد کیے گئے تعلیمی اور انتظامی ذمے داریوں کو پورا کرنے والا رہا ہے۔ اب اس کا کردار علم کے منبع کے بدلے ایک معاون کی ہوگی جو اطلاعات کو علم میں بدلنے کے عمل میں مختلف وسائل سے طالب علموں کو ان کے تعلیمی مقاصد کی تکمیل میں مدد کرے۔
- ایک اور اہم تبدیلی تعلیم کے تصور سے متعلق ہے، جس میں علم حقیقی تجربات، مشاہدات اور تصدیق پر مبنی ایک مسلسل عمل ہے۔ اساتذہ کی تربیت میں علم کا عنصر حقیقتاً تعلیم کے وسیع میدانوں سے لیا جاتا ہے اور اسے اسی طرح پیش کیے جانے کی ضرورت ہے۔ اساتذہ کی تربیت کی بنیاد میں وسعت ہونی چاہیے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تعلیم کے نقطۂ نظر سے کوششیں کی جائیں نہ کہ متعلقہ بندشوں کے اصولی خیالات کا تعلیم کے مقاصد کے ساتھ محض ذکر کر دیا جائے۔
- تعلیمی معاملے میں اساتذہ کی تدریس میں علم کثیر جہتی ہو۔ بہ الفاظ دیگر اساتذہ کی تربیت میں اصولی باتوں کو اس طرح پیش کیے جانے کی ضرورت ہے کہ وہ تعلیمی واقعات کا ذکر عمل، کوشش، ردعمل اور واقعات کے تجزیوں کے ساتھ کرے۔
- اس طرح کے تربیتی پروگرام سے اصول اور عمل کو دو الگ الگ شکلوں میں دیکھنے کے بجائے مشترکہ شکل میں دیکھنے کا موقع ملے گا۔ یہ طالب علم استاد کو اپنے منتخب کیے ہوئے میدان میں ناقدانہ صلاحیت کی نشوونما کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اس عمل سے گزرتے ہوئے اساتذہ تدریسی ماحول کے تئیں زیادہ حساس ہوں گے۔ وہ موجودہ نظام میں موافقت کوشش کے بجائے اصلاح کی بات کریں۔

ایک اور بڑی تبدیلی تعلیمی عمل پر سماجی حوالوں کے اثرات کی فہم سے متعلق ہے۔

- آموزش وسیع معنوں میں ان سماجی ماحول سے اثر قبول کرتی ہے جن سے اساتذہ اور طلبا کا تعلق ہوتا ہے۔ تعلیم کے عمل پر اسکول اور کلاس کے سماجی ماحول کا گہرا اثر پڑتا ہے یہاں تک کہ مکمل تعلیمی نظام متاثر ہو جاتا ہے۔ اس کو ذہن میں رکھ کر نفسیاتی پہلو سے انفرادی طلبا کی توجہ ہٹا کر اس کے سماجی، تہذیبی، معاشی اور سیاسی پس منظر پر توجہ دی جائے۔
- مختلف حوالوں سے آموزش میں وسعت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکول کی تعلیم پر خارجی سماجی حوالوں کا اثر اس میں وسعت کا سبب ہوسکتا ہے۔
- اساتذہ کے تربیتی پروگراموں میں ہم عصر ہندوستانی سماج کے مسائل اور تفکرات، اس کا کثیر رخی مزاج اور

اساتذہ کے لیے ضروری تیاری

- بچوں کا خیال اور ان کے ساتھ شفقت کا برتاؤ۔
- سماجی، تہذیبی اور سیاسی تناظر میں بچوں کو سمجھنا۔
- ہمیشہ قبول کرنے اور سیکھنے کی صلاحیت ہو۔
- غوروفکر کے مسلسل عمل کی حیثیت سے ذاتی تجربات اور علم پیدا کرنے اور سیکھنے کے عمل میں معنی تلاش کرنا۔ سماج کے تئیں اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور بہتر دنیا کے لیے کام کریں۔
- علم کو نصابی کتابوں میں مقید خارجی حقیقت نہ سمجھنا بلکہ ذاتی تجربات اور درس و تدریسی ماحول میں علمی تعمیر دیکھنا۔
- سماج کے تئیں اپنی ذمے داری کو سمجھیں اور دنیا کی بہتری کے لیے کام کریں۔
- تعمیری کام کی اہمیت کو سمجھیں اور جماعت کے اندر اور باہر عملی تجربہ فراہم کرنے کے لیے کام کو تعلیم کا ذریعہ بنائیں۔
- 'درسیاتی خاکہ' اس کی پالیسیوں کے نفاذ اور متن کا تجزیہ کرنا۔

- اپنی امیدوں، ذہانت، صلاحیتوں اور رجحانوں کی شناخت۔
- مخصوص حالات میں استاد کی حیثیت سے پیشہ ورانہ رویہ اختیار کرنے کی کوشش کرنا۔
- احتساب کو تعلیم کے مسلسل عمل کی شکل میں دیکھنا۔
- آرٹ کی تعلیم کے ذریعے طلبا میں اور جمالیات کی فہم پیدا کرنا۔
- عام بچوں کی (بشمول اُن کے جو معذور ہیں یا جنھیں حاشیے پر رکھ دیا گیا ہے) درسی ضروریات کو سمجھنا۔
- تبدیل شدہ نظریات کے پس منظر میں یہ ضروری ہے کہ اساتذہ میں پیشہ ورانہ مہارت کے فروغ کے لیے ان کی تربیت کے داخلی ماڈل کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
- مشورہ دینے کی مہارت اور صلاحیتوں کو فروغ دیں تاکہ وہ بچوں کے روزمرہ کے مسائل کو ان کی تعلیمی، ذاتی اور سماجی حالات کے پس منظر میں حل کر سکے۔
- عملی شکل مختلف مضامین کا علم حاصل کرنے متفرق اقدار کا علم اور مہارتوں کے فروغ کے لیے تعلیم دینے کا طریقہ سیکھنا۔

5.2.3 اساتذہ کی تربیت کے پروگرام میں تبدیلی کے اہم نکات

- طلبا کی ضروریات کی سمجھ کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے۔ طلبا کو تدریسی عمل میں سرگرم حصے دار کی حیثیت سے دیکھنا چاہیے نہ کہ محض غیر متحرک کی شکل میں۔ علم کو طے شدہ نہ مان کر براہ راست ذاتی تجربوں سے اخذ مانا جانا چاہیے۔ درسیات کا خاکہ اس طرح ترتیب دیا جائے کہ اساتذہ کو طالب علموں کو کھیلتے اور کام کرتے ہوئے راست دیکھنے کا موقع ملے۔ طلبا کے سوالوں کو سمجھنے اور فطری اور سماجی واقعات کا مشاہدہ کرنے میں مدد کرنے والے کام مل سکیں۔ بچوں میں غوروفکر کی صلاحیت کو فروغ حاصل ہو اور ان کی باتیں خوش گوار ماحول میں سننے کے مواقع ملیں۔
- سیکھنے کے عمل کو باہمی حصے داری کے اس عمل کی شکل میں دیکھا جانا چاہیے جو دوسرے طلبا اور وسیع سماجی اشتراک یا سارے ملک کے مشترکہ سماج پس منظر کے درمیان استوار ہوتا ہے۔ اکثر گاندھی، ٹیگور، شری اربندو، گیجو بھائی، جے کرشنا مورتی، ڈیوی اور دیگر عظیم ماہرین تعلیم کے خیالات کو بغیر ضروری حوالوں کے جستہ جستہ

استعمال کرنے سے اعتماد حاصل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس طریقے سے تعلیم کو معیاری بنانے میں دوسرے اساتذہ سے پیشہ ورانہ طور پر مشورہ کر کے اپنی معلومات کی تجدید کاری میں مدد ملتی ہے۔

1964-66 کے ایجوکیشن کمیشن نے سفارش کی ہے یونیورسٹیاں اور اساتذہ کی تنظیمیں ملازمت کے دوران تربیت کے ایسے لائحہ عمل ترتیب دیں جن کے ذریعے ہر استاد کو پانچ برسوں میں ایک بار کم سے کم دو سے تین مہینے کی تربیت کا موقع ملے، اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ اس طرح کا لائحہ عمل تحقیقی بنیاد پر ترتیب دیا جانا چاہیے۔ اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ تربیتی ادارے سال بھر ایسے پروگراموں کا مثلاً ریفریشر کورسز، سمیناروں، ورکشاپوں اور سمر اسکولوں کا اہتمام کریں۔ اساتذہ کے قومی کمیشن کی رپورٹ (1983-85) کے مطابق اساتذہ کے ایسے مراکز قائم کرنے کی تجویز تھی جس میں باہمی طور پر مل کر اپنی صلاحیتوں میں اضافہ اور اپنے تجربات پر تبادلہ خیال کر سکیں۔ کمیشن نے یہ تجویز بھی رکھی تھی کہ اساتذہ 'رخصت برائے تعلیم' لے کر ان مراکز پر جائیں۔ قومی تعلیمی پالیسی (1986) نے قبل از ملازمت اور دورانِ ملازمت اساتذہ کے تعلیمی نظام کو آپس میں جوڑ دیا جس سے ضلعی ادارہ برائے تعلیم وتربیت (DIET)، دوسو پچاس تعلیمی کالجوں کا درجہ بڑھا کر اساتذہ کے لیے تربیتی کالج (CTE)، اعلیٰ تربیت کے پچاس ادارے (IASE) اور صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT) کو مضبوط بنانے کی بات کی ہے۔ اچاریہ راما مورتی ریویو کمیٹی (1990) نے یہ سفارش کی ہے کہ دورانِ ملازمت تربیت اور ریفریشر کورس اساتذہ کی مخصوص ضروریات کے ساتھ جوڑ دینا چاہیے اور اس کے محاکے اور مسلسل پیروی کو اسکیم کا ایک حصہ بنا دینا چاہیے۔

جن جگہوں پر پرائمری اسکولوں تک رابطہ قائم کرنے کے خیال سے کثیر سطحی اسکول قائم کیے گئے وہاں اساتذہ کو کلاس روم کے نظم کی مخصوص تربیت دی جانی چاہیے۔ اور یہ کام ان تجربہ کار لوگوں کے ذریعے انجام دیا جانا چاہیے جنھیں کلاس روم کے نظم کی اور تنظیمی صلاحیت ہو۔ کسی سہولت کی فراہمی کے بغیر کلاس روم کا نظم کیسے ہو، یا یونٹ اور سبق کی تدریسی منصوبہ بندی کے بارے میں اطلاعات فراہم کر دینے سے محض اساتذہ کو کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ ان کی تربیت کا رخ مکمل طور پر یک سطحی اسکولوں کے لیے ہوتا ہے۔ محض یہ بتانے کے بجائے کہ کیا کرنا ہے، تفصیلی منصوبۂ سبق کے ساتھ براہ راست عملی تجربات کے ذریعے یہ ظاہر کرنے کی ضرورت ہے کہ کثیر سطحی اسکولوں میں کام کاج کس طرح ہوتا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں تربیتی پروگرام میں فلموں کا استعمال کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اساتذہ اپنی خود اعتمادی کی کمی کو دور کر سکیں۔

5.2.5 دورانِ ملازمت تربیت کی کوششیں اور حکمتِ عملی

1986 کی قومی تعلیمی پالیسی پر عمل کر کے کچھ ادارے مثلاً ضلعی ادارہ برائے تعلیم وتربیت، اعلیٰ تربیت کے ادارے اور اساتذہ کے تربیتی کالج وغیرہ قائم کرنے پر زور دیا گیا ہے تاکہ پرائمری اور سیکنڈری اسکولوں کے اساتذہ کو دورانِ ملازمت تربیت فراہم کی جائے۔ 500 ڈائیٹ، 87 سی۔ٹی۔ای 38 آئی۔اے۔ایس۔ای اور 30 ایس۔سی۔ای۔آر۔ٹی قائم کیے گئے ہیں لیکن ان میں ابھی بھی کئی رسورس مراکز اپنا کام شروع نہیں کر پائے ہیں۔ ضلعی بنیادی تعلیمی منصوبہ (DPEP) بلاک اور کلسٹر سطح پر کئی رسورس مراکز قائم کیے اور روایتی تعلیم میں جدّت لانے کے لیے دورانِ ملازمت اساتذہ کی تعلیم اور مجموعی سطح پر اسکولوں کے لیے حکمت عملی وضع کی۔ بڑے پیمانے پر کوششوں اور باوجود اس کے کہ کچھ علاقوں میں اس سے

شناخت، جنس، مساوات، روزی روٹی اور غریبی کے موضوعات شامل کیے جانے چاہیے۔ اس سے اساتذہ میں تعلیم کے مقاصد اور سماج کے ساتھ اس کے تعلقات کا گہرا ادراک پیدا ہوگا۔

- اساتذہ کے تربیتی پروگراموں میں سالانہ جانچ کے عمل کی جگہ اسے مسلسل عملی سرگرمی کی شکل میں شناخت کیے جانے کی ضرورت ہے۔ تربیت دینے والے اساتذہ، استاد اور طالب علم کے باہمی تعاون و ارتباط، تفتیش اور اتحاد کی صلاحیت کو پرکھنے پر زور دیتے ہیں اور امداد، تحریری اور زبانی صلاحیت، نقطۂ نظر، پیش کش وغیرہ کی بھی تعریف کرتے ہیں۔
- جانچ کئی قسم کی ہوتی ہے جیسے خود احتسابی، دوسرے طلبا کے ذریعے احتساب، اساتذہ کی بازرسی اور سال کے آخر میں رسمی جانچ۔ سبھی جانچوں کا مقصد فرد کی اپنی قوت، خامیوں اور سمجھ کو مستحکم کیے جانے اور تدریسی عمل کے مقاصد کی شناخت کی ضرورت ہے۔
- اس محاکے کو اعداد کے بجائے معیار پر منحصر ہونا چاہیے جہاں طلبا کی کامرانیوں کا تجزیہ اُس کی مختلف سرگرمیوں کی انجام دہی کے مطابق ہو۔

مختصر یہ ہے کہ اساتذہ کی تربیت سے متعلق نیا زاویۂ نظر اسکولی نظام میں تبدیلیوں کے لیے زیادہ جواب دہ قابل قبول ہو اور اس میں مثبت تبدیلی لائی جاسکے۔ اہم تبدیلیوں کا اختصار باکس میں دیا گیا ہے۔

5.2.4 دورانِ ملازمت اساتذہ کی تعلیم و تربیت

دورانِ ملازمت تعلیم اساتذہ کی پیشہ ورانہ نشو و نما اور اسکولوں کے کام کاج میں بہتری لانے کے عمل میں ایک خاص کردار ادا کرسکتا ہے۔ اپنے کام کاج میں مصروف رہنے اور اپنے تجربات کا

اہم تبدیلیاں

ابتدا میں	آخر میں
• اساتذہ مرکوز، پائیدار ڈیزائن	• طلبا مرکوز، لچیلا طریقۂ کار
• استاد کی ہدایت اور فیصلے	• طلبا کی خود اختیاری
• استاد کی رہنمائی اور نگرانی	• تعاون کے ذریعے سیکھنے کی طلبا کو ترغیب
• سست رفتاری سے سیکھنا	• فعالیت کے ساتھ سیکھنا
• جماعت کے کمرے کی چہار دیواری کے اندر سیکھنا	• تفصیلی سماجی تناظر میں سیکھنا
• علم 'دی جانے والی شئے' اور جامد ہے	• علم تشکیل دیا جاتا ہے اور نشو و نما پاتا ہے
• نظم و نسق مرکوز	• کثیر رخی نظم و نسق تعلیمی نظریہ
• سطحی تجربات	• کثیر رخی اور مختلف تجربات
• تعین، قدر مختصر اور کم	• کثیر جہتی اور مسلسل

دسویں اور بارھویں جماعت کے امتحانات میں دبائو کم کرنا اور کامیابی میں اضافہ کرنا

سبق پر مبنی جانچ کی جگہ مسائل کو حل کرنے اور صلاحیت پر مبنی جانچ کی جانب بڑھنا ہوگا۔ کیونکہ سبق پر مبنی جانچ سے تعلیم کی غلط روایت اور رٹنے کی عادت کو تقویت ملتی ہے۔ یہ دونوں امتحان کے دوران دبائو قائم کرتے ہیں۔ بعض بنیادی ٹیبل اور اصول مہیا کرائے جاسکتے ہیں جس سے یاد داشت پر زور کم پڑے اور تجزیے، اندازۂ قدر اور عملی استعمال پر زیادہ دھیان دیا جائے۔ ایسے کم مدتی امتحانات کی طرف توجہ مرکوز ہو جس میں پچیس سے چالیس فی صد مختصر نوعیت کے جوابات لکھنے کے لیے اور باقی متبادل جوابات والے سوالات کے لیے نوے فی صد طلبا پرچے کو مکمل کرنے اور اس پر نظر ثانی کرنے کے بھی اہل ہوسکیں۔

- √ اپنے اسکولوں یا پاس کے اسکولوں میں ہی طلبا کے لیے امتحانات کا اہتمام ہو۔ بدعنوانیوں کو اس طرح روکا جاسکتا ہے کہ وہاں ممتحن کا کام دوسرے اسکولوں کے اساتذہ انجام دیں۔
- √ امتحانات کی تاریخیں کسی بھی حالت میں ملتوی نہ کی جائیں۔
- √ طلبا کو اتنے مضامین میں امتحان دینے کا حق حاصل ہو جتنے کے لیے ان کی تیاری ہے۔ تین سال کے دوران میں امتحان کا عمل پورا ہوسکتا ہے۔ بورڈ اپنی تیاری اس طرح کرسکتا ہے۔ مطالبے کے مطابق امتحانات کا اہتمام ہوسکے جن میں طلبا تب شامل ہوسکیں جب انھیں یہ محسوس ہو کہ ان کی تیاری مکمل ہوچکی ہے۔
- √ پاس یا فیل لکھنے کی جگہ دوبارہ امتحانات میں شامل ہونے کی اصطلاحات استعمال کی جائیں اور انھیں دوبارہ امتحان دینے، پھر شامل ہونے جیسے سفارشات کے ذریعے مطلوبہ مہارت کی کمی کی نشاندھی کی جائے۔
- √ نتائج کے اعلان کے فوراً بعد بورڈ کے ذریعے دوبارہ امتحانات منعقد کرائے جائیں تاکہ جو طلبا ایک یا دو مضامین کے لیے دوبارہ امتحان میں شامل ہونا چاہتے ہوں ان کا ایک سال ضائع نہ ہو۔
- √ ریاضیات اور انگریزی مضامین کی جانچ دو سطحوں پر کی جاسکتی ہے۔ معیاری اور اعلیٰ سطح۔ طویل مدت کے دوران تمام مضامین کو دو سطحوں پر پڑھایا جائے جن میں طلبا معیاری سطح پر چھے میں سے کم سے کم تین یا دو مضامین اور اعلیٰ سطح پر باقی ماندہ تین یا چار مضامین کا انتخاب کریں۔
- √ بچوں میں امتحانات کا دبائو کم کرنے میں 'لچیلی مدت' موثر ذریعہ ہوسکتی ہے۔
- √ اسکولوں میں صلاح ومشورے اور رہنمائی کی سہولیات فراہم کروا کر بچوں سے تناؤ سے متعلق مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے ساتھ ہی طلبا، سرپرستوں اور اساتذہ کو بھی بچوں میں تناؤ سے نپٹنے کی سمت میں مدد مل سکتی ہے۔ بورڈ کے امتحانات کے دوران ہیلپ لائن کی سہولت سے بھی طلبا اور والدین کی مدد ممکن ہوسکتی ہے۔

بلالیے جائیں۔ ضلعی ادارہ برائے تعلیم وتربیت بلاک کے مراکز کی مدد سے اسکولوں کا انتخاب اس طرح کرسکتا ہے کہ تعلیمی اوقات بلاوجہ متاثر نہ ہوں اور اساتذہ تربیتی اصولوں اور ان کے عمل کے درمیان تعلق پیدا کرسکیں، تربیت کے لیے لازمی مدت کو سال بھر میں تقسیم کیا جاسکتا ہے تاکہ اساتذہ کا تعلیمی تجربہ بھی اس میں شامل ہوسکے۔

اساتذہ کے لیے قائم تربیتی اداروں میں دوران تربیت رابطہ لیکچروں اور باہمی مذاکرات کے علاوہ دیگر سرگرمیاں بھی شامل کی جاسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر اسکول یا اُس علاقے میں کہیں اور ورکشاپوں کا انعقاد اور اساتذہ کو اُن کی کلاس سے متعلق پروجیکٹ وغیرہ۔ قبل از ملازمت اور دوران ملازمت تربیت کو باہم مربوط کرنے کے لیے قبل از ملازمت

اصلاح ہوتی ہے، دوران ملازمت تربیت کا اساتذہ پر کچھ خاص اثر نظر نہیں آیا۔

تربیت کے معیار کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ یہ اساتذہ کی ضرورتوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ لیکن زیادہ تر پروگرام اصلی ضرورتوں کے مدنظر نہیں بنائے جاتے۔ ان پروگراموں میں اپنایا جانے والا لائحہ عمل لیکچروں پر مبنی ہوتا ہے اور اساتذہ کو سرگرمی سے حصہ لینے کا موقع نہیں ملتا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ سرگرم تربیت، بڑی کلاسوں کا اہتمام، کثیر سطحی تعلیم اور تربیت جیسے موضوعات جنھیں کرکے دکھانے کی ضرورت ہے، انھیں لیکچروں کے ذریعے سکھایا جاتا ہے۔ اسکول کی مسلسل پیروی (Follow-up) کی شروعات بھی نہیں ہوسکی ہے اور کلسٹر سطح کی نشست ایسے پیشہ ور مشاورت گاہوں کی شکل میں فروغ نہیں پاسکی ہیں جہاں اساتذہ ساتھ بیٹھیں، غور وفکر کریں اور باہم منصوبہ سازی کریں۔

درسیات میں تبدیلی کی کسی بھی کوشش کے پس پشت غور وفکر اور منظم دورانِ ملازمت تربیت اور اسکول کی بنیاد پر تعلیمی تعاون ہوتا ہے۔ دورانِ ملازمت تربیت صرف ایک واقعہ نہیں بلکہ ایسا عمل ہے جو علم، ترقی اور زاویہ نظر، ہنر مندی، رویوں اور برتاؤ میں تبدیلی پر منحصر ہوتا ہے۔ جو ورک شاپوں اور اسکولی صورت حال میں داخلی علم کے توسط سے دی جاسکتی ہے۔ اس میں صرف ماہرین سے علم حاصل کرنے پر زور نہیں ہونا چاہیے بلکہ تجرباتی تربیت کے فروغ، اساتذہ کو سرگرم سیکھنے والا بنانے اور عمل کے گروہ اساس جائزے کو مجموعی منصوبہ بندی کا ایک حصہ ہونا چاہیے۔ خود انعکاسی کو اس منصوبہ سازی کا ایک لازمی جز ہونا چاہیے۔ ایسے تعلیمی اصول وضع کرنا چاہیے جس میں وقت، حوالہ اور منصوبے کے طور طریقوں پر تبادلۂ خیال ہو۔ لیکن معیار اور دلکشی کو یقینی بنانے کے لیے زیادہ غیر مرکوز نظم بنانے کی ضرورت ہوگی جس میں تربیت کا طریقۂ کار اور مقصد صاف صاف طے کیے جائیں۔ نئی تکنیک پر منحصر وسیع تر (Main) تربیت، کا بھی استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے لیے نہایت ایماندار اور باحوصلہ تخلیقیت کی ضرورت ہوگی جس میں مصروف کار اساتذہ کے سروکار کو براہِ راست خطاب کیا جاسکے، اس میں اُس غیر پیشہ ورانہ ماحول کی بھی بات ہو جس میں اساتذہ بغیر کسی کے تعاون کے انفرادی طور پر کام کررہے ہوں۔

نشر واشاعت کی ٹیکنالوجی کا استعمال کرکے درسیاتی اصلاحات کے لیے سازگار ماحول بنایا جاسکتا ہے۔ اس کا استعمال اس طرح کیا جائے کہ اساتذہ، تربیت کار اور سماج کے دوسرے لوگ مل کر باہمی غور وفکر اور تبادلہ خیالات کریں۔ نئی تکنیک میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اساتذہ کو ان وسائل کی مدد سے پروگرام بنانے کا راست تجربہ ہو۔ تربیتی اداروں میں کمپیوٹر اور دیگر تکنیکی سہولتوں کی کمی ہے۔ یہ ایک سبب ہے کہ نشر واشاعت کی نئی تکنیک کے امکانات اسکولوں اور تربیتی اداروں کا ماحول تبدیل کرنے میں اپنا کردار نہیں ادا کرسکے ہیں۔

اساتذہ کی قبل از ملازمت تعلیم اور دوران ملازمت تربیت سے اُن میں وہ ضروری صلاحیت اور وسعت پیدا ہو کہ وہ درسیاتی خاکے کو سمجھ سکیں اور آنے والے مسائل کا مقابلہ کرسکیں۔ خصوصاً دوران ملازمت تربیت کو اساتذہ کے کلاس روم کے تجربے کے تناظر میں ہونا چاہیے۔ ضلعی ادارے برائے تعلیم وتربیت (DIET) جن پر ایسی تربیت کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے، اس کام کو اس انداز سے انجام دیں کہ ان کی تربیت سے اساتذہ اور ان کے اسکولوں دونوں کو فائدہ پہنچے۔ مثال کے طور پر دوران ملازمت تربیت کو جس عارضی طریقے سے انجام دیا جاتا ہے، اس کے بجائے اگر کچھ اسکولوں کا انتخاب کرلیا جائے اور کم از کم دو اساتذہ (کم از کم دو اس لیے کہ ان میں باہمی طور پر تجربات کا تبادلہ اور غور وفکر ہوسکے) ہر اسکول سے

سوالنامہ باہر نہ لے جاسکے۔ امتحان کے بعد سوال نامہ اُسے دیا جاسکتا ہے۔

کمپیوٹر کے سبب مارک شیٹ پر مظاہرے کے تفصیلی معیارات کی نمائش ممکن ہوگئی ہے۔ کل نمبر/گریڈ مخصوص مضمون کے امتحان دینے والے تمام طالب علموں کے درمیان فی صد درجہ بندی، ایک ہی کلاس میں پڑھنے والے طالب علموں کے درمیان فی صد درجہ بندی (مثلاً ایک ہی دیہی یا شہری علاقے کے اسکول) ممکن ہے۔ یہ بھی ممکن ہوگیا ہے مختلف امتحان لینے والے کے معیارات اور وہ کس حد تک مناسب ہیں، کا تجزیہ کیا جاسکے۔ ہمارے نقطۂ نظر سے معیار کا عمیق محاسبہ آخری معیار ہے۔ اس اطلاع کو عام کرنے کی وجہ سے اعلیٰ تعلیمی ادارے معیارات کے تعین کے بارے میں مثبت اور قدرے مشکل نظریہ اپنائیں گے۔ اس سے شفافیت پیدا ہوگی۔ اُن جگہوں میں دوبارہ امتحان کے لیے طالب علموں کی تعداد میں خاطر خواہ کمی آئی ہے جہاں طالب علموں کو ایک طے شدہ معمولی فیس کے بدلے اپنے جواب کی نوٹ بکس کی نقل مل جاتی ہے۔

وسط مدتی امتحانات میں اسکول میں کیے جانے والے تشخیصی عمل پر زیادہ سے زیادہ توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسے راستے تلاش کرنے کی بھی ضرورت ہے جن سے داخلی تشخیصی عمل زیادہ موثر بن جائے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ایسے طریقوں کو استعمال کرنے کے لیے راہ ہموار ہونی چاہیے۔ ہر اسکول میں لچیلی اور کارآمد مسلسل اور ہمہ جہتی جانچ کے منصوبے استعمال کرنا چاہیے۔ یہ منصوبے خصوصی طور پر سیکھنے میں آنے والے مشکلات کے حل اور مطالعے میں بہتری کے لیے نافذ کرنا چاہیے۔ اس میں سماجی ماحول اور موجود سہولیات کا بھی خیال رکھا جانا چاہیے۔

حساس اساتذہ اکثر وبیشتر طلبا کی مخصوص صلاحیتوں اور کمزوریوں کا اندازہ کرلیتے ہیں۔ اس قسم کی سوجھ بوجھ کے استعمال کے مواقع تلاش کرنا چاہیے۔ ساتھ ہی اسکول میں (جیسا کہ پریکٹیکل امتحان کے دوران نظر آتا ہے) اس کا غلط استعمال روکنے کے لیے مثبت اور منظّم طریقے سے درجہ بند کیا جانا چاہیے۔ اس عمل کو خارجی امتحانات میں حاصل نمبر کی بنیاد پر درست کرنا چاہیے۔ ترقی، اساتذہ کی تربیت اور مناسب ادارہ جاتی نظم اور زیادہ تحقیق کی ضرورت ہے۔

5.3.2 جانچ میں لچیلا پن

کئی نفسیاتی اعدادوشمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ الگ الگ طلبا مختلف طریقے سے سیکھتے ہیں اس لیے سیکھے ہوئے علم کا محاسبہ امتحان ہال میں منعقد کردہ 'کاغذ پنسل' ٹسٹ کے علاوہ دیگر طریقوں سے بھی ہونا چاہیے۔ اس کے لیے زبانی ٹسٹ اور گروپ ورک کے محاسبے کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ کتاب کھول کر امتحان لینے کا طریقہ اور بغیر وقت کا تعین کیے امتحانات کو ملک گیر سطح پر متعارف کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تجدید کا مزید فائدہ یہ ہوگا کہ یہ امتحانوں کو یاد داشت کی جانچ سے الگ کرکے تشریح وتجزیے اور مسائل کا حل تلاش کرنے جیسے اعلیٰ سطحی مہارتوں کی جانچ کی طرف لے جاسکیں گے۔ یہاں تک کہ روایتی طریقۂ امتحان کو بھی بہتر طریقے سے سوال نامے تیار کرکے اور طلبا کا رخ مطلوبہ معلومات (جیسے جدول، جیومیٹری شکلیں، نقشے، تاریخ کی سنہ، فارمولے وغیرہ) کے ذریعے موڑا جاسکتا ہے۔

طلبا کی فطرت چونکہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اور تعلیم وتدریس کے طریقے بھی الگ الگ ہوتے ہیں لہٰذا اگلے مرحلے میں داخل ہونے کے لیے ہر طالب علم سے ہر مضمون میں ایک ہی سطح کی توقع کرنا بے سود ہے۔ ہندوستان میں شہری اور دیہی تقسیم میں تفریق کی وجہ سے اس توقع کو سماجی نقطۂ نظر سے بھی جائز نہیں قرار دیا

تربیت کے دوران اسکولوں میں انٹرن شپ منعقد کی جاسکتی ہے اور تربیت حاصل کرنے والے استاد سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ ان اسکولوں میں روزمرہ کی کارکردگی کا مشاہدہ کریں۔ اس سے نہ صرف تربیت حاصل کرنے والے اساتذہ کو تربیتی پروگرام مضبوط بنانے میں مدد ملے گی بلکہ تربیتی پروگرام کے بعد کے حصے میں یہ ان اساتذہ کو ناقدانہ تفکر کی بنیاد بھی دے سکتا ہے۔ اس عمل کو آگے بڑھاتے ہوئے متعلقہ اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے ساتھ گفتگو کے سیشن منعقد کیے جائیں تاکہ وہ کلاس پر منحصر تعلیم کے طور طریقوں میں اُس نوع کی تبدیلیاں لانے میں مدد کرسکیں جو اساتذہ چاہتے ہوں۔ نگرانی اور باز پرسی کے کام میں ایس سی ای آر ٹی، ڈائٹ اور بلک اور کمشنر سورس سینٹروں کو بھی شامل کیا جائے تاکہ بازاری دستاویز سازی اور تحقیق وغیرہ میں درسی تعاون ممکن ہوسکے۔

5.3 امتحانی اصلاحات

''لرننگ ود آؤٹ برڈن'' رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دسویں اور بارہویں جماعت کے آخر میں لیے جانے والے امتحانات میں اس بات پر نظرثانی کی جانی چاہیے کہ درسی کتابوں کی بنیاد پر رائج اور سوال جواب پر منحصر امتحان کا طریقہ بدل دیا جائے کیونکہ اس سے نہ صرف ذہنی تناؤ میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ روایتی طریقۂ مطالعہ کو تقویت بھی ملتی ہے۔ شہری بچے اچھا مظاہرہ کرنے کے لیے تناؤ کا شکار ہوجاتے ہیں تو دیہی بچے اس خوف سے تناؤ محسوس کرتے ہیں کہ معلوم نہیں اُن کی تیاری امتحان میں کامیابی کے لیے خاطر خواہ ہے بھی یا نہیں۔ بالخصوص اقتصادی طور پر کمزور اور سماجی اعتبار سے پسماندہ اور غریب طبقوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کے امتحانات میں ناکامی کا بڑھتا تناسب ماہرین کو جانچ پرکھ یا امتحان لینے کے نظام پر نظرثانی کے لیے مجبور کردیتا ہے۔ اگر یہ نظام مناسب اور کارآمد ہوتا تب کوئی وجہ نہیں تھی کہ بچوں کا ارتقا نہ ہو اور وہ سیکھ نہ پائیں۔

5.3.1 سوال نامے تیار کرنا، امتحانات اور رپورٹ

موجودہ امتحانات کے نظام کو مزید کارگر بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ سوال نامے تیار کرنے کے عمل کو یکسر بدل دیا جائے۔ اس عمل میں محض پرچہ تیار کرنے کے بجائے اچھے سوالات کو ترجیح دی جانی چاہیے۔ یہ ضروری نہیں کہ سوالات صرف ماہرین ہی تیار کریں۔ خاطر خواہ تشہیر کی وساطت سے یہ کام موضوع سے متعلق اساتذہ/ کالج کے پروفیسروں، دوسرے صوبوں کے ماہرین تعلیم یہاں تک کہ طالب علموں کی مدد سے سال کے دوران کیا جاسکتا ہے۔ ان جمع شدہ سوالات پر ماہرین نظر ثانی کریں اور انھیں ان مشکل، موضوع / علاقۂ تصور / صلاحیت اور اس کے حل کرنے میں صرف ہونے والے وقت کے اعتبار سے درجہ بندی کریں، انھیں ان کے استعمال اور پرکھنے کے، کارڈ کے ساتھ محفوظ رکھا جانا چاہیے تاکہ سوالنامہ تیار کرتے وقت ان سے مدد لی جاسکے۔

ناکافی اجرت دے کر اساتذہ سے معیاری سوالنامے اور جوابات کو جانچنے کے بہتر عمل کی امید نہیں کی جاسکتی۔ چونکہ سبھی بورڈ مالی اعتبار سے اچھی حالت میں ہیں اس لیے رقوم کی فراہمی کو اس اہم کام میں آڑے نہیں آنا چاہیے۔ کمپیوٹر کی مدد سے امتحان دینے والے اور لینے والے دونوں کی شناخت کا تحفظ آسان ہوگیا ہے۔ دوران امتحان غلط کاری کو روکنے کے لیے جوابات کی کاپیاں بدل کردی جاسکتی ہیں۔ بیرونی افراد کی مدد سے نقل کو اس طرح روکا جاسکتا ہے کہ امتحان کے نصف اول وقت میں طالبِ علم کو امتحانی مرکز سے باہر جانے کی اجازت نہ ملے اور دوران امتحان وہ

سماجی منتقلی سے ملی اقدار کا فروغ اور انتظامی علم کی جانب بچوں کی راہ آسان کی جاسکے گی۔ یہ وہی تعلیمی عمل ہے جو تجزیاتی تعلیمات کے استعمال پر زور دیتی ہے تاکہ پیداواری کام کے تجربوں اور کام کی دوسری قسموں کو عالمی علم کے ساتھ جوڑا جاسکے۔

5.4.1 پیشہ ورانہ تعلیم اور تربیت

ابھی پیشہ ورانہ تعلیم صرف بارہویں درجے پر دی جاتی ہے اور اس میں بھی وہ ایک خصوصی شاخ ہے جسے اکادمک شاخ کے متوازی رکھا جاتا ہے۔ قومی تعلیمی پالیسی 1986 کے مقاصد کے برخلاف کہ 2000 تک بارہویں جماعت کے پچیس فی صد بچے پیشہ ورانہ تعلیم کے تحت آجائیں، ابھی اس متبادل کے تحت پانچ فی صد سے بھی کم بچے ہیں۔ گذشتہ پچیس سالوں میں اس پروگرام کو متعدد اصولی، انتظامی اور وسائل سے متعلق رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اسے نہ صرف ایک کمتر شاخ کی شکل میں دیکھا جاتا ہے بلکہ اس کے لیے بنیادی وسائل کی بھی کمی ہے۔ اس میں پرانے آلات، غیر تربیت یافتہ یا کم پڑھے لکھے اساتذہ (جنھیں اکثر قلیل مدت کے لیے مقرر کیا جاتا ہے)۔ پرانے اور روایتی نصابات شامل ہیں۔ ان کا انتخاب کرنے والے طالب علم نہ تو ترقی کرپاتے ہیں نہ ملازمتیں تبدیل کرپاتے ہیں۔ 'عملی دنیا' سے پروگرام کا رشتہ نہیں ہے۔ تجزیے میں اعتماد کی کمی ہے۔ رسمی منظوری یا انھیں زیر تربیت طالب علم سمجھنے کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے۔ ان کی بنیاد پر روزگار ملنے کی امید کم ہے۔ وسطانی تعلیم کو پیشہ ورانہ تعلیم بنانے کی مرکزی حمایت یافتہ نظر ثانی کرنے والے کمیشن کی رپورٹ، این سی ای آر ٹی 1998 سے یہ واضح ہے کہ پیشہ ورانہ تعلیم کو ایک عظیم، موثر اور مسلسل پروگرام بنائے جانے کا کام طویل عرصے سے باقی ہے۔ کام کی بنیاد پر تعلیم کو اسکولی نصاب کے قبل ابتدائی درجے سے بارہویں درجے تک نصاب کا لازمی جز بنا دینے سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ پیشہ ورانہ تعلیم کے تصورات پر ازسرنو غور وخوض کرکے اس بار تخلیق ہوگی تاکہ وہ عالم گیر معیشت کے چیلنجوں کا مقابلہ کرسکے۔

اس لیے یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ ہم مرحلے وار پیشہ ورانہ تعلیم اور تربیت کے ایک نئے پروگرام کی جانب بڑھیں جسے 'مشن' کے طور پر تیار اور نافذ کیا جائے۔ اس میں گاؤں کے کلسٹر اور بلاک سطح سے لے کر ذیلی ضلع/ضلع، شہر اور بڑے شہر تک روزگاری تعلیم وتربیت کے مراکز اور اداروں کا قیام شامل ہو۔ جہاں ممکن ہو یہ قومی مفاد میں ہوگا کہ اسکول کے احاطے کا استعمال دن کے کچھ حصے کے لیے روزگاری تعلیم وتربیت نے نئے ڈھانچے کے لیے ہو۔ یہ روزگاری تعلیمی مرکز/ادارہ اس علاقے میں پہلے سے موجودہ وسائل کی مدد سے بھی قائم کیے جاسکتے ہیں۔ اس سے آئی ٹی آئی پالی ٹکنیک۔ تکنیکی اسکولوں، زرعی سائنس کے مراکز، دیہی فروغ کے اداروں، حفظان صحت کے بنیادی مراکز (اور اُن کی دیگر معاون خدمات) انجینئرنگ، زراعت اور میڈیکل کالج، سائنس اور تکنیکی تجربہ گاہوں، نجی اور عوامی دونوں میدانوں میں صنعتی تربیت کے مواقع میں وسعت پیدا ہوگی۔ یہ کوششیں یقینی طور پر مطالبہ کرتی ہیں کہ حال میں تقریباً 6000 اعلیٰ وسطانی اسکولوں کے وسائل میں اشتراک سے وہاں نئے روزگاری تعلیم وتربیت کے پروگرام شروع ہوں۔ ان اسکولوں میں ابھی روزگاری تعلیم کے جو اساتذہ ہیں اُن کے سامنے یہ متبادل ہونا چاہیے کہ وہ یا تو اُسی اسکول کے پیشہ مرکوز تعلیمی پروگرام کا حصہ بن جائیں یا علاقے کے کسی نئے روزگاری تعلیم وتربیت کے مرکز یا ادارے میں جاسکیں۔

پیشہ ورانہ تعلیم وتربیت (VET) کی تشکیل ان کے لیے کی جائے گی جو اسکول کی تعلیم چھوڑ کر یا اُسے پورا کرکے اپنی معاش کے لیے یا اضافی مہارت حاصل کرنے کے لیے اس نصاب کو اپنانا

جاسکتا ہے۔ یہ امر ثابت ہے کہ دیہی اسکولوں میں فیل ہونے اور اسکول چھوڑنے کا بڑا سبب ریاضی اور انگریزی میں خراب صلاحیت کا مظاہرہ ہے۔ امتحان لینے والے بورڈ کو اس پہلو پر غور کرنا چاہیے کہ ان مضامین میں پاس ہونے کے لیے طلبا کو دو سطحوں میں سے ایک (یہاں تک کہ تین سطحوں میں سے ایک) سطح پر امتحان دینے کا موقع ملنا چاہیے۔ اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ الگ الگ مرحلے کے درسیات اور نصابی کتب مختلف ہوں۔

''سبھی کے لیے یکساں امتحان'' کی پالیسی انتظامی سطح پر آسان ہوسکتی ہے لیکن اس سے نہ تو طلبا پر توجہ صرف کی جاسکتی اور نہ ہندوستان میں تیزی سے بڑھتے ہوئے روزگار کے بازار سے موافقت پیدا کی جاسکتی ہے جہاں مسلسل تضادات بڑھ رہے ہیں۔ 'جانچ کے صنعتی اسمبلی لائن نما' طریقے کی جگہ اسے اور زیادہ انسانی اور کثیر رخی بنائے جانے کی ضرورت ہے۔ اگر جیسا کہ ماہرین معاشیات تسلیم کرتے ہیں کہ اگلے دس برسوں میں ہر چار میں سے چار نئی ملازمتیں خدمات کے شعبے میں سے ہوں گے تو ہندوستانی تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ جیسے جیسے انسان نما مشین بنانے والے ہندوستانی کم ہورہے ہیں ویسے ویسے شہریوں کے آپسی مسائل حل کرنے کے لیے مزید کوششیں کی جارہی ہیں۔ اس لیے امتحان کے نظام کو مزید کھلا، لچیلا، تخلیقی اور آسان ہونا چاہیے۔

5.3.3 دیگر سطحوں پر بورڈ کے امتحانات

کسی بھی حالت میں بورڈ یا صوبائی سطح کے امتحانات اسکول کے دوسرے درجوں مثلاً پانچویں، آٹھویں یا گیارہویں جماعتوں کے لیے نہیں ہونا چاہیے۔ بورڈ کو کثیر مدتی لائحہ عمل کی تربیت کے طور پر اس سمت مزید غور کرنا چاہیے کہ دسویں جماعت کے امتحانات کو اختیاری بنا دیا جائے اور طلبا کو (جو بورڈ کی اسناد نہیں چاہتے) اسی اسکول میں آگے تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی جائے۔ اور اُن کا اسکول ہی میں داخلی امتحان لیا جائے۔

5.3.4 داخلے کے امتحانات

اسکول کے آخری بورڈ امتحانات کو داخلہ کے مقابلہ جاتی امتحانات سے الگ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر طلبا کو ان میں سے کچھ ہی مقابلہ جاتی امتحانات سے گزرنا پڑے تو ان سے پیدا ہونے والا تناؤ کم کیا جاسکتا ہے۔ ان امتحانات کے انعقاد کا کام صرف ایک ہی رابطہ (Nodel) ادارے کے سپرد کیا جائے جو سال میں کئی بار ملک بھر میں قائم کردہ اپنے مراکز پر امتحانات منعقد کرتی رہے اور وقت پر طلبا کی کارکردگی کا تجزیہ کرے اور نتائج کا اعلان کرے۔ اس طرح کے قومی امتحانات میں حاصل کیے نمبروں کی بنیاد پر طلبا کو تعلیمی اداروں، یونیورسٹیوں اور پیشہ ورانہ نصابات میں داخلہ دے سکتے ہیں۔ حقیقی صورت حال کے اظہار اور محاسبہ کا اختیار اس ادارے کو نہیں ہونا چاہیے۔

5.4 کام مرکوز تعلیم

کام مرکوز تعلیم کا مفہوم یہ ہے کہ بچوں میں ان کے ماحول، قدرتی وسائل اور روزگار سے متعلق معلوماتی بنیادوں، سماجی دروں بینی اور مہارتوں کو اسکولی نظام میں ان کے وقار اور قوت میں بدلا جاسکتا ہے۔ اسے اسکول میں نصابی تجربات کو منظّم کرنے کے مثبت اور صحیح تناظری نقطہ داخلہ کی شکل میں شناخت کیا جانا چاہیے۔ اس مفہوم میں تجربے کی بنیادوں کو مختلف قسم کے کاموں کے ذریعے جس میں سماجی تعلق کے کام بھی آتے ہیں، آگے بھی بڑھایا جاسکتا ہے۔ توقع یہ ہے کہ اس طریقۂ کار سے عالمی معیشت کے پیچیدہ چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لیے ضروری ہمہ جہت مہارت کا فروغ، آئین اور

اشتراک کے لیے ویٹ مراکز کی مناسب تشکیل اور استقبال کیے جانے جیسا ماحول بنائے جانے کی ضرورت ہے۔

ویٹ نصابات میں داخلے کی اہلیت میں 2010 تک چھوٹ دے کر درجہ پانچ تک تعلیم یافتہ طالب علموں کو داخلہ دیا جانا چاہیے۔ امید ہے کہ اُس وقت تک، سب کو تعلیم تحریک، ابتدائی تعلیم کو عوام تک پہنچانے کا مقصد حاصل کرلے گی۔ لیکن اس کے بعد صلاحیت کو بڑھا کر درجہ آٹھ اور کچھ عرصہ بعد درجہ دس کر دیا جائے۔ کسی بھی حالت میں 16 سال سے کم عمر کے بچوں کو ویٹ پروگراموں میں درج نہیں کیا جانا چاہیے۔ ویٹ مراکز کو ہُنر سیکھنے کے لیے شوقیہ طور پر کام کرنے والے مراکز کی شکل میں بھی سبھی بچوں کے لیے چلایا جاسکتا ہے۔ یہ ابتدائی درجے سے شروع ہو اور اسکول کے اوقات سے پہلے اور بعد میں مہیا رہے۔ اس طرح کے مراکز اسکولوں کے لیے اس لیے بھی ہونے چاہیے تاکہ اسکول کے اوقات میں بھی پیشہ مرکوز نصاب کے لیے ان کا استعمال کیا جاسکے۔

ویٹ کے اس زاویۂ نظر کو متشکل کرنے کے لیے کئی نئے معاون ڈھانچے اور مختلف مدارج پر رسورس مراکز (Resource Centre) قائم کرنے ہوں گے جس میں ضلع، صوبہ/مرکز سے وابستہ صوبے اور مرکز شامل ہیں۔ ساتھ ہی قومی اداروں جیسے این سی ای آر ٹی اور بھوپال میں قائم پنڈت سندر لال شرما مرکزی روزگاری تعلیمی ادارہ وغیرہ کو بھی مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔

5.5 خیالات اور عمل میں جدّت

5.5.1 مختلف النوع درسی کتابیں

یہ اس زاویے سے کہ درسیاتی مواد بامعنی انداز میں بچوں اور اُن کے مختلف تہذیبی دائروں کو زبانوں سمیت شامل کیا، یہ ضروری ہے کہ نصابی کتب لکھنے کو غیر مرکوز کر دیا جائے۔ اس بات کو ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہر درجہ میں اہلیت کی پرکھ کا نظم ہو۔ نصابی کتابیں لکھنے کے لیے صلاحیت کی اس سطح کی ضرورت ہوتی ہے جس میں تدریسی اور تحقیقی مواد کی جانکاری، بچوں کی ذہنی سطح کا سمجھنا، موثر ترسیل صلاحیت اور خاکہ وغیرہ شامل ہیں۔ تدریسی کتابیں لکھنے کا کام آج کل ایس سی ای آر ٹی کے سپرد کیا گیا ہے جو یہ مقصد پورا کرنے کے لیے اطمینان بخش کام کر رہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس عمل کا مناسب استعمال کیا جانا چاہیے اور مواد کا انتخاب اور لکھنے کا کام ماہرین کے ذریعے انفرادی طور پر کرائے جانے کے بجائے مشترکہ طور پر ماہرین کے گروپ کے ذریعے انجام پانا چاہیے۔ اس کام کو مشترکہ طور پر انجام دینے کے پیچھے کئی اسباب ہیں جیسے پس منظر کی تعمیر، بچوں کے سمجھنے میں شفافی، مضمون سے متعلق علم اور تحقیق کے ساتھ وابستگی، بچوں کے ساتھ بات چیت کا عمل وغیرہ۔ یونیورسٹیوں سے تدریسی اور تحقیقی امداد اور غیر سرکاری تنظیموں سے تجربہ کار اور پیشہ ور لوگوں کی شمولیت افادیت کی حامل ہوگی۔

موجودہ حالات میں نصابی کتب کو پرکھنے کا کام نہایت اہم ہے۔ کیونکہ بچوں کو اسباق کے سمجھنے میں بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ اس میں شامل مواد پیچیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ سطحی بھی ہوتا ہے۔ اس میں شامل اسباق اسکولوں میں اُس موضوع کے لیے مقررہ اوقات سے بھی مطابقت نہیں رکھتے۔ یہ ایک اچھا خیال ہے کہ نصابی کتاب تیار کرتے وقت ابتدائی اسباق کو پہلے ہی پڑھا کر دیکھ لیا جائے تاکہ نصابی مصنف کلاس میں اس کی تعلیم کا مشاہدہ کرتے ہوئے اساتذہ اور طالب علم دونوں سے بازرسی حاصل کرسکے۔ یہ اُس وقت بھی ضروری ہے جب نصابی کتب کے مواد میں نئے تجربے کیے جائیں (جیسے بچوں کے تجربوں کو نصابی کتب میں جگہ دینا) اس سے کلاس کی حقیقی صورت حال اور اساتذہ کی تیاری کا اندازہ لگ سکے گا۔

چاہتے ہیں۔ پیشہ ورانہ تعلیم کے موجودہ نصاب کے برخلاف اُسے ایک پُر وقار اور لائقِ انتخاب نصاب کی شکل اپنانا چاہیے نہ کہ موجودہ نصاب کے آخری بچے ہوئے متبادل کے طور پر جیسا کہ ابھی وہ ہے۔ اسکول کے ساتھ ان ویٹ اداروں کو بھی اس طرح بنائے جانے کی ضرورت ہے کہ وہ لچیلے ہوں۔ اس میں مہارت کا فروغ نہ صرف معاشی، سماجی اور تہذیبی اسباب کی بنا پر ہو بلکہ تاریخی اعتبار سے محروم بلکہ معذور بچوں کے لیے بھی یقینی بنایا جاسکے۔ کیریر نفسیات اور باہم مشاورت کا بھی نظم ہوسکتا ہو۔ یہ ان سب میں نہایت اہم ارتقائی آلہ کے طور پر کام کرسکتا ہے تاکہ اس کی مدد سے بچے اپنے مستقبل کے روزگار یا معاش کی تیاری اچھے ڈھنگ سے کرسکیں۔ اس کی وجہ سے نصابات کی منصوبہ سازی اور اُسے نافذ کرنے کے تجربے میں ادارے کی رہنمائی کے کردار میں بھی شفافیت آئے گی۔ مجوزہ ویٹ کو علیٰحدہ علیٰحدہ مدتوں کے ڈپلوما اور سرٹیفکٹ (قلیل مدتی سمیت) نصاب کی شکل میں تیار کیا جانا چاہیے جو سماجی، معاشی پس منظر کے حوالے سے برآمد ہوا ہو۔ ان نصابات کے غیر مرکوز منصوبے انفرادی ویٹ مرکز/ادارے یا کلسٹروں کے منصوبے اُس علاقے میں تکنیک کی پیداواری روایت میں ہونے والے تبدیلیوں اور قدرتی وسائل میں نئی اور بڑی آبادی کے روزگار کو مدنظر رکھتے ہوئے بنائے جانے چاہئیں۔ منصوبے میں داخل ہونے اور نکلنے کے متعدد مواقع ہوں گے اور اس میں اعتماد کے اجماع کی سہولت میسر ہوگی۔ ہر نصاب میں ضروری درسی اجزا بھی ہوں گے (یا برج کورس کی سہولت یا دونوں) تاکہ پروگرام کو عمودی یا سطحی شکل میں دیگر درسی یا روزگاری نصابات سے جوڑا جاسکے۔ کسی ویٹ مرکز کی قوت اس بات میں ہوگی کہ وہ طالب علموں کے مطالبات کے مطابق کسی متبادل مہیا کراسکے۔

ویٹ کے نصابات کا بھی وقتاً فوقتاً تجزیہ اور اُس کی جدید کاری کی جانی چاہیے تاکہ وہ پیشے اور روزگار کے لحاظ سے اُس علاقے کے لوگوں کے لیے بے محل اور مردہ نہ ہوجائے۔ ادارے کا سربراہ یا ادارہ جاتی رہنمائی کی رسائی ڈھانچوں اور وسائل تک ہونی چاہیے، ساتھ ہی اُسے ضروری درسی اقتدار اور آزادی دی جانی چاہیے تاکہ وہ پڑوس یا علاقائی دیہی علاقوں کی صناعی، کارگاہ (Work-beach)، زراعت یا جنگل پر منحصر پیداواری نظام، صنعت اور خدمات کے میدان میں کارگاہ تیار کرے، جس میں مہیا انسانی اور اشیائی وسائل کا استعمال کرسکیں۔ ان معاون طریقوں کے تین فائدے ہیں۔ پہلا ویٹ (VET) پروگرام کم سے کم لاگت سے شروع کیا جاسکے گا۔ دوسرے طالب علموں کی رسائی علاقے میں مہیا جدید ترین تکنیکوں تک رہے گی، تیسرے طالب علموں کو کام کے ساتھ ساتھ تربیت ملے گی اور وہ تعمیر، پیداوار اور تقسیم کے حقیقی مسائل سے دوچار ہوسکیں گے۔ اس مقصد کے لیے زراعت، جنگل بانی، نجی اور عوامی میدان کی صنعتوں (گھریلو اور چھوٹی) کی پیداوار اور خدمات سے متعلق سہولتوں کے ساتھ اسکول کو تربیت اور نگرانی کے علاوہ کارگاہ کے لیے اشتراک کی کوششوں کو لازمی کردیا جانا چاہیے۔

ویٹ کی کامیابی بڑی حد تک لائق اعتماد جانچ کے عمل، متبادلات، ادارے کی منظوری (کارگاہ اور ذاتی خصوصیت کے علاوہ) اور تربیت کے عمل پر منحصر ہے۔ اس پر توجہ دیتے ہوئے یہ یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ اس طرح کی معیار بندی ہندوستان کے مختلف صوبوں کے علم اور مہارت سے انکار کا سبب نہ بن جائے۔ خصوصاً معاشی حیثیت سے کم ترقی کر پانے والے علاقوں جیسے شمال مشرق، پہاڑی خطے، ساحلی علاقے اور وسط ہندی آدی واسی علاقوں میں۔ زراعت، جانور پالنا، مچھلی پالنا اور جنگل کے ماہرین، کاریگر، میکینک، تکنیشین، فن کار اور رسورس پرسن (Resource Person) کی شکل میں یا مہمان مقرر کی شکل میں مقامی لوگوں سے

کے مواقع میسر آئیں گے اور اساتذہ ایک دوسرے سے تبادلۂ خیال کر کے سیکھ سکیں گے۔ اس سے نئے خیالات کی آبیاری ہوگی۔ تعلیم اور مطالعے کے نئے تخلیقی طریقوں کو کس طرح اپنایا جائے کہ وہ انتظامیہ کا جز بن سکے؟ ابتدا میں اسکول میں، علاقائی اور بلاک سطح پر اسے جگہ دی جاسکتی ہے۔ کلاس روم کے تجربوں کا اشتراک استوار کرنے کے لیے اساتذہ کی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے۔ اگر بہتر ہو تو ان میں سے کچھ خیالات اور سرگرمیوں پر منظّم طور پر آئندہ بھی کام کیا جاسکتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اسکول کے اندر اور باہر اسکولی اساتذہ کے گروہوں کا ساتھ لایا جائے اور انھیں وسائل فراہم کر کے کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ یہ بھی ضروری ہوگا کہ اچھے سمجھنے والے طریقۂ کار کی دستاویز سازی ہو اور اس سے متعلق تحقیق کی حوصلہ افزائی ہو۔ ابھی اس تعلق سے ڈائیٹ (جن کا کام اختراعی مشقوں کی شناخت اور دستاویز سازی ہے) کے پاس رقوم ہیں۔ ایس ایس اے کے پاس بھی اسکول مرکوز تحقیق کے لیے وسائل ہیں۔ اس میں سے کچھ رقم اُن سرگرمیوں کی دستاویز سازی میں صرف کی جاسکتی ہے جو اساتذہ کلاس روم میں جاری رکھتے ہیں۔ ضروری مالی امداد مہیا کرنے کے علاوہ اس طرح کی تجدید کاری کے لیے ماحول بنانا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ اختراع کے تجربات کو بنیادی راستے پر لانا اشد ضروری ہوگا۔

کلسٹر سطح پر رسورس مرکز بنانے کا خاص مقصد یہ ہے کہ اسکولوں کی تنہاروی اور علیٰحدگی پسندی کے حصار کو توڑنا ہوگا اور اساتذہ کو اپنے ساتھیوں کے تجربوں کا تبادلہ کرنا ہوگا یہ اس لیے اہم ہے کہ اساتذہ کی اپنی پیشہ ورانہ پہچان بنے اور وہ خود کو ایک بڑے گروہ کا حصہ تصور کریں۔ ایک طریقہ ہوسکتا ہے کہ انھیں یہ احساس دلایا جائے کہ وہ ایک نہایت اہم وسیلہ ہیں اس سے ان کے اندر کے جذبۂ اشتراک اور ذمہ داری کے احساس کو فروغ ملے گا۔

5.5.3 ٹیکنالوجی کا استعمال

ٹیکنالوجی کے ہوشمندانہ استعمال سے تعلیمی پروگراموں کے دائرے میں وسعت پیدا ہوسکتی ہے۔ اس سے انتظام میں آسانی اور سیکھنے کی خاص خاص ضروریات بھی پوری ہوسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر اساتذہ کی تربیت اور تدریسی امداد کے لیے ساتھ ہی درجے میں سکھانے کے عمل میں آسانی پیدا کرنے کے لیے ہم ماس میڈیا کا استعمال کر سکتے ہیں۔ سیکھنے سکھانے کے عمل کے مختلف پہلو مثلاً بذاتِ خود سیکھنا، سیکھنے کے دوہرے رُخ، اساتذہ کی تربیت جیسے عوامل کو ٹیکنالوجی کی مدد سے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ انٹرنیٹ کے بڑھتے ہوئے استعمال سے اطلاعات کی فراہمی آسان اور یقینی بن گئی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ مختلف امور پر مذاکرات کا عمل بھی آسان ہوا ہے۔ بچوں کے سیکھنے کی مخصوص ضروریات پوری کرنے کے لیے ٹیکنالوجی میں تبدیلی اور جدّت لانا ضرور ہوگیا ہے۔ اس بات پر سخت زور دیا جائے کہ تعلیمی پروگراموں کے عمل میں اس کے مقاصد کے ساتھ ٹیکنالوجی کو جوڑ دیں۔ بجائے اس کے کہ یہ عمل تنہائی میں استعمال کیا جائے اس تعلق سے اساتذہ اور بچوں کو اس تکنیک کا استعمال کار اور تکنیکی آپریٹر بننے کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔ معیاری تعلیم میں اساتذہ اور بچوں کے درمیان میل ملاپ اور مذاکرات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے نصابی اصلاح کے کسی مرحلے میں اصولوں سے کوئی سمجھوتا نہ کیا جائے۔

5.6 نئے اشتراک

5.6.1 غیر سرکاری تنظیموں، سماجی گروہوں اور اساتذہ کی تنظیموں کا کردار

یہ بات قابلِ تعریف ہے کہ تعلیمی میدان میں پچھلی کئی دہائیوں میں غیر سرکاری تنظیموں اور سماجی گروہوں کی شمولیت میں نمایاں اضافہ ہوا

اصولی طور پر تو ہم مختلف النوع نصابی کتب مہیا کرنے کی بات کرتے ہیں جس سے ایک تو اساتذہ کے سامنے متبادل ہوں گے اور بچوں کی دلچسپیوں اور ضرورتوں کے مطابق اس تنوع کی بھی شمولیت ہوسکے گی۔ جب کافی کتابیں اور معاون اشیاء مہیا ہوں گی تو اساتذہ بخوشی یہ انتخاب کرسکیں گے کہ کون سے اسباق یا موضوع طالب علموں کے لیے مناسب ہیں۔ اس سے کسی حد تک اساتذہ کی خودمختاری اور انتخاب کے مواقع بڑھ جائیں گے۔ متبادل کے طور پر وہ طالب علموں کو بھی ایسے مواقع دے سکتے ہیں کہ وہ الگ الگ زاویوں سے دیکھیں اور اس کی سمجھ بتائیں کہ ایک ہی موضوع کیسے کئی طرح سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس سے لائبریری میں بیٹھ کر کام کرنے کے مقصد کو تقویت ملے گی۔ لیکن اس کے تعلق سے جو نظم کیا جائے اُس میں اساتذہ شمولیت کو نصاب کی تیاری میں یقینی بنانے کے لیے انھیں ایسے پروگراموں اور ورکشاپوں میں شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ اسکول میں یا اسکولوں کے گروہ کے لیے قائم کردہ رسورس مراکز کی لائبریری میں اساتذہ کی رسائی کو یقینی بنایا جائے۔ مختلف اسکولوں کے درمیان لائبریریوں کا اشتراک بھی قابل غور ہوسکتا ہے اور اسے سرکاری اور نجی اسکولوں کے تعاون سے فروغ دیا جاسکتا ہے۔ گروہی لائبریریوں کے قیام کے بارے میں بھی سوچا جاسکتا ہے۔

متعدد نصابی کتب کی حوصلہ افزائی جو اسکولوں کے ذریعے اصولی طور پر تجویز کی جائیں گی، نجی اداروں کو بھی ایسی نصابی کتب تیار کرنے کی جانب متوجہ کرے گی۔ اس تناظر میں یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ تعلیمی سرگرمیوں میں مصروف صوبائی تحقیقی وتربیتی اداروں کو ضروری وسائل سے اس طرح آراستہ کیا جائے کہ وہ پرائیویٹ ناشروں کا مقابلہ کرسکیں جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے اگر ایس سی ای آر ٹی مشترکہ طور پر نصابی کتب تیار کریں تو اس سے اُن کا معیار بہتر ہوگا۔ صلاحیتوں کو فروغ حاصل ہوگا اور اُن میں نئی زندگی کے آثار نمودار ہوں گے۔ غیر سرکاری اداروں نے بڑی اچھی نصابی کتب تیار کی ہیں۔ جن کا اسکولوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے ضوابط بنائے جاسکتے ہیں تاکہ نصابی کتب کے مصنف آئین میں مذکورہ اقدار اور رہنما اصولوں (خصوصاً مساوات، مذہبی رواداری اور جمہوریت) اور مواد میں تعلیم کے مقاصد اور معیار کو یقینی بنا سکے۔ اس کے ساتھ ہی اس بات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ نصابی کتب کی تیاری ذاتی مفادات کی تکمیل کے لیے نہ ہو اور طالب علم کا تعلیم کے مقاصد کو حاصل کرنا دشوار نہ ہوجائے۔ نصابی کتب کے موضوع پر بچوں کے والدین، اساتذہ اور شہریوں کے گروہوں میں تبادلۂ خیال کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ انھیں عوام کو بھی مہیا کرانا چاہیے اس مقصد کے لیے نصابی کتب کو انٹرنیٹ پر مہیا کیا جاسکتا ہے۔ تاکہ ان پر گفتگو ہو، تنقید ہو اور مشورے آئیں۔ نصابی کتب پر تحقیقی مطالعے کے لیے یونیورسٹیوں کو تیار کیا جاسکتا ہے تاکہ اسکولی علم کے بارے میں مسلسل تحقیقی معلومات ہمیشہ مہیا رہے۔

5.5.2 اختراع کی حوصلہ افزائی

اساتذہ اکثر طالب علموں کو اُن کی کلاس میں نصاب کا علم فراہم کرنے کے لیے مخصوص کلاس کے تناظر میں تعلیم کے نئے نئے طریقے اپناتے ہیں۔ (ان میں وہ دشواریاں بھی شامل ہیں جو جگہ کی کمی، طالب علموں کی کثیر تعداد، تعلیم کے لیے امدادی ساز وسامان کی کمی، طلبا کا باہمی فرق، اور امتحان کے لزوم کو لے کر ہوسکتی ہیں) یہ کوششیں عملی ہونے کے ساتھ ساتھ اکثر عمدہ اور تخلیقی ہوسکتی ہیں۔ لیکن دیگر اساتذہ اور اسکول کو یہ بات معلوم ہی نہیں ہوتی اور اکثر اساتذہ خود بھی اسے بہت اہمیت نہیں دیتے۔ وہ تعلیم کے تجربے آپس میں بانٹ سکتے ہیں اور اس طرح تعلیم کے مختلف تجربوں کا اشتراک ہوسکتا ہے۔ اس سے اسکولوں کے اندر ہی تعلیمی گفت وشنید

اعلیٰ تعلیمی ادارے اساتذہ کی تربیت اور ان میں بنیادی سطح پر پیشہ ورانہ رتبے کا معیار بڑھانے میں ایک اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ غور وفکر کرنے اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے حامل اساتذہ جو نصاب میں متعین روزگاری صلاحیتوں کے حامل ہیں، ان کوششوں کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ اساتذہ کے لیے تعلیمی پروگرام کو نئے سرے سے ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح نصاب تیار کرنے، نصابی کتابیں لکھنے اور ان کا جائزہ لینے میں ماہرین کی باقاعدہ شمولیت کے ساتھ ساتھ اساتذہ اور ماہرین کے درمیان تال میل قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔ اعلیٰ تعلیم میں تعلیمی نظریہ سے متعلق غور وفکر، بحث ومباحثہ اور مذاکرت کے لیے مواقع فراہم کیے جائیں اور اسکولوں اور حکمت عملی ترتیب دینے والوں کے درمیان تبادلۂ خیال کرنے کے لیے راہ ہموار کرنے پر زور ہو۔

اساتذہ کی تعلیم سے متعلق تدریسی پروگرام، دورانِ ملازمت تربیت اور اساتذہ کی تحقیق صلاحیت کو بڑھاوا دینے کی غرض سے یونیورسٹیوں اور ایس سی ای آر ٹی اور ڈائیٹ کو باہم مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے اساتذہ کی تربیت کے درسی پروگرام، دوران ملازمت تربیت اور اپنے طور پر تحقیق کا مزاج پیدا کرنے کا موقع ملے گا۔ اس تناظر میں یہ کہنا مناسب ہے کہ ہر علاقے میں اسکول، یونیورسٹیاں، کالج، ایس سی ای آر ٹی، ڈائیٹ اور غیر سرکاری تنظیمیں ایک دوسرے کے نزدیک لائی جانی چاہیے تاکہ وہ ایک نیٹ ورک کے تحت کام کر کے تدریسی نگرانی اور پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے میں ایک دوسرے کی مدد کر سکیں۔

درسیات، نصاب اور درس وتدریس کے وسائل کی تیاری جس میں درسی کتابیں بھی شامل ہیں غیر مرکوزیت کی حالت میں ایک مشترکہ کارروائی عمل میں لائی جانی چاہیے۔ اس عمل میں اساتذہ کے ساتھ ساتھ دوسری تنظیموں کے نمائندوں اور ماہرین کی تعداد میں اضافہ کیا جانا چاہیے۔ بالخصوص یہ اس وقت اہم ہو جاتا ہے جب ہمیں ہر مضمون کے مختلف مدارج کے لیے ایک سے زیادہ نصابی کتابیں تیار کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ اس مواد میں زیادہ سے زیادہ مقامی مطابقت اور کثرت ہو اور اساتذہ کے سامنے متبادل ہوں۔ ماہرین کے یہ گروہ (ٹیم) بچوں کی دلچسپی کے مطابق ریڈنگ کارڈ، چھوٹی موٹی کہانیاں، لوک کہانیاں وغیرہ جو طالب علموں کے لیے زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں، تیار کر سکتے ہیں۔ بہتر اسکولوں میں انتخاب کا جو تنوع پایا جاتا ہے وہ سارے اسکولوں میں عام ہو سکتا ہے۔

خواتین اور بچوں کی بہبودی سے متعلق محکمہ، محکمہ صحت، کھیل کود اور جسمانی تعلیم سے متعلق محکمہ، محکمہ برائے سائنس وٹیکنالوجی، محکمہ برائے درج فہرست قبائل وسماجی بہبود، محکمہ برائے ثقافت، سیاحت وآثار قدیمہ، پنچایتی راج وغیرہ ایسے محکمے ہیں جو بچوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان تمام محکموں کے پاس بچوں، اور اساتذہ کی تعلیم بہتر بنانے کا صلاحیت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر صحت اور جسمانی تعلیم کے معاملے میں کئی محکموں کے درمیان آپسی تال میل قائم کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق پانچ وزارتوں کے دائرۂ اختیار سے ہے۔ نصاب کے کارگر بنانے کے لیے ایسا نظم یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ اہم محکموں کے درمیان رابطہ بنایا جا سکے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اسکول کا تعلیمی نصاب ہی متعلقہ پروگرام کی رہنمائی کرے نہ کہ دوسرے پروگرام درسیات میں دخل اندازی کریں۔ ان کو ایسے راستے تلاش کرنے کی ضرورت ہے جن کے ذریعے وہ بچوں کی تعلیم کو بہتر بنا سکیں۔ ان کے مشوروں کو محکمہ تعلیم کی مدد سے باہم مشترک کیا جا سکتا ہے۔ اسکولوں کو ضرورت کے مطابق سہولیات بہم پہنچانے کے ساتھ ساتھ یہ محکمے معیاری نصاب بنانے کے لیے خصوصی پروگراموں کے لیے رقوم واگذار

ہے۔ غیر سرکاری تنظیموں نے پڑھانے کے نئے طریقے نکالنے، اساتذہ کو تربیت دینے، درسی کتابیں اور نصابی مواد تیار کرنے اور مختلف طبقوں کو متحرک کرنے میں قابلِ ستائش کردار ادا کیا ہے۔ اسکولوں اور رسورس مراکز کے ساتھ ان کا تال میل نصابی ترقی، تدریسی امداد، نگرانی اور تحقیق کے لیے بہت ضروری ہے۔ سماجی گروہوں نے تعلیم کو لوگوں میں ایک باوقار مقام اور بچوں میں تعلمی حق کے جذبے کو ابھارنے میں کافی حد تک مدد کی ہے۔ تعلیمی تناظر میں وسعت اور خاکۂ درسیات کی طرف سے پیش کیے گئے نظریات کو اسکولوں اور طبقوں میں نئے انداز سے عمل میں لانے، نصاب کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی بازرسی اور بچوں کو تعلیم دینے کے حق سے متعلق کیے گئے وعدوں پر کاربند رہنے کے لیے مختلف سماجی گروہوں کے اشتراک اور ہمیشہ کے لیے ان کی شمولیت بہت ضروری ہے۔

اساتذہ کی انجمنیں اور تنظیمیں اسکولوں کی تعلیم کو فروغ دینے اور حالات کا مقابلہ کرنے میں اور زیادہ اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر وہ اساتذہ پر اپنا اثر ورسوخ استعمال کرکے اسکولوں کے کام کاج میں بہتری لانے کے لیے اصول وضع کرسکتی ہیں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ پڑھانے کے لیے اوقات کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا اور اس طرح ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے میں مدد کرسکتی ہیں۔ وہ ان نکات کی طرف توجہ دلاسکتی ہیں جو موثر نصابی سرگرمیوں کے لیے ضروری ہوتے ہیں نیز وہ کارگر کام کرنے والوں کی حیثیت سے اسکول کے وسائل، اساتذہ کے تعلیم کا معیار اور پیشہ ورانہ ترقی جیسے امور کے بارے میں تعمیری انداز میں سوچ سکتی ہیں۔ یہ انجمنیں مقامی سطح کی تنظیموں کے ساتھ ساتھ بلاک رسورس مراکز اور کلسٹر رسورس مراکز کے ساتھ کام کرکے یہ پتہ لگا سکتی ہیں کہ کس نوعیت کے تدریسی امداد کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ بازرسی وغیرہ بھی مہیا کراسکتی ہیں۔

اسٹیٹ کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (ایس سی ای آر ٹی) کو تعلیمی شعبوں کے ساتھ ساتھ نفسیاتی شعبوں میں بھی اپنا رول ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کو چاہیے کہ موجودہ گائڈنس بیورو اکائیوں کو رسورس سینٹر کی شکل میں مضبوط کریں۔ تاکہ یہ اکائیاں صوبے میں مصروف کار اساتذہ کی، نفسیاتی آلات کی، تشخیص، کیریر سے متعلق ادب وغیرہ کی تیاری میں اپنا کردار ادا کریں اور ضلع، بلاک اور اسکولی سطح پر پیشہ ورانہ طور پر تربیت یافتہ مشیروں کی مدد سے خدمات مہیا کراسکیں۔

درسیاتی ڈھانچے کے وسیع مقاصد کے تئیں یونیورسٹیوں کا کردار اہم ہوسکتا ہے۔ خاص طور پر تعلیم کے درسیاتی کثیر رخ کو مقبول بنانے کی کوششوں اور بچوں کی ضروریات اور نئے نصابی گوشوں کو یکجا کرنے کے سلسلے میں طالب علموں کے متفرق سماجی اور تہذیبی تناظر اور ہندوستان میں کلاس روم سے متعلق پیچیدگیوں کو دیکھتے ہوئے تعلیم میں علم کے عنصر کو وسعت دینے کی فوری ضرورت ہے۔ یونیورسٹیوں کے شعبہ ہائے تعلیم، سماجی سائنس اور سائنس کے شعبوں کو اپنے تحقیقی دائرہ کار میں تعلیم کے مطالعے کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ کثیر رخی اور مشترکہ تحقیقی کاوشوں کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے جس میں مختلف میدانوں کے لوگ شامل ہوں۔ ایسا کرنا نصاب کی تیاری کو عملی شکل دینے کے لیے تحقیقی بنیاد تیار کرنے کے نقطۂ نظر سے مفید ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی یونیورسٹیوں کو ایسے طالب علموں کے لیے اپنے دروازے کھولنے کی ضرورت ہے جو کچھ نیا اور قابل توجہ مضمون پڑھ کر آئے ہوں۔ داخلے کا سخت انتخابی عمل اپنانے کے بجائے یونیورسٹیوں کو لچیلا ہونا چاہیے اور انھیں الگ الگ دلچسپیوں کے مواقع وغیرہ کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ داخلے کا یہ عمل اس لیے بھی اہم ہے کہ طالب علم کوئی روزگار مطالعاتی موضوع کو سنجیدگی سے پڑھنے پر غور کرسکیں۔

ماحصل

درسیات کا موجودہ خاکہ یہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ ہمارے بچوں کے لیے کیا ضروری ہے۔ یہ ان لوگوں کو طاقت بخشتا ہے جو بچوں کے اسکولی تعلیم سے جڑے ہوئے ہیں ساتھ ہی ساتھ ان کے لیے ایک بنیاد فراہم کرتا ہے جس سے انھیں صحیح درسیاتی مواد کے انتخاب میں مدد ملتی ہے۔ یہ ایک سمجھ پیدا کرتا ہے جس سے بچوں کے سیکھنے کا معیار ان کی لیاقت اور اسکول سے ان کے لگاؤ کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ قومی درسیات کا خاکہ اسکول کے آداب، نظام، اساتذہ کی جماعت سے متعلق سرگرمیوں اسکول سے باہر تعلیم کی قدر اور سیکھنے کے ذرائع کی اہمیت پر جتنی توجہ دلاتا ہے اتنی ہی ان پہلوؤں پر زور دیتا ہے جو براہِ راست یا بالواسطہ طور پر تعلیمی نظام پر اثر ڈالتے ہیں۔ اگر بڑے پیمانے پر درسیاتی منصوبہ تیار کرنا ہو تو یہ بھی طے کرنا ہوگا کہ کلیدی تگ ودو جیسے درسیات سے متعلق کتابوں کی کھوج اور امتحان سے متعلق اصلاح وغیرہ میں ایک توازن ہونا چاہیے اور ان کا تعلق ہمارے طلبا کو دی جانے والی تعلیمی اقدار میں اصلاح اور ترقی سے متعلق کی جانے والی لگاتار کوششوں سے ہو۔ سیکڑوں سرپرستوں اور استادوں نے این سی ای آر ٹی کو اس کے اشتہار کی بابت، جو کہ قومی تعلیم میں اصلاح کی غرض سے دیا گیا تھا مشورے دیے ہیں۔ ممبئی میں رہنے والی ایک ماں اور استانی نیتا موہلا نے لکھا تھا:

آج ایک طالب علم کی حیثیت سے میرے بچے بھی اسی نصاب کو پڑھ رہے ہیں جسے بیس سال پہلے ایک طالبہ کی حیثیت سے میں نے پڑھا تھا۔ پوری دنیا میں درس اور اندازِ قدر کے نئے نئے طور طریقے آزمائے جارہے ہیں لیکن ہمارے طلبا ابھی تک تختہ سیاہ پر لکھے گئے مشق کی نقل کرتے ہیں، انھیں یاد کرتے ہیں اور امتحان میں اسی طرح پیش کردیتے ہیں۔ اگر کچھ تبدیلی ہوتی ہے تو وہ اور بھی برا ہوتا ہے۔ معلوماتی ذرائع سے آج بچوں کی پہنچ بہت زیادہ ہوچکی ہے اس لیے ان کے اسکول بستوں میں زیادہ سے زیادہ مضامین اور مواد بھرے ملتے ہیں۔ جہاں کمپیوٹر اور علم اخلاق وغیرہ سے متعلق مضامین ہوتے ہیں وہیں 'کون بنے گا کروڑ پتی' کی کامیابی کی وجہ سے معلومات عامہ اور 'کوئز مقابلوں' سے متعلق کتابیں بھی درس میں شامل ہونے کی وجہ سے ملتے ہیں۔

ہمارے نصابات بہت وسیع ہوتے جارہے ہیں جو کسی استاد کے پڑھانے کی بساط سے باہر ہیں۔ اس لیے استاد انھیں جلد بازی میں اور بے دلی سے پڑھاتے ہیں۔ طلبا بھی ان پر دھیان نہیں دیتے اور تعلیم کے دوران یا تو وہ باتوں کو سمجھ نہیں پاتے یا دماغی طور پر کہیں اور ہوتے ہیں۔ مختلف مضامین میں اکثر نئے نئے باب جوڑے جاتے ہیں جب کہ پچھلے ابواب کی پڑھائی ہی ڈھنگ سے نہیں ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں نصاب کو پورا کرنے کی ذمہ داری سرپرستوں اور ٹیوشن کے کلاسوں کو دے دی جاتی ہے اور بچہ تعلیم کا بوجھ اپنے کاندھوں پر لیے ہوئے اسکول سے ٹیوشن کی کلاسوں تک بھاگتا رہتا ہے، جس میں اس کا بچپن کھو جاتا ہے۔ طلبا کا ایک طبقہ ایک دوسرے سے زیادہ نمبر لانے کے لیے اور زیادہ محنت سے پڑھتا ہے۔ زیادہ تر بچے سرپرستوں اور اساتذہ

کر سکتے ہیں۔ اور خصوصی انسٹرکٹروں کے ساتھ کھیل کود کا سامان بھی فراہم کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ اسکولوں کے لیے تاریخی اور قابلِ دید مقامات کی سیر کرنے کے اہتمام کے ساتھ ساتھ خاص مقامات کی تصاویر، چارٹ اور فلمیں جیسے مواد فراہم کر سکتے ہیں، اتنا ہی نہیں بلکہ یہ محکمے بچوں کی صحت کا خاص خیال رکھنے کے لیے انھیں طبی معائنے اور ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام کر سکتے ہیں۔ اس امر کو با مقصد بنانے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ یہ سب آزادانہ طور پر کام کرنے کے بجائے تعلیمی محکمے کے ساتھ بات چیت کرنے کے بعد ہی عمل میں لایا جانا چاہیے۔ یہ یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ جو کچھ بھی کیا جاتا ہے وہ سب کے لیے فائدہ مند ہو اسی طرح وہ تعلیمی محکمے کی طرف سے خاص پروگراموں کے لیے گذارشات اور مطالبات پر بھی غور کر سکتے ہیں۔

تیار کیے جائیں جس میں شخصیت کا بناؤ، تخلیقی، تعمیری اور عقلی ارتقا کو جگہ دی جائے۔

- مضامین کا تعلق مختلف سطحوں پہ اٹھنے والے زندگی کے مسائل کو حل کرنے اور روزگار حاصل کرنے کے طریقوں سے ہو۔ طلبا اور اساتذہ کو ان مسائل پر غور وفکر کے لیے مزید وقت دینا چاہیے۔ بچوں کو اپنے مفاد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حصولِ علم جاری رکھنا چاہیے جیسے 'منصوبی طریقہ'، 'متبادل تجزیہ طریقہ' اور 'کھلی کتاب امتحان طریقہ' ہمیں ہر مضامین کا صرف بیج بونا ہے۔ ہمیں مکمل درخت کو ٹھوک پیٹ کر ذہنوں میں نہیں بٹھانا ہے۔ تعلیم دینے کا مقصد ہے کہ بچوں کو ایسا بنا دیا جائے کہ اپنی پوری زندگی میں سیکھنے والے بنے رہیں۔

- ہمیں تعلیم کو انسانی مفاد کے لائق بنا کر اسے تمام مختلف انسانی جماعتوں کے لیے مناسب کرنا ہوگا۔ متبادل تجزیہ طریقہ اور 'درجہ بندی طرز' کو اپنا کر سیکھنے والوں کے مختلف مزاج کو تقویت دینی ہوگی۔ کھیل کود اور دیگر فنون میں اچھا کرنے والوں کو پڑھنے والوں کے برابر اہمیت دینی ہوگی۔ اس طرح اگر پسندیدگی کی فہرست بڑھائی جاتی ہے تو یقینی طور پر سرپرست اور طالب علم دباؤ سے آزاد رہیں گے۔ اگر درجہ بندی طریقہ کار سے درسیات میں تبدیلی لائی گئی تو یقینی طور پر سماج کے نظریہ میں فرق آئے گا اور دھیان ڈارون کے 'سماجی دلالت' اصول سے دور جا سکے گا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ملک بھر میں نصاب، درسیات اور درسی کتابوں کو تیار کرنے والے لوگ ماں کے ان لفظوں پر بھرپور اور جلد از جلد توجہ دیں گے۔

کے ذریعے اور زیادہ محنت کرنے کے لیے اکسائے جاتے ھیں جس کی بدولت وہ بہت دبائو میں رہتے ھیں۔ کئی بچوں کو اس کے لیے علاج کی بھی ضرورت ھوتی ھے۔صرف خاص مضامین میں اچھا کرنے والے بچوں کو ھی کامیاب مانا جاتا ھے۔ کھیل اور دیگر مضامین میں اچھا کرنے والے بچوں کی کوئی خاص اھمیت نھیں ھوتی ھے۔ بچوں کو کھیل یا دیگر کسی فعل میں دلچسپی لینے سے ورکا جاتا ھے کیونکہ 'نمبروں کی فھرست' میں ان کی کوئی اھمیت نھیں ھوتی۔نصاب اور کامیابی کا اتنا دبائو ھوتا ھے کہ وہ اصل دنیا سے دور ھوجاتے ھیں اور تجربوں سے اپنا دھیان ھٹا کر کتاب کی دنیا میں کھو جاتے ھیں۔ یھاں تک کہ چھٹی جماعت کے بچوں کو بھی نمبروں کی دوڑ میں رھنے کے لیے اسکول کے علاوہ چار گھنٹے اور پڑھنے پڑتے ھیں۔

اگر بچے اپنی عمر کی نشوونما کے دور میں زیادہ وقت حقیقی دنیا کی بجائے کتابوں کی دنیا میں گذارتے ھیں تو ان کے بکھرنے کی زیادہ گنجائش رھتی ھے۔ اور ان پہ علم کا منفی صورت میں اثر ھوتا ھے۔ یہ ان کے دماغ کو دو حصوں میں تقسیم کردیتا ھے۔ ایسی کتابی دنیا جسے وہ بغیر سمجھے یاد کرنے میں لگے رھتے ھیں اور وہ حقیقی دنیا جس پہ ان کے دھیان کی کمی کی وجہ سے ان کا کوئی بس نھیں چلتا۔ اگر چوتھی جماعت کے ایک بچہ کو بطور مثال لیں تو وہ جانتا ھے کہ پھاڑوں پر جانوروں کو چرنے سے روکنے پہ مٹی کے کٹائو کو روکا جاسکتا ھے۔ لیکن اسے اپنی پنسل اور کاپیوں کا دھیان رکھنا نھیں آتا۔ ایسی حالت میں وہ ایک پڑھے لکھے بیوقوف کی شکل میں بڑا ھوتا جس کا کتابی علم تو زیادہ ھوتا ھے مگر عام باتوں کے متعلق علم نھیں ھوتا۔ اچھا چال چلن اور شخصیت تبھی بن سکتی ھے جب بچوں کی ترقی پر پوری توجہ دی جائے۔ بجائے اس کے انھیں بہت کچھ ایسا پڑھایا جاتا ھے جسے وہ اپنی روز مرہ زندگی کے تجربات اور ماحولیات سے نھیں جوڑ پاتے۔ وہ بچے جن کا پڑھائی میں جی نھیں لگتا اور وہ بچے جو اپنے میں گم صم رھتے ھیں ان پر کئی طرح کے برے اثرات پڑنے کے امکان رھتے ھیں۔ اس طرح کے طلبا کے لیے کوئی بھی معاون نظام نھیں ھے۔ آج کے سرپرست بھی اپنے بچوں کی طرح تناؤ میں رھتے ھیں بورڈ کی تیاری کرنے والے طلبا میں 75 فیصد طلبا تناؤ میں رھتے ھیں۔

اس سلسلہ کے ضمن میں محترمہ نیتا موھلا نے بہت سے ٹھوس مشورے دیے ھیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ھیں۔

- کیا پڑھایا جانا چاہیے اور کیا سیکھا جاسکتا ہے، ان دونوں میں توازن قائم کرنا چاہیے۔ قدرتی بناوٹ صناعی کا وہ مقام رکھتی ہیں جس میں ہر حصہ ایک دوسرے سے توازن قائم رکھتا ہے۔ درسیات کو تیار کرنے میں اصل چنوتی اس بات کی ہے کہ اسے اس طرح تیار کیا جائے کہ اس میں وہ خاص جز شامل ہوں جس سے تعلیمی مقاصد حاصل ہوں اور انھیں اس طرح سنوارا جائے کہ وہ اصلیت سے دور نہ ہوں۔
- بجائے ایسی تعلیمی درسیات تیار کرنے کے جو چند لوگوں کے لیے ترقی کی راہ متعین کرے ہمیں ایسی درسیات بنانی چاہیے جس میں سب کی شمولیت ہو اور سب کے لیے مفید ہو۔ اس کی بنیاد مضبوط اور ٹکاؤ ہو جو تمام عمر کام آسکے۔ ان کی بنیادوں کو وسیع کیا جائے اور ان کی نئی تعریف کی جائے۔ ریاضی، سائنس اور تواریخ کے پرانے تعلیمی ڈھانچوں کے ساتھ ساتھ نئے ڈھانچے

- سماجی اور تہذیبی بنیاد کے تفصیلی تناظر کو وسعت دینے والی سرگرمیاں نصابی عمل میں شامل کرنے کے عمل کی ضرورت۔
- مقامی علم اور بچّوں کے تجربات نصابی کتابوں اور روایتی طور پر پڑھانے والے عمل کے لازمی اجزا ہیں۔
- ماحولیات سے متعلق پروجیکٹوں سے منسلک طلبا ایسے علم کی تشکیل میں اہم رول ادا کر سکتے ہیں جو ہندوستانی ماحول کا ایک نمایاں اور عوامی اعداد وشمار کی بنیاد فراہم کرتا ہو۔
- اسکول کا وقت بچوں کی قابلیت، رویہ اور دلچسپی میں تبدیلی کے ذریعے فوراً ترقی کا وقت ہوتا ہے اور اس کا نمایاں اثر علم کے عمل اور اجزا کے انتخاب اور اہتمام کرنے پر پڑتا ہے۔ اس لیے موضوعات کا انتخاب اور حصول علم کے طریقۂ کار کو طلبا کے عین مطابق ہونا چاہیے۔

باب 3

زبان

- زبان سیکھنے کی صلاحیت یعنی بولنا، سُننا، پڑھنا اور لکھنا اسکول کے تمام مضامین اور ضابطوں میں شامل ہیں۔ ان چاروں ہنر کی اہمیت کا رول بچّوں کو علم بڑھانے میں اوّل جماعت سے لے کر ہی تمام جماعتوں میں تسلیم کر لیا جانا چاہیے۔
- سہ لسانی اصول لاگو کرنے کی کوشش میں جدّت لاکر یہ بات تسلیم کرنے کے لیے زور دیا جانا چاہیے کہ بچّوں کی مادری زبان گھریلو زبان تعلیم حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس میں درج فہرست قبائل کی زبانیں بھی شامل ہیں۔
- انگریزی زبان کو دیگر ہندوستانی زبانوں کے درمیان مقام دیے جانے کی ضرورت ہے۔
- ہندوستانی سماج کا کثیر لسانی کردار اسکولوں کی ترقی کے لیے ایک وسیلے کے طور پر تسلیم کیا جانا چاہیے۔

ریاضی

- ریاضی کے رسمی علم کے بجائے ریاضی پڑھانے کا خاص مقصد محاسبت یعنی وجوہات کی بنیاد پر سوچنے کی صلاحیت اور خیالی سوچ کو کوئی شکل دے کر اسے دَرِدست لینا چاہیے۔
- ریاضی پڑھانے سے بچّوں کے سوچنے اور وجوہات جاننے کی صلاحیت بڑھنی چاہیے تاکہ وہ سوال بنا کر حل کرنے کے لیے خیالی سوچ آنکھوں کے سامنے لاکر ہاتھ میں لیں۔ معیاری ریاضیاتی تعلیم کا حاصل کرنا ہر بچّے کا حق ہے۔

سائنس

- سائنس پڑھانے کے اجزا، عمل اور زبان سیکھنے، والے کی عمر اور دماغی صلاحیت کے مطابق ہونی چاہیے۔
- سائنس پڑھانے کا عمل سیکھنے والوں کو ایسے طریقوں اور عوامل میں مشغول کر دینا چاہیے جس سے ان کا تجسّس اور تخلیقی قوت بالخصوص ماحول کے مطابق بڑھ جائے۔
- سائنس پڑھانے کا انتظام بچّوں کے ماحول کے وسیع تناظر میں کر دینا چاہیے تاکہ وہ دنیا میں کام کرنے کے لیے علم اور ہُنر جیسے ضروری ساز وسامان سے لیس ہو جائیں۔
- اسکول کے تمام نصاب میں ماحولیاتی رشتوں سے متعلق جانکاری ہونی چاہیے۔

ضمیمہ - I

ابواب کی تلخیص

باب 1

- کثیر رُخی سماج میں قومی تعلیمی نظام کو بڑھاوا دینا۔
- ذہنی بوجھ کے بغیر سیکھنا (لرنِگ ود آؤٹ برڈن) کے نظریے کے مطابق نصابی بوجھ ہلکا کر دینا۔
- نصابی اصلاحات کے ساتھ نظام کے طرز میں تبدیلیاں۔
- سماجی انصاف، مساوات اور سیکولرازم جیسے آئین میں درج قدروں پر مبنی نصابی عوامل۔
- سبھی کے لیے معیاری تعلیم یقینی بنانی چاہیے۔
- ایسے شہری بنانا جو جمہوری عمل، اقدار، جنسی انصاف درج فہرست ذاتوں اور درجِ فہرست قبائل کے مسائل، جسمانی طور پر ناتواں لوگوں کی ضروریات اور اقتصادی و سیاسی عمل میں شریک ہونے کی صلاحیت پر سنجیدہ رہنے کے پابند عہد ہوں۔

باب 2

- سیکھنے والوں اور سیکھنے کے عمل سے متعلق ہمارے نظریے میں تجدید۔
- سیکھنے والوں کی ترقی اور سیکھنے کے عمل میں ہولسٹک طریقہ اپنانا چاہیے۔
- کلاس میں سبھی طلبا کے لیے ہموار فضا فراہم کرانا۔
- علم حاصل کرنے اور تخلیقی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے سیکھنے والوں کو کام میں مشغول کرنا۔
- تجربات کے ذریعے سیکھنے کی سرگرمیاں۔
- نصابی عمل میں بچّوں کی سوچ، ان کا تجسّس اور سوال ابھارنے کے لیے موافق کمرے کا انتظام۔
- علم کی تعمیر کے لیے وسیع ڈھانچہ فراہم کرنے کی غرض سے مختلف مضامین کے علمی حدود ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنا۔
- سیکھنے والوں کی مصروفیت کی مختلف صورتیں مثلاً مشاہدات، تشریح، دریافت، تجزیہ، عکاسی وغیرہ اتنی ہی ضروری ہیں جتنے علم کے دیگر اجزا۔

اقامت اور سیکھنا

- ماحولیاتی تعلیم بہتر طریقے سے مختلف مضامین کی تدریس کے ساتھ اس کے نکات اور تفکرات کے ساتھ جوڑ کر دیکھی جاسکتی ہے۔ لیکن یہاں یہ دھیان دینا ضروری ہے کہ متعلقہ سرگرمیوں کے لیے مناسب وقت دیا جائے۔

باب 4

- اسکول میں درکار کم سے کم ساز وسامان اور مواد دستیاب ہونا اور دن بھر کے کام کاج کا منصوبہ ترتیب دینے کے لیے مدد اساتذہ کی کارکردگی میں بہتری لانے کے لیے ضروری ہے۔
- اسکول کا ماحول جو بچّوں کی پہچان سیکھنے والوں کی حیثیت سے بناتا ہے ہر ایک بچّے کی صلاحیت اور دلچسپی بڑھاتا ہے۔
- تمام لائق اور ناتواں بچّوں کی شرکت یقینی بنانے والی سرگرمیاں ہر ایک کو سیکھنے کے لیے ضروری ہیں۔
- جمہوری طرزِ عمل کے ذریعے سیکھنے والوں میں خود نظم وضبط قائم کرنے کی قدر بہت ضروری ہے۔
- ایک خاص مضمون سے متعلق علم اور تجربات پر مذاکرات اور تبادلۂ خیال کرنے کے لیے لوگوں کی شرکت اسکول اور عوام کے درمیان تعلقات پائدار بنانے میں مدد کرتی ہے۔
- سیکھنے سے تعلق رکھنے والے وسائل درج ذیل باتوں کے حوالے سے نئے سرے سے ترتیب دیا جانا چاہیے۔
  - نظریات، سرگرمیوں، مسائل اور مشقوں کو تفصیل سے بیان کرنے والی نصابی کتابیں ایک ساتھ کام کرنے اور اتفاقِ رائے پیدا کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔
  - معاون کتابیں، ورک بک، اساتذہ ہینڈ بک وغیرہ کی بنیاد نئے سوچ اور خیالات پر مبنی ہونی چاہیے۔
  - ایک ہی طرف سے سننے کے بجائے دوطرفہ بات چیت کے لیے ملٹی میڈیا اور آئی۔سی۔ٹی۔ وسیلے کی حیثیت سے استعمال میں لایا جانا چاہیے۔
  - اساتذہ، سیکھنے والوں اور لوگوں کے علم میں اضافہ کرنے اور وسیع دنیا کے ساتھ ملانے کے لیے اسکول کی لائبریری کو دانشوری کے ایک مرکز کی حیثیت سے کام کریں۔
- اسکولی کیلنڈر اور روزانہ کام کاج کے عمل کی غیر مرکوز منصوبہ بندی اور اساتذہ کی پیشہ ورانہ کام کی خود مختاری سیکھنے سے متعلق ماحول کی بنیاد پیدا کرتی ہے۔

باب 5

- نظامی اصلاح کی ایک اہم خاصیت معیار کی طرف رجحان نظام کے اس صلاحیت کی نشاندہی کرتی ہے جس سے نظام اپنی صلاحیت بڑھا کر اپنی کمزوریوں کا حل ڈھونڈ کر اپنی اصلاح خود کرتا ہے اور اپنے آپ میں نئی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔

سماجی سائنس

- سماجی سائنس کے نصاب میں منطقی سمجھ پر زور دینے کی ضرورت ہے بجائے اس کے کہ بچوں کے سامنے امتحان کی خاطر رٹی جانے والی اشیا کا انبار کھڑا کر دیا جائے۔ اس کی وجہ سے ان میں سماجی پہلوؤں پر آزادانہ اور ناقدانہ غور و فکر کی صلاحیت کو فروغ ملے گا۔
- بین موضوعاتی طریقے جو جنسی انصاف، انسانی حقوق اور سماج سے بچھڑے ہوئے طبقوں اور اقلیتوں کی طرف سنجیدگی جیسے خاص رشتوں کو بڑھاوا دیتے ہیں۔
- سوکس کو نئے سرے سے سیاسی سائنس کا نام دے کر جاننا چاہیے۔ اور بچوں کے پرانے نظریے اور شہری نظریے پر اثر ڈالنے والی تاریخ کی اہمیت کو تسلیم کر لینا چاہیے۔

کام

- پری پرائمری سے اعلیٰ سطح تعلیم کے نصاب کو از سر نو ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔ جس میں حصول تعلیم ترقی کے اقدار اور کثیر جہتی مہارتوں کے پس منظر میں کام کے تعلیمی امکانات کو دیکھا جا سکے۔

فن

- فنون (موسیقی اور رقص کی لوک اور کلاسیکی شکلیں، دیکھنے کے لائق فنون، کھلونے بنانا، مٹی کے کھلونے بنانا، تھیٹر وغیرہ) اور وراثتی دست کاریوں کو اسکولی نصاب کے اٹوٹ اجزا تسلیم کر لینا چاہیے۔
- شخصی، سماجی، اقتصادی اور جمالیاتی ضروریات کے تعلق سے اس کی معلومات والدین، اسکول کے حکام اور انتظامیہ کو دینی چاہیے۔
- اسکول کے تعلیم کے ہر مرحلے پر فن بحیثیت ایک مضمون شامل کیا جانا چاہیے۔

امن

- موزوں سرگرمیوں کی مدد سے سال بھر اسکولی اوقات کے دوران تمام مضامین میں امن سے تعلق رکھنے والی قدروں کو بڑھاوا دیا جانا چاہیے۔
- امن سے تعلق رکھنے والی تعلیم اساتذہ کی تعلیم کا ایک جز بنا دینا چاہیے۔

صحت اور جسمانی تعلیم

- صحت اور جسمانی تعلیم سیکھنے والوں کی ہمہ گیر ترقی کے لیے بہت ضروری ہے۔ صحت اور جسمانی تعلیم سے متعلق پروگراموں سے جن میں یوگا بھی شامل ہے۔ اسکولوں میں اندراج، تسلسل اور تکمیل جیسے مسائل کامیابی سے قابو میں رکھے جا سکتے ہیں۔

- چھوٹے موٹے امتحانات کا اہتمام۔
- داخلہ امتحان لینے اور ان کا اہتمام کرنے کے لیے صرف ایک ہی بااختیار ایجنسی قائم کر دینی چاہیے۔

- اسکولی درسیات میں قبل ابتدائی سے 12 ویں جماعت تک کام مرکوز تعلیم کو تعلیم کا اٹوٹ حصہ متصور کر کے اسے باقاعدہ اہمیت دی جائے تا کہ عالمی معیشت کا سامنا کرنے کے لیے پیشہ ورانہ تعلیم کا فروغ ہو سکے۔
- پیشہ ورانہ تعلیم اور تربیت (VET) کو مشن موڈ کے طور پر شروع کرنے اور نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں پہلے سے فراہم سہولتوں سے گاؤں، معاشرہ اور بلاک سطح سے لے کر ضلع اور شہر تک پیشہ ورانہ تعلیم اور تربیت کے مراکز کا قیام عمل میں لایا جائے۔
- اساتذہ کو انتخاب کے معاملے ان کی نظر وسیع کرنے کے لیے اور بچّوں کی ضروریات اور دلچسپیوں میں کثرت پیدا کرنے کے لیے مختلف النوع نصابی کتابیں دستیاب ہونی چاہیے۔
- نئے خیالات پیدا کرنے کے لیے جدت اور تجربہ کاری میں سہولیات پیدا کرنے کے لیے پڑھانے کے تجربات اور الگ الگ کلاس روم کے کام کاج پر خیالات کا تبادلہ کرنا چاہیے۔
- نصاب، نصابی کتابیں اور پڑھانے سکھانے کے وسائل ایک غیر مرکوز اور مشترکہ کارروائی میں بنا دینا چاہیے جس میں اساتذہ، مختلف یونیورسٹیوں، غیر سرکاری تنظیموں اور اساتذہ کی تنظیموں کے ماہرین شامل ہونے چاہیے۔

- توقع کی جاتی ہے کہ عام اسکولی نظام قائم کیا جائے تا کہ ملک کے الگ الگ شعبوں کی تقابلی خوبیوں کا اندازہ لگایا جاسکے اور یہ یقینی بنایا جاسکے کہ جب الگ الگ ماحول سے بچے ایک ساتھ پڑھتے ہیں تب اس سے تدریس کی خوبیوں میں فروغ ہوتا ہے اور اسکول کا نظام مستحکم ہوتا ہے۔
- منصوبہ بندی کے لیے ایک وسیع ڈھانچہ جو اسکولوں میں ضروری نکات کی طرف توجہ دینے سے شروع ہو رہا ہے اور جن کے لیے کلسٹر اور بلاک سطح پر پیوستگی کی ضرورت ہے۔ ضلعی سطح پر یہ ایک لامرکزیت کی منصوبہ بندی کی حکمت عملی ترتیب دینے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔
- بامعنی تدریسی منصوبہ بندی کا کام ہیڈ ماسٹروں اور اساتذہ کی مشترکہ شرکت سے عمل میں لایا جاسکتا ہے۔
- نگرانی کا معیار بڑھانے اور سیکھنے کے عمل کے اعتبار سے اسکول کے ساتھ مسلسل رابطے کے عمل کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔
- اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت مندرجہ ذیل نِکات کے ساتھ جوڑنے سے کارگر بنائی جاسکتی ہے:۔
  - تدریس، آموزش کی صورت حال کو اساتذہ کے لیے حوصلہ افزا، معاون اور انسانیت آموز بنایا جائے تا کہ طلبا کو اپنی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کے فروغ کے مواقع مل سکیں اور وہ ایک ذمے دار شہری کا کردار ادا کرسکیں اور ایسے گروہ کا حصہ ہونا چاہیے جو طلبا کی متواتر سماجی اور شخصی ضروریات کو دھیان میں رکھ کر درسیات کی اصلاح میں موثر رول ادا کرسکیں۔
  - اساتذہ تعلیمی پروگرام کو اس طرح دوبارہ تشکیل دیا جائے کہ اس میں آموزگار کی شرکت موثر طریقے سے ہو اور استاد علم کے حصول میں معاون ثابت ہو۔ اساتذہ تعلیمی پروگرام کا نقطۂ نظر کثیر ضابطۂ اخلاق کا حامل ہونا چاہیے جس میں اصول اور عمل پنہاں ہو اور تنقیدی شعور کو فروغ دینے کے لیے معاصر سماجی مدعوں پر بحث شامل ہو۔
- اساتذہ کی تربیت میں زبان کی صلاحیت کو پیش نظر رکھا جائے اور اس کا ایک یک جہتی ماڈل بنایا جائے تا کہ اساتذہ کے پیشہ ورانہ عمل کو مستحکم کیا جاسکے۔
- اسکول کے کام کاج میں تبدیلی لانے کے لیے دورانِ ملازمت تعلیم میں اضافہ کرنے کی ضرورت۔
- ترقی کے میدان میں جمہوری شرکت اخذ کرنے کے لیے ایک ایسا لائحہ عمل اپنانا چاہیے جس سے دیہی سطح پر متوازن کمیٹیاں تشکیل دے کر پنچایتی راج کو مستحکم بنایا جاسکتا ہے۔
- امتحان میں دباؤ کم کرنے اور کامیابی میں اضافہ کرنے کے لیے مندرجہ ذیل نکات اہم ہیں:
  - اجزا پر مبنی ٹیسٹ مسئلے کو حل کرنے اور سمجھنے میں منتقل کردیا جانا چاہیے۔ اس کے لیے موجودہ سوالنامہ کی ہیئت بدل دینی چاہیے۔
  - امتحان میں وقت کی نرم روی کو ملحوظ رکھا جائے۔

7. NCFSE کو ہمیشہ ہندوستان کے اُس تصور سے ہم آہنگ ہونا چاہیے جو اس کے آئین میں بیان کیا گیا ہے۔ اس نظر ثانی کے عمل میں شرکت کرنے والے تمام لوگوں کو مندرجہ ذیل الفاظ کی یاد دہانی کرانا قابلِ قدر ہوسکتا ہے جو بھارت کے آئین کی تمہید میں ہندوستان کے متعلق ارفع خیالات موجود ہیں:

ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو ایک مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنانے کے لیے اور اس کے تمام شہریوں کو:

انصاف سماجی، معاشی اور سیاسی؛

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، مذہب اور عبادت

مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد وسالمیت کا تیقن.....''

8. ہمیں یقین ہے کہ نئی NCFSE کی تشکیل علمی اور وسیع تر سماجی حلقوں میں جوش وخروش پیدا کرے گی۔ لہذا آپ اس کے مطابق تمام سرگرمیوں کے ساتھ اس مقصد کے لیے متحرک ہوسکتے ہیں۔

اس موقع کے لیے نیک خواہشات اور احترام کے ساتھ

دستخط

(بی۔ایس۔بسوان)

پروفیسر ایچ۔ پی۔ دِکشِت
ڈائریکٹر
نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ
17-B، سری اروندو مارگ،
نئی دہلی۔ 110016

ضمیمہ - II

सत्यमेव जयते

भारतेन्द्र सिंह बसवान
शिक्षा सचिव
B.S. BASWAN
EDUCATION SECRETARY

भारत सरकार
मानव संसाधन विकास मंत्रालय
माध्यमिक और उच्चतर शिक्षा विभाग
नई दिल्ली–110001
Government of India
Ministry of Human Resource Development
Department of Secondary & Higher Education
128 'C' Wing, Shastri Bhavan, New Delhi- 110001
Tel. : 23386451, 23382698 **Fax** : 23385807
E-mail: secy_she@sb.nic.in

21-7-2004

عزیزی پروفیسر دکشت،

قومی تعلیمی پالیسی 1986 اوراس کی ترمیم شدہ شکل 1992، مندرجہ ذیل امکانات کی طرف متوجہ کرتی ہیں:

1. ''11.5 نئی پالیسی کے مختلف پیمانوں کے اطلاق کی ہر پانچ سال میں نظر ثانی ضرور کی جانی چاہیے۔ اطلاقی کاروائیوں اور وقتاً فوقتاً رونما ہونے والے رجحانات کی جانچ کو وقفے وقفے سے یقینی بنانا ہوگا۔
2. قومی تعلیمی پالیسی 1986 کے تحت تیار کیے گئے پروگرام آف ایکشن (POA) 1992، کچھ سروکاروں کو سامنے رکھتی ہیں جنھیں کچھ تشویشوں پر نظر ثانی کے ذریعے غور کیا جانا ہے۔ آپ کی توجہ POA کے باب 8 کی طرف مبذول کرنا چاہوں گا۔
3. چونکہ موجودہ درسیات کا خاکہ چار سال پہلے منظر عام پر لایا گیا تھا لہٰذا اب وقت آ گیا ہے کہ اس کی نظر ثانی اور تجدید کر لی جائے۔ این سی ای آر ٹی درسیات کی تجدید کے لیے کام شروع کر سکتی ہے۔
4. نظر ثانی کے کام کے دوران، آپ اس بات کا اطمینان کر لیں کہ طے شدہ یا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رونما ہونے والے طریق عمل کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی ہے۔ آپ ان نکتہ چینیوں سے واقف ہیں جو سابقہ نظر ثانی کی تیاری کے دوران اختیار کیے گئے طریقۂ عمل میں عجلت اور خامیوں کے راہ پا جانے کی وجہ سے ہوئی تھی۔
5. گذشتہ چند برسوں کے دوران NCERT کی کتابوں پر سخت نکتہ چینی ہوئی ہے۔ آپ پہلے ہی تاریخ کی کتابوں سے متعلق تنازعوں کے حل کے تئیں نبرد آزما ہیں۔ موجودہ درسیات کی نظر ثانی کے دوران آپ یہ سوال پوچھ سکتے ہیں کہ نئی درسیات کے خاکے پر مبنی یہ کتابیں اُن تحریفات سے کیونکر محفوظ رکھی جائیں گی۔
6. ہمیں یقین ہے کہ نظر ثانی کے عمل کے دوران آپ یشپال کمیٹی کے رپورٹ ''بغیر بوجھ کے تعلیم'' اور POA کے باب 8 کو مدنظر رکھیں گے۔

اشاریہ

اختلاف 28, 30, 39, 72, 96

اخلاقی 7, 15, 18, 26, 28, 39, 56, 62, 70, 71, 72, 89, 100, 101

اخلاقیات 33

ادب 13, 29, 45, 139

اقدار 2, 4, 5, 8, 10, 11, 12, 13, 17, 27, 31, 33, 34, 36, 38, 56, 59, 63, 70, 71, 72, 75, 76, 81, 95, 96, 97, 99, 117, 124, 125, 133, 137

اقلیت 95

امن 5, 7, 10, 42, 69, 70, 71, 72, 91, 107

اندازہ قدر 17

اندازۂ قدر تفہیمی اور مسلسل (CCE) 84

انسانی حقوق 10، 25، 54، 68

اطلاعات اور ترسیل کی ٹیکنالوجی 51

انصاف 8, 10, 11, 30, 59, 69, 70, 71, 94, 96, 118, 119

انگریزی 45, 46, 47, 59, 76, 79, 129, 132

اعلیٰ ثانوی 47، 49، 60.

ای سی سی ای 74

ایچ آئی وی/ ایڈس 19، 60

ای وی ایس 55

ایکیوٹی 52، 87.

آرٹ 18, 33, 41, 75, 87, 91, 103, 124

آزادی 1, 4, 5, 8, 10, 17, 19, 47, 56, 57, 61, 62, 63, 97, 100, 105, 114, 135

सत्यमेव जयते

भारतेन्द्र सिंह बसवान
शिक्षा सचिव
B.S. BASWAN
EDUCATION SECRETARY

भारत सरकार
मानव संसाधन विकास मंत्रालय
माध्यमिक और उच्चतर शिक्षा विभाग
नई दिल्ली–110001
Government of India
Ministry of Human Resource Development
Department of Secondary & Higher Education
128 'C' Wing, Shastri Bhavan, New Delhi- 110001
Tel. : 23386451, 23382698 **Fax** : 23385807
E-mail: secy_she@sb.nic.in

2 مئی 2005

D.O.No.11-17/2004-Sch.4

مجھی پروفیسر کرشن کمار

براہ کرم اسکولی تعلیم کے لیے قومی درسیات کے خاکے سے متعلق ہماری گفتگو کو یاد کیجیے۔ اس ضمن میں براہ کرم مورخہ 21 رجولائی 2004 کے میرے ڈی۔او۔مراسلے پر توجہ مبذول کیجیے جو اسکولی تعلیم کے لیے قومی درسیات کا خاکہ – 2000 پر نظر ثانی اور اس کی از سر نو تشکیل کے طریقۂ عمل کو بروئے کار لانے کے متعلق تھا۔ میں نے اس خط کے چھٹے پیراگراف میں اندازۂ قدر کے عمل کے دوران یشپال کمیٹی کی رپورٹ ''بغیر بوجھ آموزش'' کو پیش نظر رکھنے کا ذکر کیا تھا۔ اب جبکہ این سی ای آر ٹی نے قومی درسیات کا خاکہ تیار کرلیا ہے، ہمیں توقع ہے کہ اس درسیات کی بنیاد پر نصابی کتابیں تیار کرتے ہوئے ''بغیر بوجھ آموزش'' کی رپورٹ کے آدرشوں کو پوری طرح سے دھیان میں رکھا جائے گا۔

تعظیم اور نیک خواہشات کے ساتھ

دستخط

(بی۔ایس۔بسوان)

پروفیسر کرشن کمار
ڈائریکٹر
نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ
سری اروندو مارگ، نئی دہلی۔ 110016

50, 52, 53, 54, 57, 58, 62, 63, 64, 65, 66, 67, 68, 70,
71, 72, 73, 74, 75, 76, 77, 78, 81, 82, 83, 84, 87, 88,
93, 95, 96, 97, 98, 101, 102, 116, 117, 118, 119, 120,
121, 123, 124, 125, 126, 127, 128, 129, 130, 131, 132,
133, 134, 135, 136, 137, 138, 139, 140

تعلیم کی قومی پالیسی 1،4،6

تعلیم کا قومی نظام 119

تفتیش 59

تکثیریت 45, 63, 75, 77, 108

تہذیبی 8, 42, 43, 45, 58, 61, 63, 93, 96, 119, 124, 134, 135,
139

تعلیمی ٹکنالوجی 102

تھیٹر 62, 64

ثانوی 16, 40, 45, 46, 49, 50, 52, 53, 56, 57, 61, 65, 66, 78,
79, 88, 107, 110, 117, 123

جانچ 10, 35, 47, 56, 58, 66, 84, 85, 86, 87, 88, 127, 129,
130, 131, 132, 135

جسمانی سزا 14

جدید 33, 44, 49, 53, 54, 61, 118, 119, 134

جذبہ 70, 86, 97, 98, 100, 114

جغرافیہ 61

جمالیاتی 18, 30, 32, 35, 36, 40, 41, 43, 65, 77, 87

جمہوریت 26, 95, 96, 97, 121

جنس 10, 29, 39, 60, 66, 94, 96, 107, 111

حاشیائی 6, 7, 76

حریت 9

آلہ 51, 114, 134

آموزش 2, 11, 12, 14, 15, 16, 18, 19, 20, 21, 22, 23, 24, 25, 26, 27, 28, 31, 32, 34, 37, 40, 46, 47, 52, 55, 56, 57, 58, 62, 75, 78, 79, 80, 83, 84, 85, 86, 87, 88, 97, 99, 101, 102, 103, 105, 121

آئین 8, 44, 46, 57, 76, 97, 119, 121, 133, 137

بالغ 14, 16, 19, 28, 34

بھائی چارہ 9

بچپن 4, 6, 14, 16, 74, 75, 111

بشمول 43, 56, 61, 62, 81, 96

بغیر بوجھ کے تعلیم 3-5

بنیادی 15, 16, 17, 22, 31, 34, 35, 40, 41, 43, 44, 45, 46, 47, 50, 52, 53, 55, 56, 57, 58, 59, 65, 66, 67, 68, 76, 80, 92, 93, 97, 103, 118, 121, 122, 123, 128, 129, 133, 134, 137, 139

پرائمری 2, 6, 10, 23, 39, 40, 52, 56, 64, 66, 86, 92, 99, 106, 109, 118, 121, 127, 128

پری پرائمری 46، 65

پنچایتی راج 5

پیشہ واریت 115

پیشہ ورانہ تعلیم وتربیت 133

تحسیب 57, 61, 74, 75, 84, 85, 86, 87, 88

تخلیق 25, 30, 32, 40, 55, 57, 58, 59, 101, 133

ترغیب 24, 25, 29, 39, 45, 49, 71, 79, 83, 93, 98, 105

تعلیم 1, 2, 4, 6, 7, 11, 15, 16, 17, 20, 23, 24, 25, 27, 28, 30, 31, 33, 34, 35, 37, 38, 39, 40, 41, 43, 44, 46, 48, 49,

ریاضی کی تجربہ گاہ 49

زبان کی تعلیم 38

سائنس 8, 12, 25, 27, 33, 35, 40, 50, 51, 53, 54, 55, 56, 57, 58, 59, 61, 62, 64, 68, 70, 76, 79, 80, 97, 103, 106, 107, 110, 123, 134, 139, 140

سازوسامان خانہ 15

سائنسی مزاج 55

سہولت فراہم کنندہ 22

سرگرمی 2, 4, 25, 26, 68, 69, 93, 98, 109, 127

سماجیات 6, 58, 62

سنسکرت 43, 44

سوال 1, 9, 21, 23, 29, 30, 39, 48, 50, 54, 58, 59, 69, 72, 86, 94, 100, 110, 112, 113, 123, 130, 131, 132

سیاسیات 59, 61, 63, 74

سکہ بند 20، 26

شرکت 11, 15, 17, 20, 21, 23, 24, 26, 28, 30, 35, 37, 39, 58, 67, 68, 78, 95, 96, 97, 98, 99, 102, 109, 112

شہری 6, 7, 8, 10, 11, 39, 53, 59, 61, 94, 95, 97, 122, 124, 130, 131, 132

شہریت 59

صبح کی اسمبلی 81، 100

صحت اور جسمانی تعلیم 17، 38

صلاحیت 4, 12, 15, 16, 17, 18, 20, 23, 26, 27, 30, 31, 32, 33, 34, 36, 38, 40, 42, 44, 45, 46, 47, 48, 49, 51, 52, 59, 68, 72, 73, 77, 83, 84, 85, 86, 87, 88, 95, 98, 99, 106, 118, 119, 120, 124, 125, 126, 128, 129, 130, 131, 132, 135, 139, 140

حصہ داری 17

حقوق 6, 8, 10, 12, 60, 71, 76, 82, 94, 95, 96, 97, 102, 112

حیاتیات 55, 73, 80

خواندگی 43, 46, 52, 53, 107

درسیات 1, 2, 3, 4, 5, 6, 7, 8, 15, 16, 20, 25, 27, 30, 31, 32, 34, 35, 36, 38, 39, 40, 41, 45, 46, 49, 50, 52, 53, 55, 56, 57, 58, 59, 61, 63, 65, 66, 68, 69, 70, 71, 72, 74, 77, 79, 82, 83, 84, 85, 88, 92, 95, 96, 97, 99, 101, 102, 105, 107, 108, 110, 116, 118, 119, 120, 123, 125, 128, 132, 138, 140

درج فہرست ذات 27

درج فہرست قبیلہ 2، 26

دستکاری 64, 65, 87, 88, 107, 108, 110, 112

دوران ملازمت 43

دیسی عقلمندی 6

ڈائٹس 123

ڈرامہ 32, 104

ڈرائنگ 24, 38

ذہنی نمائندگی 22

روایت 2, 36, 38, 63, 84, 129, 134

رویہ 7, 11, 65, 71, 72, 117, 124

رواج، استعمال 5، 11، 14، 25

رقص 17

رہنما اصول 6، 13، 125

رہائش گاہ 60، 68

ریاضی حساب 25، 28، 36

کثیر لسانیت 39–40.

کیفیت 73

کھیل 16, 17, 27, 30, 32, 34, 35, 39, 52, 64, 67, 73, 75, 77, 79, 92, 100, 140

کوٹھاری کمیشن 17

گریڈس 87

گھریلو زبان 44–42

گھر کا کام 102

لچکدار 20, 84

مارکس 51

مادری زبان 4

ماحول 4, 5, 6, 7, 15, 16, 19, 20, 24, 25, 29, 35, 36, 37, 38, 39, 40, 42, 45, 46, 47, 54, 55, 56, 60, 61, 62, 66, 68, 69, 70, 73, 75, 85, 86, 89, 90, 91, 92, 93, 94, 95, 96, 99, 100, 102, 103, 106, 107, 113, 114, 117, 118, 119, 121, 124, 126, 129, 131, 135, 137

مرکز گریزیت 6

مذہب 6, 8, 26, 39, 57, 94, 111

مساوات 2, 3, 5, 6, 8, 27, 29, 34, 38, 50, 51, 70, 71, 118

مساوانیت 92،8

مشترکہ کور 5،4

مشترکہ اسکولی نظام 105،17

معاشیات 61, 63, 132

مواد 10, 22, 25, 29, 30, 31, 32, 38, 45, 46, 48, 50, 55, 57, 58, 59, 61, 62, 64, 65, 83, 102, 103, 108, 109, 118, 135, 136, 137, 138, 140

ضابطہ اخلاق 15–17

طبیعات 73

عالم کاری 7

عقیدہ 9

علم تدریس 14،25،32

علم کیمیا 73

علم کی تشکیل 8

علم سیاسیات 5،6،7

عیار 19

فرائض 8, 47, 70, 71

قبل ملازمت 47

قومی تشخیص 6،9

قومی یکجہتی 4

قومی نصاب کا خاکہ برائے اسکول کی تعلیم 1998 5

کامرس 62, 80

کام بحیثیت تدریسیاتی ذریعہ 134.

کام مرکوز تعلیم 119،134،135

کلاسیکی 43, 47, 65

کتب خانے 42،45،75

کمپیوٹر سائنس 8, 12, 67, 68

کمیشن 17, 117, 119, 123, 127, 133

کمیونٹی 8, 11, 12, 62, 67, 68, 89, 96, 97, 99, 101, 102, 105

کیلنڈر 91

کثیر تہذیبی 3،10

کثیر درجاتی جماعت 100،103

کثیر درجاتی اسکول 11

موسیقی 17, 48, 73, 79, 84

نااہلیتیں 6

نئی تعلیم 3

نفسیات 62, 134

نفسی حرکی 56

نوعمر 19،54،61.

نصابی بوجھ 2،4

نظام اوقات 114

نشانہ 11،31،

وابستگی 8, 12, 67, 68

والدین 23, 39, 55, 60, 66, 72, 76, 83, 87, 88, 89, 99, 100, 101, 102, 129

وراثت 6, 8

وقت 1, 2, 3, 11, 17, 19, 24, 25, 26, 27, 33, 35, 36, 38, 40, 42, 44, 46, 48, 50, 52, 54, 55, 58, 65, 66, 67, 70, 73, 74, 80, 82, 85, 86, 87, 89, 90, 91, 97, 98, 99, 100, 101, 104, 106, 109, 110, 111, 112, 113, 115, 117, 119, 120, 131, 132, 133, 135, 136, 139

وقوفی 18, 19, 20, 23, 24, 55, 56

ہنر، لیاقت iv،viii،17،18،24،25

یوگا 17, 84

یونیورسٹی/ جامعہ 74

Library

نیشنل فوکس گروپ - پوزیشن پیپرس

جلد I

درسیات کا دائرہ

1۔ سائنس کی تدریس
2۔ ریاضی کی تدریس
3۔ ہندوستانی زبان کی تدریس
4۔ انگریزی کی تدریس
5۔ سوشل سائنس کی تدریس
6۔ سکونت اور آموزش
7۔ آرٹ، موسیقی، رقص اور تھیٹر
8۔ موروثی دست کاری

جلد II

نظامی اصلاح

1۔ تعلیم کے مقاصد
2۔ درسیات کی تبدیلی کے لیے نظامی اصلاحات
3۔ درسیات، نصاب اور درسی کتابیں
4۔ درسیات کی تجدید کے لیے اساتذہ کی تعلیم
5۔ امتحان کی اصلاحات
6۔ تعلیمیاتی تکنالوجی

جلد III

قومی سروکار

1۔ درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے بچوں کے مسائل
2۔ تعلیم میں صنفی مسائل
3۔ مخصوص احتیاج والے بچوں کی تعلیم
4۔ تعلیم برائے امن
5۔ صحت اور جسمانی تعلیم
6۔ ابتدائی طفلیت کی تعلیم
7۔ کام اور تعلیم

3245
विद्यया ऽमृतमश्नुते
एन सी ई आर टी
NCERT

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ
NATIONAL COUNCIL OF EDUCATIONAL RESEARCH AND TRAINING

ISBN 978-81-7450-836-2